اپنے موضوع پر پہلی مفصل و مدلل کتاب

مسائلِ ختنہ

مع

ختنہ اور جدید میڈیکل سائنس

اِس کتاب میں ختنہ کی لغوی و اصطلاحی تحقیق، ختنہ کی تاریخی اور شرعی حیثیت، ختنہ کی حکمتیں اور مصلحتیں، مختلف مذاہب میں ختنہ کی حیثیت، ختنہ کی اہمیت، ائمہ اربعہ کے مذاہب مع دلائل، مرد اور عورت کی ختنہ کے تمام مسائل و احکام، ختنہ کے وقت، نومسلم کے ختنہ اور دیگر متفرق مسائل کو مفصل و مدلل لکھا گیا ہے

تالیف

مولانا مفتی ریاض محمد بگرامی

فاضل جامعہ امدادیہ فیصل آباد، متخصص جامعہ دار العلوم کراچی

اُستاذ الحدیث و رئیس دار الافتاء دار العلوم تعلیم القرآن، راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ عثمانیہ

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک راولپنڈی

اپنے موضوع پر پہلی مفصل و مدلل کتاب

مسائلِ ختنہ

مع

ختنہ اور جدید میڈیکل سائنس

تالیف

مولانا مفتی ریاض محمد بگرامی

فاضل جامعہ امدادیہ فیصل آباد، متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی

رئیس دارالافتاء تعلیم القرآن، راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ عثمانیہ

اقبال مارکیٹ اقبال روڈ، کمیٹی چوک راولپنڈی

0333-5141413, 051-5534979

نام کتاب : مسائل ختنہ
نام مؤلف : مولانا مفتی ریاض محمد بلگرامی
تاریخ طبع : جنوری ۲۰۱۶ء، بمطابق ربیع الاول ۱۴۳۷ھ
ناشر : مکتبہ عثمانیہ......راول پنڈی

ملنے کے پتے:

پنڈی	اقلیل پبلشنگ ہاؤس	کمیٹی چوک......راولپنڈی
	کتب خانہ رشیدیہ	نزد تعلیم القرآن، راجہ بازار......راولپنڈی
اسلام آباد	مکتبہ فریدیہ	نزد جامعہ فریدیہ......اسلام آباد
	مکتبہ رحمانیہ	رحمانیہ مسجد، آبپارہ......اسلام آباد
لاہور	اسلامی کتب خانہ	فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اردو بازار......لاہور
	مکتبہ رحمانیہ	غزنی سٹریٹ، اردو بازار......لاہور
	مکتبہ العلم	اردو بازار......لاہور
فیصل آباد	مکتبہ العارفی	نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ......فیصل آباد
	مکتبہ اسلامیہ	امین پور بازار، نزد اٹلس بنک......فیصل آباد
ملتان	مکتبہ حقانیہ	ٹی بی ہسپتال روڈ......ملتان
	ادارہ اشاعت الخیر	بیرون بوہڑ گیٹ......ملتان
کراچی	ادارۃ المعارف	جامعہ دار العلوم......کراچی
	مکتبہ عمر فاروق	نزد جامعہ فاروقیہ......کراچی
	مکتبہ لدھیانوی	نیو ٹاؤن ک......کراچی
پشاور	دار الاخلاص	قصہ خوانی بازار......پشاور
اکوڑہ خٹک	مکتبہ علمیہ	نزد جامعہ حقانیہ......اکوڑہ خٹک
مردان	مکتبہ نعیمیہ	پارہوتی، نزد خیر المدارس......مردان
کوہاٹ	مکتبہ الفرقان	کمال پلازہ......کوہاٹ
کوئٹہ	مکتبہ رشیدیہ	سرکی روڈ......کوئٹہ

مسائل ختنہ

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو استاذی المکرم خطیب بے بدل، منتظم اعلیٰ،
مدرس نکتہ دان نمونہ سلف شیخ الحدیث

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن تونسوی دامت برکاتہم العالیہ

سابق استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

ریاض محمد بلگرامی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحمٰن

عرض مؤلف

بعض کاموں کو شریعت مطہرہ نے فطری کہا ہے، انہیں امور فطرت کہا جاتا ہے، اس کتاب میں اجمالاً امور فطرت کی بحث موجود ہے، امور فطرت تقریباً بیس کے قریب ہیں، امور فطرت کے بارے میں بندہ کی کتاب ''اسلام اور امور فطرت'' زیر تالیف ہے اور اس کا اجمالی خاکہ تیار ہو چکا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ امور فطرت کی تفصیلی بحث اس کتاب میں مل سکے گی۔

ختنہ بھی امورِ فطرت اور شعائر اسلام میں سے ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر خاتم الرسول ﷺ تک تمام انبیاء کرام کا سنت طریقہ رہا ہے اور بلاشبہ ختنہ ہی وہ سنت ہے جس پر پوری امت مسلمہ عمل پیرا ہے اور اس کا مشرق سے مغرب تک تعامل ہے لیکن اس موضوع کی خدمت نہیں ہوسکی، غیر مخدوم موضوع کو منظر عام پر لانا بندہ کا ایک مشغلہ ہے ''مسائل ختنہ'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، اس کتاب کے بارے میں مندرجہ ذیل چند امور کو مدنظر رکھا جائے:

۱)...... یہ کتاب اپنے موضوع پر پہلی مفصل ومدلل کتاب ہے، اس سے پہلے اس موضوع پر مستقل کتاب نظر سے نہیں گزری، اردو اور دیگر عجمی زبانوں کا دامن ویسے بھی تنگ ہے، لیکن عربی میں بھی اس موضوع پر کوئی کتاب نہ مل سکی، گو کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دو بزرگوں کمال بن طلحہ اور کمال بن عدیمؒ نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں اور دونوں کا اختلاف بھی رہا ہے، لیکن وہ کتب نایاب ہیں، دنیائے کتب میں ان کا کہیں وجود نہیں۔

۲)...... کتاب میں موضوع سے متعلق تمام مسائل واحکام کے استقصاء واحاطہ کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔

۳)...... کتاب میں صرف مسائل لکھنے پر اکتفاء نہیں کیا گیا، بلکہ موضوع سے متعلق تمام مباحث اور تاریخی معلومات بھی جمع کی گئی ہیں۔

۴)...... ہر مسئلہ باحوالہ لکھا گیا ہے اور اصل ماخذ کی طرف رجوع کیا گیا ہے، البتہ جو کتب نایاب ہیں، یا دستیاب نہ ہوسکیں، ان کا بالواسطہ حوالہ دیا گیا ہے اور واسطہ کی تصریح کردی ہے۔

۵)...... ائمہ ثلاثہ کے مذاہب خود ان کے مذہب کی کتب سے نقل کئے گئے ہیں۔

۶)...... کتاب کے مسائل فقہی ترتیب پر لکھے گئے ہیں، البتہ فقہ حنفی کے مطابق ختنہ کا تعلق کتاب الکراھیۃ سے ہے، لہٰذا زیادہ تر مسائل اسی سے تعلق رکھتے ہیں۔

۷)...... علمی بحث کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف فیہ مسائل کو بھی لکھا گیا ہے، لیکن مفتیٰ بہ قول اور راجح مذہب کی تعین کردی گئی ہے۔ لہٰذا مفتیٰ بہ قول کے علاوہ اقوال کو صرف علمی بحث تصور کیا جائے۔

۸)...... بعض احادیث سے ایک سے زیادہ مسائل مستنبط ہوتے ہیں، ایسی احادیث مختلف مواقع میں مسئلہ کی مناسبت سے ذکر کی گئی ہیں۔

۹)...... فیروز اللغات، جامع حسن اللغات، جامع نسیم اللغات وغیرہ کتب لغت میں ختنہ کو مذکر لکھا ہے اور ہمارے عرف میں بھی مذکر استعمال ہوتا ہے، لیکن اہل زبان علماء کرام نے اسے مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال کیا ہے، ہم نے اسے مذکر ہی استعمال کیا ہے البتہ اقتباسات میں بعض جگہ مؤنث استعمال ہوا ہے۔

۱۰)...... کتاب میں علماء دیوبند کی کتب وفتاویٰ سے بھرپور استفادہ اور ان پر اعتماد کیا گیا ہے، بعض اوقات کسی فائدہ کے پیش نظر ان کی پوری عبارت نقل کردی ہے۔

۱۱)...... کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ختنہ کی بے شمار حکمتیں، دینی مصلحتیں اور طبی

فوائد ہیں لیکن مسلمانوں کو ختنہ مذکورہ فوائد کے حصول کے پیش نظر نہیں بلکہ سنت انبیاء کی اتباع میں کرنا چاہئے۔

۱۲)......ختنہ کے جدید طبی فوائد کے بارے مواد دیکھنا شروع کیا، تو یہ دیکھ کر حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ اس کے اتنے زیادہ فوائد ہیں کہ اس پر مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے، اس لئے ''ختنہ اور جدید میڈیکل سائنس'' کے نام سے اس بارے الگ رسالہ تیار ہو گیا، جو اس کتاب کے آخر میں شامل ہے، اسے مستقل رسالہ قرار دینے کی کئی وجوہ ہیں مثلاً:

۱)......فقہ ایک سنجیدہ باوقار موضوع ہے، سائنسی تحقیقات فقہ میں شامل کرنا مناسب نہیں لگتا۔

۲)...... یہ موضوع بھی کافی وسیع ہے، ارادہ تھا کہ اسے ختنہ کے مصالح اور حکمتوں کے بیان کے بعد لکھا جائے، لیکن اس کی وجہ سے بعد کا حصہ پہلے حصہ سے کٹ جاتا ہے، لہٰذا اسے آخر میں مستقل مضمون کی صورت میں لکھ دیا ہے۔

ریاض محمد بلگرامی

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱۳/۷/۱۴۳۲ھ

16-6-11

ختنہ کی لغوی تحقیق

ختنہ، ختن سے ہے، ختن کا اصل مادہ خ ت ن ہے، الختن کا لغوی معنی ہے القطع یعنی کاٹنا۔ یہ باب ضرب اور نصر دونوں سے مستعمل ہے۔ ختنہ کرنے والے کو خاتن کہا جاتا ہے اور جس کا ختنہ کیا جائے اسے ختین اور مختن کہا جاتا ہے۔ ختین کا اطلاق مذکر ومؤنث دونوں پر ہوتا ہے، ختنہ کے دو اسم آتے ہیں (۱) الختان کالکتاب (۲) الختانہ کالکتابۃ۔

ختنہ اب اسم بن چکا ہے، اصل وضع کے اعتبار سے یہ مصدر ہے، الختن، الختان بکسر الخاء، الختان بفتح الخاء الختانۃ الاختتان بھی مصدر ہیں۔

اسی مادہ سے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن کی تفصیل ہے:

۱)......الختان بکسر الخاء، یہ اسم بھی ہے اور مصدر بھی، الختان کے معنی مرد وعورت کے اس جگہ کے بھی آتے ہیں جسے ختنہ کے وقت کاٹا جاتا ہے۔ موضع القطع من الذکر والانثی۔ حدیث میں ہے اذا التقی الختنانان فقد وجب الغسل یعنی جب ختانان آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں الختانان (جو الختان کا تثنیہ ہے) سے مرد وعورت کے ختنہ کی جگہ مراد ہے یعنی جب مرد کا حشفہ عورت کے فرج میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہے۔ ختنہ کی دعوت کو بھی ختان کہا جاتا ہے۔

۲)......الختانۃ بکسر الخاء: صناعۃ الخاتین یعنی ختنہ کرانے والے کے پیشہ کو ختانہ کہا جاتا ہے۔

۳)......الختن بفتح الخاء والتاء۔ اس کے کئی معنی آتے ہیں:

۱) بیوی کے واسطہ سے ہر رشتہ دار کو ختن کہا جاتا ہے جیسے سسر اور سالہ

۲)داماد

۳)بہنوئی

۴)ہر ذو رحم محرم عورت کے شوہر کو ختن کہا جاتا ہے، اسکی جمع اختان آتی ہے۔ عورت کی طرف سے رشتہ داروں کو اختان اور مرد کی طرف سے رشتہ داروں کو احماء کہا جاتا ہے جبکہ صھر کا اطلاق ان دونوں پر ہوتا ہے۔

۴)......الخاتنۃ، الخثونۃ، کسی کے ہاں رشتہ کرنا، جب ایک شخص کا دوسرے کا ہاں رشتہ ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے خاتن الرجل الرجل یعنی فلاں نے فلاں کے ہاں رشتہ کیا۔

ابن منظور افریقیؒ نے لسان العرب میں اور علامہ زبیدیؒ نے تاج العروس میں ابن شمیل سے نقل کیا ہے کہ مصاہرۃ کو مخاتنہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ رشتہ کے نتیجہ میں میاں بیوی میں بھی التقاء ختانین ہوتا ہے۔

"وقال ابن شميل: سميت المخاتنة و هي المصاهرة لالتقاء الختانين منهما"۔ (۱)

اصطلاحی معنی

اصطلاح شریعت وفقہ میں ختنہ کی کیا تعریف ہے؟ اس کی علماء کرام اور ائمہ لغت نے مختلف تعریفیں کی ہیں لیکن سب کا مآل ایک ہی ہے مثلاً:

(۱)...... ختان الرجل: هوقطع جميع الجلدة التى تغطى الحشفة ، حتى ينكشف جميع الحشفة، وختان المرأة:هوقطع أدنى جزء من الجلدة التى فى أعلى الفرج ، فوق مدخل الذكر ، وتكون كالنواة أوعرف الديك تدعى الخفاض۔(۲)

یعنی مرد کا ختنہ یہ ہے کہ ذکر کے حشفہ کو جو کھال ڈھانپے ہوئی ہوتی ہے اس سب کو کاٹ

(۱) لسان العرب(۱۳/۱۳۸)تاج العروس (۹/۱۹۰)

(۲) القاموس الفقهى لغة و اصطلاحاً (ص ۱۱۲)

دینا یہاں تک کہ سارا حشفہ ظاہر ہو جائے اور عورت کا ختنہ یہ ہے کہ عورت کی شرمگاہ میں ذکر کے دخول کی جگہ کے اوپر گٹھلی یا مرغی کی کلغی کی طرح ایک گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے جسے خفاض کہا جاتا ہے اس میں سے تھوڑا سا حصہ کاٹ دیا جائے۔

(۲)......معجم لغۃ الفقہاء میں ہے:

"الختان : فی حق الرجل قطع جلدة القلفة ، و فی حق المرأة قطع بعض جلدة عالية مشرفة على الفرج"۔(۱)

یعنی مرد کا ختنہ یہ ہے کہ قلفہ کی کھال کاٹ دی جائے اور عورت کا ختنہ یہ ہے کہ فرج میں جو ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے اس کا کچھ حصہ کاٹ دیا جائے۔

(۳) اوجز المسالک میں ہے:

"والختن بفتح وسكون قطع بعض مخصوص من عضومخصوص"۔(۲)

یعنی عضو مخصوص کے بعض مخصوص حصہ کا کاٹنا۔

جس بچے کا ختنہ کیا گیا ہوتا ہے، اسے مختون، ختین اور ختین کہا جاتا ہے۔(۳)

اصطلاحی معنیٰ کی لغوی معنیٰ سے مناسبت

مذکورہ عمل کو ختنہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ختنہ کا لغوی معنیٰ ہے القطع یعنی کاٹنا اور اس عمل میں بھی انسانی جزء کاٹا جاتا ہے۔

ختنہ کے مزید نام

مرد کے ختنے کو اِعذار اور عورت کے ختنہ کو خفض اور خفاض بھی کہا جاتا ہے۔(۴)

(۱) معجم لغة الفقهاء (ص ۱۹۳)

(۲) اوجز المسالك (۲۳۷/٤)

(۳) فتح الباری (۱۰٦/۱۱) كتاب الاستيذان

(٤) القاموس الفقهی (ص ۱۱۲)

خافضہ ختنہ کرنے والی عورت کو کہا جاتا ہے، خفاض کا لفظ مردوں کے ختنہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ خاتن کو خافض بھی کہا جاتا ہے لیکن بہت کم۔

فی اللسان العرب : والخافضة.......الخاتنة،وخفض الجارية يخفضها خفضاً: وهو كالختان للغلام ، واخفضت هي: وقيل خقض الصبي خفضاً ختنه فاستعمل في الرجل والأعرف أن الخفض للمرأة ، و الختان للصبي فيقال للجارية خفضت ، و للغلام ختن ، و قد يقال للخاتن الخافض و ليس بالكثير-(١)

مرد کے ختنے کو اِعذار اس لئے کہا جاتا ہے کہ اعذار کا اصل معنی ہے وہ دعوت جو ختنہ کے وقت کی جاتی ہے، چونکہ اہل عرب ختنہ کے وقت دعوت اِعذار کیا کرتے تھے اس لئے ختنہ کو بھی اِعذار کہہ دیا گیا اور عورت کے ختنہ کو خفاض اس لئے کہتے ہیں کہ عورت کے ختنہ میں خفاض (ابھرا ہوا گوشت) کاٹا جاتا ہے۔

اقلف ، اغلف ، ارغل واغرل ، اعرم

جس آدمی کا ختنہ نہیں ہوا ہوتا، اسے أَقْلَفٌ، أَغْلَفٌ، أَغْرَلٌ، أَعْرَمٌ، أَرْغَلٌ کہا جاتا ہے، اقلف قلفہ سے اور اغلف غلفہ سے ہے، قلفہ اور غلفہ {psepuse} اس زائد کھال {pose skin} کو کہا جاتا ہے، جسے ختنہ میں کاٹا جاتا ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

كَأَنَّمَا حَشْرَمَةُ بْنُ غَابِنٍ
قُلْفَةُ طِفْلٍ تَحْتَ مُوسَى خَاتِنٍ

ترجمہ: حشرمہ بن غابن دشمن کے سامنے ایسے ہے، جیسے بچہ کے ختنہ کی کھال ختنہ کرنے والے کے استرہ کے نیچے ہوتی ہے۔

---

(١) اللسان العرب (١٤٦/٧)

غیر مختون کو اقلف و اغلف (قلفہ و غلفہ والا) اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ختنہ کی کھال موجود ہوتی ہے، کٹی نہیں ہوتی، قلفہ میں قاف کا فتحہ اور ضمہ دونوں جائز ہیں اور امام لغت اصمعی رحمہ اللہ نے تیسری لغت یہ لکھی ہے کہ قاف اور لام دونوں کا فتحہ بھی جائز ہے۔(۱)

ارغل، الرغلۃ سے ہے، الرغلہ اس کھال کو کہتے ہیں جو ختنہ کے وقت کاٹی جاتی ہے، غیر مختون کو ارغل (رغلہ والا) اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی مذکورہ کھال موجود ہوتی ہے۔(۲)

ایک شاعر کسی کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے:

فانی امرؤ من بنی عامر
وانك دارية ثيتل
تبول العنوق على انفه
كما بال ذو الودعة الأرغل(۳)

ترجمہ: میں بنو عامر قبیلہ کا مرد ہوں اور تو گھر میں بیٹھنے والی عورتوں کی طرح ہے، بکری کا ایک سالہ بچہ اس کی ناک پر اس طرح پیشاب کرتا ہے، جیسے کوڑی والا غیر مختون آدمی پیشاب کرتا ہے۔

اور اغرل ارغل کا مقلوب ہے اور غرلہ سے مشتق ہے، غرلہ بھی قلفہ کو کہا جاتا ہے۔(۴)

حشفہ{Glans Penis}۔حشفہ کو کمرۃ بھی کہا جاتا ہے، حشفہ سے ذکر کے اوپر والا وہ حصہ مراد ہے، جو ختنہ کی کھال اتر جانے کے بعد کھل جاتا ہے۔اس کی جمع حشف اور حشاف آتی ہے۔معجم اللغۃ الفقہاء میں ہے:

"الحشفة بالتحريك: القسم المكشوف من رأس الذكر بعد الختان"(۵)

اعرم کی جمع عُرم آتی ہے۔

---

(۱) الشامية (۱/۱۵۳) كتاب الطهارت، باب الغسل۔

(۲) المعجم الوسيط (ص ۴۲۳)مادہ رغ ل۔

(۳) لسان العرب (۱۱/۴۹۰)

(۴) ايضا ۱۱/۴۹۰

(۵) معجم اللغة الفقهاء(ص ۱۸۰)

ختنہ کا ذکر قرآن کریم میں

قرآن کریم میں ختنہ کا ذکر صراحتاً نہیں آیا، بلکہ اس مادہ سے کوئی لفظ بھی قرآن میں استعمال نہیں ہوا، البتہ دو آیات کی تشریح وتفسیر میں ختنہ کا ذکر آیا ہے: (۱) سورۃ البقرۃ: آیت (۱۲۴) اور سورۃ البقرۃ آیت (۱۳۸) جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کلمات آزمائش وامتحان اور ختنہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ﴾(۱)

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کیجئے جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور ان کا امتحان لیا تو انہوں نے وہ باتیں پوری کر دیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بلاشبہ میں آپ کو لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں، حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی پیشوا بنا دیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں مل سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے مذکورہ قول کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چند باتوں میں امتحان لیا اور وہ امتحان میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بطور انعام لوگوں کا امام اور پیشوا بنا دیا، یہ چند کلمات اور باتیں کیا تھیں؟ اس بارے تقریباً تیرہ اقوال ہیں۔ (۲)

جن چیزوں کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا گیا، ان میں ختنہ بھی شامل ہے۔ اس بارے میں چند اقوال ملاحظہ ہوں:

---

(۱) سورة البقرة: (۱۲٤)

(۲) قاله الألوسی فی روح المعانی: (۱/ ۳۷٤)

(۱)اخرج عبدالرزاق وعبدبن حمید و ابن جریر و ابن المنذر وابن ابی حاتم و الحاکم وصححه والبیهقی فی سننه عن ابن عباسؓ فی قوله تعالیٰ ﴿ وإذا ابتلی إبراهیم ربه بکلمات ﴾قال:ابتلاه الله بالطهارة خمس فی الرأس ، وخمس فی الجسد ...... فی الرأس قص الشارب و المضمضة و الاستنشاق والسواك وفرق الرأس ، وفی الجسد تقلیم الأظفار و حلق العانة ، و الختان ، و نتف الإبط ، وغسل مکان الغائط و البول بالماء۔(۱)

ترجمہ:عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو جن امور کے ذریعہ آزمایا ان کا تعلق طہارت سے ہے اور یہ دس امور ہیں جن میں سے پانچ کا تعلق سر سے اور پانچ کا بقیہ بدن سے ہے، سر سے تعلق رکھنے والے امور یہ ہیں (۱) مونچھیں تراشنا (۲) کلی کرنا (۳) ناک میں پانی چڑھانا (۴) مسواک کرنا (۵) سر میں مانگ نکالنا اور جسم والے امور یہ ہیں (۱) ناخن تراشنا (۲) زیر ناف بال صاف کرنا (۳) ختنہ کرنا (۴) بغل کے بال نوچنا (۵) قضاء حاجت کی جگہ اور پیشاب کو پانی سے دھونا۔

(۲)واخرج ابن جریروابن المنذروابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی الله عنه قال:الکمات التی ابتلی بهاعشر،ست فی الانسان واربع فی المشاعر فاما التی فی الانسان فحلق العانة و نتف الابط و الختان و تقلیم الاظفار و قص الشارب والسواك وغسل یوم الجمعة والاربعة التی فی المشاعر الطواف بالبیت والسعی بین الصفا و المروة و رمی الجمار و الا فاضة(۲)

ترجمہ:عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور میں ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا وہ دس ہیں، چھ کا تعلق انسان سے ہے اور چار کا تعلق حج سے ہے جن کا تعلق انسان سے ہے وہ یہ ہیں:(۱) زیر ناف بالوں کا صاف کرنا (۲) بغل کے

(۱) الدر المنثور(البقرة: ۱۲٤)

(۲) الدر المنثور (۱/۲٤٦)

بال نوچنا(۳)ختنہ کرنا(۴)ناخن تراشنا(۵)مونچھیں کاٹنا(۶)مسواک کرنا اور جن کا تعلق حج سے ہے وہ یہ ہیں(۱)بیت اللہ کا طواف کرنا(۲)صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا(۳)رمی جمار(۴)افاضہ۔

(۳) اخرج ابن ابی شیبة و ابن جریر عن الحسنؒ قال: ابتلاه بالکوکب فرضی عنه وابتلاه بالقمرفرضی عنه وابتلاه بالشمس فرض عنه و ابتلاه بالهجزة فرضی عنه وابتلاه بالختان فرضی عنه وابتلاه بابنه فرضی عنه۔(۱)

ترجمہ: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے چھ امور میں امتحان لیا(۱)ستاروں(۲)چاند(۳)سورج(۴)ہجرت(۵)ختنہ(۶) اپنے بیٹے کے بارے، آپ نے سب میں کامیابی حاصل کی جس کے نتیجہ میں اللہ آپ سے راضی ہوئے۔

(٤)وروی مطرعن ابي الجلد انهاعشرة ایضاً الا انه جعل موضع الفرق غسل البراجم وموضع الاستنجاء الاستحداد۔(۲)

ترجمہ: ابومجلدؒ فرماتے ہیں کہ وہ امور دس ہیں جن میں ختنہ بھی شامل ہے اور اس کی وہی تفصیل بیان کی ہے جو ابن عباسؓ سے منقول ہے لیکن انہوں نے مانگ کے بجائے غسل براجم اور استنجاء کی بجائے استحداد ذکر فرمایا ہے۔

(۵) وقال طاووسؒ ابتلاه الله بعشرة أشياء ، هی الفطره خمس فی الرأس : قص الشارب ، والمضمضة ، والاستنشاق ، و السواك ، و فرق الرأس ۔ و خمس فی البدن : تقليم الأظفار ، ونتف الإبط ، وحلق العانة ، والختان ، و الاستنجاء بالماء۔(۳)

ترجمہ: حضرت طاووسؒ کہتے ہیں کہ فطرت کی دس چیزوں میں امتحان لیا، پانچ کا تعلق سر

(۱) الدرالمنثور(۱/۲٤٦)
(۲) تفسیرالقرطبی(۲/٦٨)
(۳) التفسیر المظهری(۱/۱۳۸)

سے ہے(۱) مونچھیں تراشنا(۲) کلی کرنا(۳) ناک میں پانی ڈالنا(۴) مسواک کرنا (۵) مانگ نکالنا اور پانچ کا تعلق بدن سے ہے(۱) ناخن تراشنا(۲) بغل کے بال نوچنا (۳) زیرناف بال صاف کرنا(۵) ختنہ کرنا۔

(٦) "عن يونس عن الشعبيؒ ﴿وإذا ابتلى إبراهيم ربه بكلمات﴾ قال منهن الختان"۔(۱)

ترجمہ: حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ جن کلمات کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا گیا ان میں ختنہ بھی شامل ہے۔

مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ مذکورہ امور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں واجب تھے اور اسلام میں ان میں سے بعض امور واجب ہیں اور بعض سنت اور بعض کا حکم بدلتا رہتا ہے جیسے ہجرت، اسی طرح مضمضہ اور استنشاق وضو میں سنت اور غسل میں واجب ہیں البتہ اس بات پر اتفاق ہے کہ مذکورہ امور شرائع اسلام، دین اور ملت میں سے ہیں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وقد اتفقت الأئمة على أنها من الملة و اختلفوا فى مراتبها"۔(۲)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وما قام أحد بوظائف الدين مثله"۔

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دینی وظائف کو جس طرح ادا کیا، آپ کی طرح کوئی بھی اور نہ کرسکا۔

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے قبل کسی نے ان کی طرح ادائیگی نہیں کی، آپ کے بعد بہت سے انبیاء آئے ہیں، انہوں نے اور بالخصوص محمد ﷺ نے ان تمام وظائف کو پورا فرمایا۔(۳)

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبة (٦/٥٢٥) كتاب الفضائل، رقم الحديث (٣٢٤٨٨)

(۲) احكام القرآن لابن العربی: (١/٤٥)

(۳) احكام القرآن ١/٤٥)

صبغۃ اللہ اور ختنہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ﴾۔ (۱)

ابن جوزی رحمۃ اللہ نے ''زاد المسیر فی علم التفسیر'' میں اس آیت کا شان نزول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب ختنہ کی ابتداء ہوئی، تو ختنہ سب کیلئے سنت قرار پایا، لیکن نصاریٰ نے ختنہ کے بجائے معمودیہ کا طریقہ اپنالیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوتا، تو اس کا ختنہ نہ کرتے، بلکہ ساتویں دن تطہیر و پاکی کیلئے اسے پانی میں رنگ دیتے، یہ عمل کرانے کے بعد کہتے کہ یہ بچہ اب صحیح نصرانی بن گیا ہے، اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ (۲)

صبغۃ اللہ سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال میں مثلاً:

۱)......دین اسلام و ایمان، دین ابراہیمی۔

۲)......فطرۃ اللہ۔

۳)...... حجۃ اللہ۔

۴)......سنۃ اللہ وغیرہ،

۵)......ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے ختنہ مراد ہے، چنانچہ امام فراء، ابن قتیبہ، ابوالعالیہؒ وغیرہ حضرات اسی کے قائل ہیں۔

۱)......" وقيل: ان الصبغة الختان، اختتن إبراهيم فجرت الصبغة على الختان لصبغهم الغلمان فى الماء قاله الفراء"۔ (۳)

۲)......"قال ابن قتيبة: المراد بصبغة الله الختان ، فسماه صبغة لأن

---

(۱) سورة البقرة: ۱۳۸)

(۲) زاد المسير فى علم التفسير (۱/۱۱٦)

(۳) احكام القرآن للقرطبى(۹۸/۳)

النصاری کانوا یصبغون أولادهم فی ماء ، و یقولون: هذا طهرة لهم کالختان للحفضاء"۔(۱)

۳)......القول الثالث: إن صبغة الله هی الختان الذی هوتطهیر أی کما إن المخصوص الذی للنصاری تطهیرلهم ، فکذلك الختان تطهیر للمسلمین عن أبی العالیه ...... القول الجید هو الأول۔(۲)

۴)......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''اول تو نصاریٰ کی رسم کی تردید ہوگئی، ان کی عادت یہ تھی کہ جو بچہ پیدا ہوا ہو، اس کو ساتویں روز ایک رنگین پانی میں نہلاتے تھے اور بجائے ختنہ کے اس نہلانے کو بچہ کی طہارت اور دین نصرنیت کا پختہ رنگ سمجھتے تھے، اس آیت نے بتلا دیا کہ یہ پانی کا رنگ خود حل ہو کر ختم ہو جاتا ہے، اس کا بعد میں کوئی اثر نہیں رہتا، نیز ختنہ نہ کرنے کی وجہ سے جو گندگی اور ناپاکی جسم میں رہتی ہے، اس سے بھی یہ رنگ نجات نہیں دیتا، اصل رنگ دین وایمان کا رنگ ہے، جو ظاہری اور باطنی پاکی کی ضمانت بھی ہے اور باقی رہنے والا بھی۔ مذکورہ شان نزول اور بعض مفسرین کے قول کے مطابق اس آیت سے ختنہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو بتادیا کہ معمود یہ تمہارا من گھڑت طریقہ ہے، تمہیں سنت ابراہیمی کی اتباع کرتے ہوئے ختنہ کرنا چاہئے، یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طریقہ ہے، دوسرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے طریقہ سے بہتر نہیں ہوسکتا۔

لیکن جمہو مفسرین نے صبغۃ اللہ سے دین اسلام مراد لیا ہے، اور یہی راجح ہے، لیکن اس سے بھی ختنہ کی اہمیت عظمت وشرف میں کوئی کمی نہیں آتی، کیونکہ ختنہ بھی دین اسلام میں داخل ہے اور سنت ابراہیمی ہے۔(۳)

---

(۱) زاد المسیر (۱/۱۱۷)

(۲) التفسیر الکبیر (۲/۷۵)

(۳) معارف القرآن (۱/۳۵٦)

ختنہ امور فطرت میں سے

متعدد احادیث میں آیا ہے کہ ختنہ امور فطرت میں سے ہے اور اس کے امور فطرت میں سے ہونے پر تقریباً اتفاق ہے۔

امور فطرت سے کیا مراد ہے؟

فطرۃ کا اصل مادہ (ف، ط، ر) ہے، اس کے لغوی معنی میں: الخلقة المبتدأة یعنی پہلی بار پیدا کرنا، اسی سے اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ''الفاطر'' آتا ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

یعنی آسمان وزمین کو پہلی بار پیدا کرنے والا، ابتداءً تخلیق کرنے والا، حدیث میں امور فطرت سے کیا مراد ہے؟ اس بارے مختلف اقوال ہیں:

۱)...... صحیح یہ ہے کہ فطرت سے سنت مراد ہے:

"والمعنى أنها من سنن المرسلين"۔

یعنی مذکورہ امور تمام انبیاء کی سنت ہیں۔

فقہ السنۃ میں ہے:

"قد اختار الله سننا للانبياء عليهم السلام، وأمرنا بالاقتداء بهم فيها، و جعلها من قبيل الشعائر التي يكثر وقوعها، ليعرف بها اتباعهم، و يتميزوا بها عن غير هم ، و هذه الخصال تسمي سنن الفطرة"۔(۱)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کیلئے کچھ پسندیدہ طرق منتخب فرمائے ہیں اور اس بارے ہمیں ان کی پیروی کا حکم دیا ہے اور ان طریقوں کو شعائر قرار دیا ہے جن کا وقوع بکثرت ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے انبیاء کے متبعین کی پہچان حاصل ہوتی ہے

(۱) فقه السنة(۱/ ۳۵)باب النجاسة، سنن الفطرة

اوران کے ذریعہ غیروں سے ممتاز ہوتے ہیں، انہی امور کو سنت فطرت کہا جاتا ہے۔

۲)......فطرت سے مراد دین ہے

۳)......اسلام

۴)......ملت

۵)......طریقہ۔(۱)

امور فطرت کی تعداد

امور فطرت کتنے ہیں؟ اس بارے میں احادیث وآثار میں تعداد مختلف آئی ہے، بعض میں تین اور بعض میں چار کا ذکر ہے، بعض میں پانچ کا اور بعض میں دس کا اور بعض میں عدد کی تصریح کے بغیر مختلف امور فطرت کا ذکر ہے، پھر بعض روایات میں کئی امور فطرت کا مشترکہ ذکر ہے، لیکن بعض روایات میں کچھ امور کا ذکر ہے، تو بعض میں ان کی بجائے دوسرے امور کا ذکر ہے، اس طرح تقریباً بیس امور فطرت بنتے ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱)الاستحداد وحلق العانہ ......یعنی زیر ناف بال صاف کرنا۔

۲)نتف الابط......یعنی بغل کے بال نوچنا اور اکھیڑنا۔

۳)قص الشارب......یعنی مونچھیں کاٹنا یا تراشنا۔

۴)فراق الرأس......یعنی سر کے بالوں میں مانگ نکالنا۔

۵)اعفاء اللحیہ ......یعنی داڑھی بڑھانا۔

ان مذکورہ پانچ امور فطرت کا تعلق انسان کے بالوں سے ہے۔

۶)السواک......یعنی مسواک کرنا۔

---

(۱) فتح الباری (۱۰/۴۱۶) وفتح الملہم (۱/۴۱۷) مرقاۃ المفاتیح (۲/۴) تفسیر الخازن (۱/۷۶) البقرۃ: ۱۲۴

۷) المضمضہ ......یعنی کلی کرنا۔

۸) استنشاق الماء......یعنی وضو کے دوران ناک میں پانی ڈالنا۔

۹) غسل البراجم......بفتح الباء وکسر الجیم، جمع البرجمۃ یعنی انگلیوں کے ظاہری اور باطنی جوڑوں کا دھونا۔

۱۰) غسل جمعہ۔

۱۱) استنثار......یعنی ناک میں پانی ڈال کر جھاڑنا، استنشاق وضو کے ساتھ خاص ہے اور استنشار عام حالات میں بوقت ضرورت کیا جاتا ہے۔

۱۲) الاستنجاء......انتقاص الماء یعنی استنجاء کرنا۔

۱۳) الانتضاح......یعنی وضو کے بعد شرمگاہ اور اس کے اردگرد کپڑے پر تھوڑا سا پانی چھڑکنا تاکہ قطرے کا وسوسہ ختم ہو۔

ان آٹھ امورِ فطرت کا تعلق طہارت اور وضو سے ہے۔

۱۴) الاختتان، الختان......یعنی ختنہ کرنا۔

۱۵) الحجامۃ......یعنی پچھنے لگانا

۱۶) قص الأظفار، تقلیم الأظفار......یعنی ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنا،

ان تین کا تعلق جسمانی نظافت و پاکیزگی سے ہے۔

۱۷) الحلم......یعنی تحمل، برداشت و بردباری۔

۱۸) النکاح......یعنی نکاح کرنا۔

۱۹) الحیاء......یعنی حیاء کرنا۔

۲۰) التعطر......یعنی خوشبو لگانا

ان چار امورِ فطرت کا تعلق معاشرت سے ہے۔

سنن نسائی میں غسل الدبر کا ذکر بھی آیا ہے، اس سے مراد استنجاء ہی ہے۔(۱)

---

(۱) سنن نسائی، کتاب الزینة، باب فی السنن الفطره (۲/۲۷٤)

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امور فطرت تیس ہیں، حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ ابن عربیؒ کی مراد اگر یہ ہو کہ احادیث میں تیس امور کو فطرت کہا گیا ہے، تو یہ بات درست نہیں، کیونکہ کسی بھی حدیث میں بلکہ متفرق احادیث میں بھی تیس امور کو فطرت نہیں کہا گیا اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ ویسے امور فطرت تیس ہیں، اگر چہ حدیث میں ہر ایک کو فطرت نہیں کہا گیا، تو بھی یہ بات درست نہیں، کیونکہ اس طرح امور فطرت تیس سے زیادہ ہیں۔(۱)

”فی أوجز المسالك: وحكى والدى المرحوم عن شيخه الجنجوهى نور الله مرقدهما: ان المراد بالانتضاح فى هذه الأحاديث الاستنجاء، فهما سواء قال: ولا يراد به ما هو المعروف فى معناه، وهو ان يأخذ قليلا من الماء فينضح به مذاكيره بعد الوضوء، لأن ذلك لقطع الوسواس، ليس من أمور الفطرة فى شئ“۔(۲)

ترجمہ: مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ احادیث میں انتضاح سے استنجاء مراد ہے، معروف معنی مراد نہیں ہے، کیونکہ معروف معنی میں انتضاح وساوس کو دفع کرنے کے لئے ہوتا ہے، یہ امور فطرت میں سے نہیں ہے۔

احادیث وآثار

(۱) عن أبى هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ خمس من الفطرة الاستحداد وقص الشارب، ونتف الإبط، وتقليم الأظفار هذا حديث حسن صحيح(۳)

(۱) اوجز المسالك(۱۴/۲۲۴)

(۲) اوجز المسالك(۱۴/۲۲۵)

(۳) جامع الترمذى ابواب الاستيذان والادب، باب ماجاء فى تقليم الاظفار (۲/۵۶۴) وكذا فى مصنف عبدالرزاق باب الفطره و الختان (۱۱/۱۷۴)۔و سنن النسائى كتاب الطهارة باب تقليم الاظفار(۱/۷)۔والمصنف لابن ابى شيبة كتاب الادب فى الختانة من فعلها (۱۳/۴۸۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں، زیر ناف بال صاف کرنا، لبوں کے بال کاٹنا، بغل کے بال صاف کرنا، ناخن کاٹنا۔

(۲) عن أبی هریرةؓ عن رسول الله ﷺ الفطرة خمس الختان، و الاستحداد، وقص الشارب، وتقلیم الأظفار، نتف الإبط۔(۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، پانچ چیزیں فطرت ہیں ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، لبوں کے بال کاٹنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال صاف کرنا۔

(۳) عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ عشر من الفطرة قص الشارب، واعفاء اللحیة، والسواك، واستنشاق الماء، وقص الأظفار، و غسل البراجم، ونتف الإبط، وحلق العانة، وانتقاص الماء، یعنی الاستنجاء، قال الراوی: ونسیت العاشرة إلا أن تکون المضمضة۔(۲)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دس چیزیں فطرت میں سے ہیں لبوں کے بال کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، جوڑوں کی جگہ کو دھونا، بغل کے بال صاف کرنا، زیر ناف بالوں کو مونڈنا، پانی کے ساتھ استنجاء کرنا، راوی یعنی مصعب یا زکریا کا بیان ہے کہ دسویں چیز کو میں بھول گیا، ممکن ہے کہ وہ کلی کرنا ہو (مسلم) اور ایک روایت میں دوسری چیز داڑھی بڑھانے کے بجائے ختنہ کرانا ہے۔

(٤) عن ابی ایوبؓ قال: قال رسول الله ﷺ: أربع من سنن المرسلین

(۱) سنن النسائی کتاب الطهارة ذکر الفطرة الاختتان۔ وکذا فی السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الاشربة والحدفیها، باب السطان یکره علی الاختتان او الصبی وسید المملوك یا مران به، ماورد فی الختان (۸/۳۲۳) ۔و صحیح المسلم باب خصال الفطرة (۱/۱۲۹)

(۲) مسلم وفی روایة الختان بدل اعفاء اللحیة والمشکوٰة باب السواك (۱/٤٤)

الحياء ويروى الختان، والتعطر، والسواك، والنكاح۔(۱)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہیں حیاء کرنا اور ایک روایت میں ہے ختنہ کرنا، اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

(۵)عن ابی هريرةؓ رواية الفطرة خمس أوخمس من الفطرة الختان و الاستحداد، و نتف الإبط، و تقليم الأظفار، و قص الشارب۔(۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت میں مروی ہے کہ پانچ چیزیں فطرت ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں ختنہ کرنا، اور زیر ناف بالوں کو صاف کرنا، اور بغل کے بال صاف کرنا، اور ناخن تراشنا، اور لبوں کے بال کاٹنا۔

(٦)عن عماربن یاسرؓ إن رسول الله ﷺ قال: إن من الفطرة المضمضة و الاستنشاق، فذكر نحوه، ولم يذكر إعفاء اللحية، وزاد الختان، و في حديث محمد بن عبد الله بن أبى مريم عن أبى سلمة عن أبى هريرةؓ عن النبى ﷺ فيه و إعفاء اللحية، وعن ابراهيم النخعى نحوه، وذكر إعفاء اللحية والختان۔()

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امور فطرت میں سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ہے پھر بعض روایات میں داڑھی بڑھانے اور بعض میں ختنہ کا ذکر ہے۔

(۷)عن عماربن یاسرؓ إن رسول الله ﷺ قال: من الفطرة المضمضة، و الاستنشاق، والسواك، وقص الشارب، وتقليم الأظفار، ونتف الإبط، و

(۱) الترمذى و مشكوة المصابيح باب السواك (۱/٤٤) وفى الترغيب و الترهيب تحت الترغيب فى السواك وماجاء فى فضله (۱/۱۰۱ ـ ۱۰۰)

(۲) صحيح البخارى فى كتاب اللباس، باب قص الشارب (۲/۸۷۵ـ۸۷٤) وابوداؤد كتاب الترجل باب فى اخذ الشارب(۲/۲۲٤) وصحيح المسلم باب خصال الفطرة (۱/۱۲۸) و سنن ابن ماجة تحت باب الفطرة (۱/۲۵)

(۳) رواه ابوداؤد فى كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة (۱/۱۸ ـ ۱۹)

الاستحداد، وغسل البراجم ، والانتضاح والاختتان ۔(۱)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فطرت میں سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور مسواک کرنا اور لبوں کے بال کاٹنا اور ناخن تراشنا اور بغل کے بال صاف کرنا اور زیر ناف بالوں کو صاف کرنا اور جوڑوں کی جگہ کو دھونا اور وضو کے بعد پانی چھڑکنا اور ختنہ کرنا۔

(۸)عن أبی هريرة قال: سمعت النبی ﷺ يقول: الفطرة خمس الختان، و الاستحداد، وقص الشارب، وتقليم الأظفار، ونتف الإبط۔(۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ چیزیں فطرت ہیں، ختنہ کرنا اور زیر ناف بابوں کو صاف کرنا اور لبوں کے بال تراشنا اور ناخن تراشنا اور بغل کے بال صاف کرنا۔

(۹)عن ابن عمرؓ إن رسول الله ﷺ قال: من الفطرة حلق العانة وتقليم الأظفار و قص الشارب۔(۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فطرت میں سے ہے بغل کے بال صاف کرنا، ناخن تراشنا اور لبوں کے بال کاٹنا۔

(۱۰) فی شرح الزرقانی ولابن أبی حاتم عن ابن عباسؓ: "غسل يوم الجمعة " ، و لأبی عوانة زيادة " الاستنثار"۔(٤)

ترجمہ: ابن ابی حاتمؒ نے عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں یوم جمعہ کا غسل اور مسند ابو عوانہ میں استنثار نقل کیا ہے۔

(۱۱)عن عمار بن ياسرؓ إن رسول الله ﷺ قال من الفطرة المضمضة ، و

(۱) ابن ماجة باب الفطرة (۱/۲۵)

(۲) صحيح البخاری فی كتاب اللباس تحت باب قص الشارب (۲/۸۷۵)

(۳) صحيح البخاری كتاب اللباس، باب قص الشارب (۲/۸۷۵)

(٤) شرح الزرقانی علی موطا الامام مالك (٤/۳۸۰)

الاستنشاق ، والسواك ، و قص الشارب ، و تقليم الأظفار ، و نتف الإبط ، و الاستحداد ، وغسل البراجم ، والانتضاح ، والاختتان ۔(۱)

اس روایت میں انتضاح کا اضافہ ہے۔

(۱۲)قال ابوداؤد:روی نحوہ عن ابن عباسؓ وقال:خمس کلها فی الرأس ذكر فيه الفرق ۔(۲)

(۱۳) فی فتح الباری : و الحكيم الترمذی فی طريق ...... خمس من سنن المرسلين فذكر الأربعة المذكورة إلا النكاح و زاد الحلم و الحجامة۔()

یعنی حکیم ترمذیؒ نے نوادرالاصول میں حلم اور حجامت کا ذکر بھی کیا ہے۔

(۱٤)فی الدرالمنثور:سورة البقرة(۱۲٤) واخرج البزاروالترمذی الحكيم فی نوادرالاصول......قال رسول الله ﷺ : خمس من سنن المرسلين الحياء والحلم و الحجامة و السواك و التعطر۔(٤)

(۱۵)واخرج البزار، والحكيم الترمذی فی نوادرالأصول عن كليم بن عبد الله الخطمی عن أبيه عن جده، قال:قال رسول الله ﷺخمس من سنن المرسلين: الحياء و الحلم و الحجامة والسواك و التعطر۔(۵)

مردوں میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کرایا

مردوں میں سب سے پہلے جس شخصیت نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ختنہ کرایا، وہ حضرت

---

(۱) سنن ابن ماجة (ص ۲۵) باب الفطرة، ابواب الطهارة و ستنجا۔و سنن ابی داؤد (۱۹/۱) كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة۔و مسند احمد (۳٦۷/٦) رقم الحديث ۱۸۳۵۵

(۲) سنن ابی داؤد (۱۹/۱)

(۳) فی فتح الباری(۱٤۵/۱۱)

(٤) الدرالمنثور(۲۵۱/۱)

(۵) الدرالمنثور (۲۵۱/۱) البقرة: ۱۲٤

ابراہیم علیہ السلام ہیں، یہ بات متعدد احادیث وروایات میں آتی ہے، اس بارے روایات کا ذکر آگے عنوان ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولیات'' کے تحت آرہا ہے۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"أجمع العلماء على أن إبراهيم عليه السلام أول من اختتن"۔(۱)

یعنی علماء کا اجماع ہے کہ سب سے پہلے ختنہ کرنے والے ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں۔

ختنہ کے وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ بڑی عمر میں ہوا تھا، لیکن اس بارے روایات میں اختلاف ہے کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟ اس بارے دو قول ہیں:

۱)......صحیح یہ ہے کہ اس وقت آپ کی عمر اسی (۸۰) سال تھی

"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: اختتن إبراهيم عليه السلام وهو ابن ثمانين سنة بالقدوم"۔(۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں قدوم جگہ میں ختنہ کرایا تھا۔

جبکہ صحیح بخاری کی روایت میں آتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اسی سال عمر گزرنے کے بعد ختنہ کیا تھا۔

"عن أبي هريرة رضي الله عنه إن رسول الله ﷺ قال: اختتن إبراهيم بعد ثمانين سنة بالقدوم مخففة"۔(۳)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدوم میں اسی سال کے بعد ختنہ کرایا تھا۔

---

(۱) احکام القرآن (۱/۶۸) الجزء الثانی، البقرۃ: ۱۲۴

(۲) صحیح المسلم (۲/۲۶۵ ۳) کتاب الفضائل، باب فی فضائل ابراهیم الخلیل ﷺ

(۳) صحیح البخاری (۲/۹۳۱) کتاب الاستیذان، باب الختان بعدما کبر و نتف الابط

اور بعض روایات میں ''علی رأس ثمانین'' آیا ہے۔(۱)
اور بعض میں ''ابن ثمانین سنۃ'' آیا ہے۔
"قال عكرمة: اختتن ابراهيم، و هو ابن ثمانين سنة، قال: لم يطف بالبيت بعد على ملة ابراهيم إلا مختون هكذا قال عكرمة، وقاله المسيب بن رافع، ذكره المروزى"۔(۲)
لیکن ان سب کا مآل ایک ہی ہے، ان میں کوئی تعارض وتضاد نہیں ہے۔
۲)......بعض دوسری روایات میں آتا ہے کہ ختنہ کے وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔

(١)فى فتح البارى: ووقع فى الموطأ موقوفاً عن ابى هريرة و عند ابن حبان مرفوعاً ان ابراهيم اختتن و هو ابن مائة و عشرين سنة۔(٣)
فى مستدرك الحاكم: عن سعيد بن المسيب ان ابا هريرة رضى الله عنه قال: اختتن ابراهيم عليه السلام بعد عشرين و مائة سنة بالقدوم و مات و هو ابن مأتى سنة۔ وافقه الذهبى فى التلخيص: على شرط البخارى و مسلم۔(٤)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کے بعد قدوم میں ختنہ کرایا اور آپ کا انتقال دو سو سال کی عمر میں ہوا۔
وفيه ايضا عن سعيدبن المسيب عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: اختتن ابراهيم بعد عشرين ومائة سنة بالقدوم ثم عاش بعد ذلك ثمانين سنة

---

(١) فتح البارى (٦١/٤٨١) كتاب الانبياء
(٢) احكام القرآن للقرطبى (٦٨/١)
(٣) فتح البارى (٦/٤٨١) كتاب الانبياء
(٤) مستدرك الحاكم (٣/١٥٢) كتاب تواريخ المتقدمين من الانبياء و المرسلين، ذكر ابراهيم عليه السلام الخ رقم الحديث ٤٠٧٣

وافقه الذهبی فی التلخیص: علی شرط البخاری ومسلم۔(۱)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے قدوم میں ایک سو بیس سال کے بعد ختنہ کیا پھر اس کے بعد اسی سال زندہ رہے۔

امام ماوردیؒ نے نقل کیا ہے کہ ختنہ کے وقت آپ کی عمر ستر سال تھی۔لیکن یہ روایت کمزور ہے۔(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ختنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر کے بارے دونوں قسم کی روایات ہیں (۱) اسی سال عمر تھی (۲) ایک سو بیس سال عمر تھی۔اس بارے ترجیح یا تطبیق سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کل عمر کتنی تھی؟ اس بارے بھی روایات مختلف ہیں (۱) دوسو سال (۲) ایک سو پچھتر سال (۳) ایک سو اکسٹھ سال۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اس بارے میں مختلف روایات نقل کر کے لکھتے ہیں:

"فهذه ثلاثة أقوال مختلفة يتعسر الجمع بينها، لكن أرجحها الرواية الثالثة"۔ (۳)

یعنی اس بارے میں مختلف اقوال ہیں جن میں تطبیق مشکل ہے لیکن تیسری روایت راجح ہے، لیکن حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الانبیاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کل عمر ایک سو بیس سال لکھی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

"ووقع فی الموطا موقوفا عن ابی هريرة وعندابن حبان مرفوعاً"ان ابراهيم اختتن و هوابن مائة و عشرين سنة" الظاهر انه سقط من المتن شيئ فان هذا القدرهومقدار عمره"۔(٤)

---

(۱) مستدرك الحاكم(۱۵۲/۳) كتاب تواريخ المتقدمين من الانبياء و المرسلين، ذكرابراهيم عليه السلام الخ رقم الحديث ٤٠٧٣

(۲) عمدة القاری (۶۱/۱۱) كتا ب الانبياء

(۳) فتح الباری(۱۰۵/۱۱) كتاب الاستيذان

(٤) فتح الباری(٤٨١/٦) كتاب الانبياء

ابن مقاتلؒ کا قول یہ ہے کہ آپ کی عمر ایک سو نوے سال تھی، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسو والے قول کو صحیح کہا ہے۔(۱)

راجح قول

بوقت ختنہ ابراہیم علیہ السلام کی عمر کے بارے دو قول ہیں: (۱) اسی سال (۲) ایک سو بیس سال۔

احادیث میں اس بارے تعارض ہے اور رفع تعارض کے دو طریقے بیان ہوتے ہیں: (۱) ترجیح (۲) تطبیق۔

ترجیح

ترجیح اسی سال عمر والی روایات کو حاصل ہے، اس کی کئی وجوہ ہیں:

(۱) یہ روایات صحیح ہیں چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی مروی ہیں۔

(۲) یہ روایات زیادہ ہیں۔

تطبیق

علماء کرام سے مختلف تطبیقیں منقول ہیں:

۱)......کمال بن طلحہؒ نے اس موضوع پر اپنے رسالہ میں یہ تطبیق دی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی کل عمر دوسو سال تھی، جن میں سے اسی سال غیر مختون رہے اور ایک سو بیس سال مختون رہے۔ جن روایات میں ہے ''اختتن لثمانین'' ان سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کی عمر کے اسی سال گزر گئے تو آپ نے ختنہ کیا، یوں اسی سال غیر مختون رہے اور جن روایات

---

(۱) عمدہ القاری (۱۱/۵۲) کتاب الانبیاء۔

میں ہے۔ ھوابن مائۃ وعشرین ان سے مراد یہ ہے کہ ختنہ کے بعد آپ ایک سوبیس سال تک زندہ ہے۔ لیکن کمال بن عدیمؒ نے اپنے رسالہ ''الملحۃ فی الرد علی بن طلحہ'' میں اس تطبیق کو کئی وجہ سے رد کیا ہے جن میں سے دو وجوہ یہ ہیں:

(۱) ابن طلحہؒ نے ایک سوبیس والی روایات کو صحیح قرار دیا ہے پھر تطبیق بیان کی ہے حالانکہ وہ روایات صحیح نہیں ہیں۔

(۲) اکثر روایات میں آتا ہے کہ ختنہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی سال زندہ رہے گویا آپ کی کل عمر ایک سوساٹھ یا ایکسٹھ تھی لہٰذا یہ کہنا درست نہ ہوا کہ ابن مائۃ و عشرین والی روایات مختون ہونے کے بعد کی زندگی پر محمول ہیں۔(۱)

۲)......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں یہ تطبیق دی ہے کہ جن روایات میں ایک سوبیس کا ذکر آتا ہے اس سے مراد ہے ولادت سے لیکر اور جن میں اسی سال کا ذکر آتا ہے اس سے مراد ہے جب آپ عراق سے شام چلے گئے اور اپنی قوم سے جدائی اختیار کرلی۔

"وخطر لی بعد أنه يجوز الجمع بأن يكون المراد بقوله: وهو ابن ثمانين أنه فی وقت فارق قومه وها جرمن العراق إلى الشام وان الرواية الأخرى "وهو ابن مائه و عشرين" أی من مولده"۔(۲)

اِس کا حاصل یہ ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے چالیس سال کی عمر میں عراق چھوڑا، اس کے اسی سال بعد ختنہ کیا، یوں ولادت سے حساب کیا جائے تو اس وقت آپ کی کل عمر ایک سوبیس سال بن گئی ہے لیکن یہ تطبیق تبھی درست ہوگی جب صحیح روایت سے ثابت ہو جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چالیس سال کی عمر میں شام کی طرف ہجرت کی تھی اور یہ ثابت ہونا مشکل ہے کیونکہ آپ کو نبوت چالیس سال میں ملی تھی اور نبوت ملنے کے بعد کافی

(۱) فتح الباری (۱۰۵/۱۱) کتاب الاستیذان

(۲) فتح الباری (۱۰۵/۱۱) کتاب الاستیذان

عرصہ آپ عراق ہی میں رہے ہیں۔

۳)......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تطبیق یہ دی ہے کہ دراصل یہاں کسی راوی کو وہم ہوا ہے، حدیث میں تھا "مائۃ وعشرین" اس نے سمجھا "مائۃ الاعشرین" سو سے بیس کم یعنی اَسی۔(۱)

لیکن اس پر شبہ یہ ہے کہ اس تطبیق میں ایک سو بیس والی روایت کو ترجیح دیدی حالانکہ انہوں نے پہلے اسی سال والی احادیث کو ترجیح دی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بوقت ختنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اسی سال تھی، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی سال عمر والی روایت صحیح ہے اور جس روایت میں ایک سو بیس سال کا ذکر ہے وہ مردود یا متاول ہے۔وھو مردود او متاول۔(۲)

ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک سو بیس والی روایت میں سقط واقع ہوا ہے۔(۳)

یہ امر لازم نہیں ہے

صحیح قول کے مطابق ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ اسی سال کی عمر میں ہوا تھا لیکن امت مسلمہ کو ختنہ کا حکم تو ہے لیکن اسی سال میں ختنہ کرنا شرعی حکم نہیں ہے بلکہ اس امت کے افراد کی عمومی عمر ہی اسی سال سے کم ہے، ہاں ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی نے ختنہ میں تاخیر کر دی حتی کہ اسی سال گزر گئے اور اسے ختنہ کا تحمل ہو تو ختنہ معاف نہیں ہے، اسے کرنا پڑے گا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے دین میں بھی اسی سال میں ختنہ کا امر نہ تھا، ابراہیم علیہ السلام نے خود اسی سال میں ختنہ اس لئے کیا تھا کہ اسی عمر میں آپ کو حکم ہوا تھا۔(۴)

---

(۱) فتح الباری (۱۱/۱۰۵)

(۲) شرح صحیح مسلم(۲/۲۶۵)باب من فضائل ابراھیم الخلیل

(۳) فتح الباری(٦/٤٨١)

(٤) فتح الباری(۱۱/۱۰۵)کتاب الاستیذان

آپ علیہ اسلام سے پہلے ختنہ نہ تھا؟

گزشتہ احادیث سے معلوم ہو چکا کہ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے ختنہ کرایا، سوال یہ ہے کہ آپ علیہ السلام سے پہلے انبیاء کا ختنہ نہیں ہوا تھا؟ جواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کسی نبی یا امتی نے ختنہ کا عمل نہیں کرایا، سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے کرایا:

"أول من ا ختتن ابراهيم عليه السلام "

کا یہی مطلب ہے لیکن یہ بات اس کے منافی نہیں کہ آپ سے پہلے کوئی نبی مختون نہیں ہوا کیونکہ آپ سے پہلے بعض انبیاء مختون پیدا ہوئے ہیں۔

فی تفسیرالخازن : "أول من اختتن ابراهيم عليه السلام ولم يختتن احد قبله"۔(۱)

فی احكام القرآن: ولم يختتن احد قبل ابراهيم عليه السلام۔(۲)

جبکہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

(واوّل الناس اختتن) لان سائر الانبياء كانوا يولدون مختونين ولم يكن سائر الناس بالختان مامورين و لمااختتن ابراهيم عليه الصلوٰة والسلام صارسنة لاجمع الانام الامن ولدمختونالحصول المرام ۔(۳)

قدوم کیا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ختنے کے واقعہ میں قدوم کا لفظ آتا ہے، قدوم کے دال

---

(۱) تفسيرالخازن(۱/۶۸)حافظ كتب خانه كوئٹه،سورة البقرة: ۱۲٤

(۲) احكام القرآن لابن عربی(۱/٤٦)

(۳) المرقاة (۸/۳۲۸)

پر تشدید اور تخفیف دونوں منقول ہیں، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رولة مسلم متفقون على تخفيف القدوم ووقع فی روایات البخاری الخلاف فی تشدید و تخفیفه۔(۱)

قدوم کو اگر دال کی تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنیٰ ہیں آلۃ النجار یعنی کلہاڑا، اور اکثر روایات میں دال کی تخفیف منقول ہے اور بعض نے تشدید کا بالکل انکار کیا ہے اور تخفیف ہی صحیح ہے، فتح الباری میں ہے:

" والراجح ان المراد فی الحدیث الآلة"۔(۲)

اور اس کی تائید مسند ابو یعلی کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے:

"امر ابرهیم بالختان فاختتن بقدوم فاشتد علیه فاوحی الله الیه ان عجلت قبل ان نأمرك بآلته فقال: یارب کرهت ان اؤخر امرك"۔(۳)

یعنی ابراہیم علیہ اسلام کو ختنہ کا امر ہوا تو آپ نے کلہاڑے سے ختنہ کر لیا اور آپ کو سخت تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ ابھی تک ہم نے آپ کو ختنہ کے آلے کا حکم نہیں دیا تھا آپ نے جلدی کر لی، ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا اے رب مجھے آپ کا حکم موخر کرنا گوارا نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قدوم سے کلہاڑا مراد ہے۔

نیز ابن عدی اور بیہقی کی روایت میں ہے:

"أول من اختتن بقدومه"۔(۴)

یہ ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے، اس میں قدوم کی اضافت ابراہیم علیہ لاسلام کی طرف کی گئی ہے، اس سے یہ احتمال متعین ہو جاتا ہے کہ قدوم سے آلہ مراد ہے۔

فی المطالب العالیة مع اتحاف الخیرة : عن ابن سیرین قال: انماسمی

---

(۱) شرح صحیح مسلم (۱/۲٦٥) کتاب الفضائل۔

(۲) فتح الباری (٦/٤٨١)

(۳) فتح الباری (٦/٤٨١)

(٤) الدر المنثور (۱/۲٥٥) البقرة: ۱۲٤

النجار لا نه اختتن بالقدوم، اسناد صحيح،عزاه البوصيری لابی يعلی، قال: رجاله ثقات۔(۱)

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کا نام نجار اس لیے مشہور ہوا ہے کہ انہوں نے کلہاڑے کے ساتھ ختنہ کیا تھا۔

اور اگر قدوم کی دال پر تشدید پڑھی جائے جیسا کہ بعض روایات میں ہے تو اس کے دو معنی ہیں (۱) کلہاڑا (۲) جگہ اور مقام، پھر اس جگہ کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں (۱) قدوم شام میں ایک بستی ہے (۲) سراۃ میں ایک گھاٹی کا نام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اوّلیات

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں متعدد احادیث میں آیا ہے کہ انہوں نے چند اچھی اور نیک خصلتوں کی بنیاد ڈالی، ان چیزوں کو اولیات ابراہیمیہ کہا جاتا ہے۔

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس بارے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: "اقامة الدلائل علی معرفة الاوائل" جس میں نے انہوں نے اولیات ابراہیمیہ کو مع ادلہ جمع کیا ہے۔(۲)

ان میں جو اولیات ہمیں مل سکیں وہ درج کی جاتی ہیں:

۱)......اول من اضاف: سب سے پہلے مہمان نوازی کی۔

۲)......اول من قص الشوارب: سب سے پہلے مونچھیں تراشیں۔

۳)......اول من قلم الاظفار: سب سے پہلے ناخن تراشے۔

۴)......اول من استحد: سب سے پہلے زیر ناف بالوں کو صاف کیا۔

۵)......اول من اختتن: سب سے پہلے ختنہ کیا۔

---

(۱) المطالب العالية مع اتحاف الخيرة(۱/۱۸۰) كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة رقم الحديث ۷۶

(۲) فتح الباری(۶/۳۹۰) کتاب الانبياء۔

۶)......اول من رآی الشیب : سے پہلے آپ کے سر کے بال سفید ہوئے۔(۱)

۷)......اول من تسرول: یعنی سب سے پہلے شلوار، پاجامہ کا استعمال کیا۔

۸)......اول فرق : یعنی سب سے پہلے سر کے بالوں میں مانگ نکالی۔(۲)

۹)......

۱۰)......اول من خضب الحناء و الکتم یعنی سب سے پہلے بالوں کو مہندی اور کتم سے رنگا۔(۳)

۱۱)......اول من خطب علی المنبر: یعنی منبر پر سب سے پہلے خطبہ دیا۔(۴)

۱۲)...... اول من قاتل فی سبیل اللہ: یعنی سب سے پہلے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔(۵)

۱۳)......انہ اول من رتب العسکرفی الحرب میمنة و مسیرة و قلبا : یعنی آپ نے سب سے پہلے میدان جنگ میں لشکر کے تین حصے بنائے دائیں بائیں اور درمیان کے۔(۶)

۱۴)......اول من عمل القسی: آپ نے سب سے پہلے ریشم یا کتان کا کپڑا بنا۔(۷)

۱۵)......اول من عانق: آپ نے سب سے پہلے معانقہ کیا۔(۸)

۱۶)......انہ اول من ثرد الثرید: آپ نے سب سے پہلے ثرید بنائی۔(۹)

---

(۱) موطا امام مالك و مصنف ابن ابی شیبه

(۲) مصنف ابن ابی شیبه عن ابی هریرة۔

(۳) مسندالدیلمی عن انس۔

(٤) ابن ابی شیبة عن سعد بن ابراهیم عن ابیه۔

(٥) ابن عساکرعن جابر۔

(٦) ابن عساکرعن حسان بن عطیة۔

(٧) ابن ابی الدنیا، کتاب الرمی عن ابن عباس ۔

(٨) کتاب الاخوان لا بن ابی الدنیا ، مرقاة المفاتیح(٨/٣٢٥)

(٩) ابن سعد عن الکلبی۔

۱۷)......انه اول من اتخذالخبز المبلقس: آپ نے سب سے پہلے مبلقس روٹی تیار کی۔

"المبلقس منسوب الی بلقس وهی خبزة فیهااربعة ارطال كذا فسره الدیلمی فی مسنده"۔(۱)

۱۸)......انه اول من راغم: آپ نے سب سے پہلے (اہل وعیال سے) علیحدگی اختیار کی۔(۲)

۱۹)......اول من یکسی یوم القیمة: حشر کے دن سب سے پہلے آپ کو لباس پہنایا جائے گا۔(۳)

۲۰)......سب سے پہلے آپ نے حسبنا الله ونعم الوكیل کہا تھا اور یہ اس وقت کہا تھا جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔(۴)

لیکن صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب ﴿اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ﴾(۵)

میں عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی آخری بات حسبنا اللہ ونعم الوکیل تھی۔

شیخ محمد عوامہ نے مصنف ابن ابی شیبہ کی تعلیق میں یہ تطبیق دی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ابراہیم علیہ اسلام نے مذکورہ الفاظ اول بھی کہے ہوں اور سب سے آخر میں بھی کہے ہوں۔(٦)

(۲۱) اول من عقداللواء: سب سے پہلے آپ نے جھنڈا اٹھایا۔

---

(۱) الدیلمی عن نبط بن شریح مرفوعا

(۲) احمدفی الزهدعن مطرف۔ ماخذہ: شرح الزرقانی علی الموطاللمالك (٥٤/ ٣٨٢) عن تنویر الحوالك للسیوطی رحمه الله۔

(۳) فتح الباری (٦/٣٩٠)

(٤) ابن ابی شیبه عن عبدالله بن عمرو

(٥) صحیح البخاری (٢/٦٥٥)

(٦) مصنف ابن ابی شیبة : (١٦/٥٢٦)

فی الدرالمنثور :اخرج ابن ابی شیبة عن یزید بن ابی یزید عن رجل سماہ قال: اول من عقد الالویة ابراھیم علیه السلام بلغه ان قوماً اغاروا علی لوط فسبوہ فعقد لواء و سار الیھم بعبیدہ و موالیه حتی ادرکھم فاستنقذہ و اھله۔(۱)

یعنی ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے جھنڈا اٹھایا۔ان کو یہ خبر پہنچی کہ ایک قوم نے غارت گری کرتے ہوئے ان کے بھانجے لوط علیہ السلام کو قیدی بنالیا ہے آپ نے جھنڈا اٹھایااوراپنے غلاموں اورموالی کو ساتھ لیا حتیٰ کہ دشمنوں کو پکڑلیااوران سے لوط علیہ السلام اوران کے اہل وعیال کو چھڑالیا۔

(۲۲) اول من ضرب بالسیف: یعنی آپ نے سب سے پہلے تلوار چلائی۔(۲)

روایات وآثار

(۱)عن سعید بن المسیب قال: کان ابراھیم اول الناس اضاف الضیف و اول الناس قص شاربه وقلم اظفارہ واستحدواول الناس اختتن واول الناس رآی الشیب فقال: یا رب ماھذا ؟ قال:الوقار،قال رب زدنی وقارًا۔ (۳)

سعید بن میبؒ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام لوگوں میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے مہمان نوازی کی اورمونچھیں کاٹیں اورناخن کاٹے اورزیرناف بال صاف کئے اور پہلے شخص ہیں جنہوں نے ختنہ کیااورسب سے پہلے بڑھاپے کے سفید بال دیکھے تو پوچھا اے اللہ یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وقار ہے،ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے

---

(۱) الدرالمنثور(۱/۲۵۵)

(۲) ابن ابی شیبة عن سعید بن ابراھیم عن ابیه ۔

(۳) مصنف ابن ابی شیبة (۱۳/۴۸۲) کتاب الادب،موطاالامام مالك(ص ۳۶۸) باب ماجاء فی السنة فی لفطرة، جمع الفوائد (۲/۸۲۳) قال محمد عوامه : ھذا مرسل رجاله ثقات،ومراسیل سعید مشھور انھا فی اصح المراسیل۔

میرے رب میرے وقار میں اضافہ فرما۔

(۲)عن سعیدان ابراھیم اول الناس اضاف الضیف و اول الناس اختتن واول الناس قلم اظفاره وجز شاربه واستحد۔(۱)

ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے مہمان نوازی کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے ناخن کاٹے، مونچھیں تراشیں اور زیر ناف بال صاف کئے۔

(۳)عن سعدبن ابراھیم عن ابیه انه قال:اول من خطب علی المنابر ابراھیم خلیل الله علیه السلام۔(۲)

یعنی سب سے پہلے منبر پر خطبہ ابراہیم علیہ السلام نے دیا تھا۔

(٤)عن عبدالله بن عمرو قال: اول کلمة قالها ابراهیم حین القی فی النار: حسبنا الله و نعم الوکیل۔(۳)

یعنی جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے سب سے پہلے حسبنا اللہ و نعیم الوکیل کہا۔

(٥) عن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ : اول من خضب الحناء و الکتم ابراهیم علیه السلام۔(٤)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے مہندی اور کتم کا خضاب فرمایا۔

(٦) وذکر ابن أبی شیبة ...... عن سعید بن إبراهیم ...... أول من ضرب بالسیف۔(٥)

(۱) مصنف ابن ابی شیبة (۵۲٦/۱٦) کتاب الفضائل(۵۱۵/۱۹)کتاب الاوائل۔

(۲) المصنف لابن ابی شیبة (۵۲۷/۱٦) کتاب الفضائل(۵۱۵/۱۹)کتاب الاوائل

(۳) مصنف ابن ابی شیبة (۳۲٤۹۰/۱٦) کتاب الفضائل و (۳٦۹۷۷/۱۹) کتاب الاوائل و (۳۰۲۰٤/۱۸)

(٤) الدرالمنثور (۲۵۵/۱) البقرة :۱۲٤ واخرجه الدیلمی۔

(٥) تفسیر القرطبی(٦۸/۱)البقرة ۱۲٤

آپ نے سب سے پہلے تلوار چلائی۔

ختنہ مشروع ہونے کا سبب

ختنہ کے مشروع ہونے کا سبب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب حضرت اسماعیل کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تو یہ بڑا امتحان اور کڑی آزمائش تھی، ابتداء میں آپ گھبرائے لیکن اس امتحان میں سو فیصد کامیاب ہوئے تو آپ نے چاہا کہ ملت ابراہیمی کے ہر تبع سے اس طرح کا امتحان لیا جائے، ہر شخص کیلئے بچہ قربان کرنا مشکل تھا اس لئے حکم ہوا کہ اپنا عضو کاٹ کر خون بہایا جائے۔

درمختار میں ہے:

"قیل السبب فی الختان ان ابراهیم علیه الصلوٰة والسلام لما ابتلی بالترويع بذبح ولده احب ان يجعل لكل و احدتر ويعا بقطع عضوواراقة دم،وابتلى بالصبر على اسلام الاباء وابنائهم تأسيا به عليه الصلوٰة و السلام"۔(۱)

عورتوں میں سب سے پہلے ختنہ حضرت ہاجرہ نے کرایا تھا

مردوں میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کرایا تھا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ ہاجرہ نے ختنہ کرایا تھا۔

"عن علی رضی الله عنه قال: كانت هاجر لسارة فأعطت هاجر ابراهيم۔ فاستبق اسماعيل و اسحاق فسبقه اسماعيل فقعد فی حجر إبراهيم قالت سارة: والله لاغيرن فها ثلثة اطراف فخشى ابراهيم ان تجدعها اوتخرم اذنيها فقال لها: هل لك ان تفعلى شيئاوتبرى يمينك؟ تثقبين اذنيها و

(۱) ردالمحتار(۷۵۲/٦)مسائل شتى(تتمة)

تخفضنها فکان اول الحقاض هذا۔ (۱)

حضرت ہاجرہ کے ختنہ کے بارے علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے ایک واقعہ بھی نقل کیا ہے مگر وہ بے سند اور موضوع معلوم ہوتا ہے۔

" قلت: اصله ان هاجرلما شرفها الله بظهور شرف سيد الموجودات عليه اكمل الصلوات، همت سارة وارادت ان تجعلها مثلة وحلفت ففرت هاجر من استماع هذا الامر، فلما اطلع ابراهيم على نبينا وعليه الصلوة و السلام على هذه الواقعة قال لسارة: اوطع من اذن هاجر و من فرجها شيئا لبر القسم ففعلت فجرى ذلك طريقة فى شريعتنا۔ كذافى روضة الواعظين لملامعين الهروى۔(۲)

ختنہ کی حکمتیں، مصلحتیں اور فوائد

اللہ تعالیٰ حکیم وعلیم ذات ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم دیا ہے ان میں ضرور کوئی نہ کوئی مصلحت وحکمت ہوتی ہے البتہ ہر حکم میں اس حکمت تک ہمارے ذہن کی رسائی ضروری نہیں ہے، بعض اوقات رسائی ہوجاتی ہے اور بعض اوقات نہیں۔ ختنہ جو مشروع ہے اِس کی بھی بے شمار حکمیں اور مصلحتیں ہوسکتی ہیں علماء امت نے قرآن وسنت، مشاہدات اور طبی تجربات کی روشنی میں ختنہ کی جو حکمتیں اور مصلحتیں بیان کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلی حکمت: تعدیل الشہوۃ

(۱) تعدیل الشہوۃ: یعنی انسانی شہوت وخواہش میں اعتدال پیدا کرنا۔

انسانی شہوت کے تین درجے ہیں:

---

(۱) الدرالمنثور (۱/۲۵۵) البقرة: ۱۲٤ واخرجه البيهقى كنزالعمال (٦/۲۹۵) كتاب الزينة والتجمل، باب ختنة النساء

(۲) نفع المفتى والسائل (ص: ٤٨٠)

(۱) انتہائی غلبہ ہو۔
(۲) انتہائی کم ہو۔
(۳) اعتدال پر ہو۔

شہوت کا بہت زیادہ ہونا کئی خرابیوں اور مفاسد کا پیش خیمہ ہے، اسی طرح انتہائی کم ہونا بھی عیب ہے اور مفاسد کا سبب ہے، شریعت مقدسہ دین وسط ہے اور یہ امت بھی امت وسط ہے۔

قال تعالی﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ (۱)

یہ حکمت عورت کے ختنہ میں زیادہ پائی جاتی ہے، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"المقصود من ختان المرأة تعديل شهوتها فانهااذاكانت قلفاء كانت مغتلمة ستديدة الشهوة ولهذا يقال فى المشاتمة: ياابن القلفاء فان القلفاء تتطلع الى الرجال اكثر ولهذايوجدمن الفواحش فى نساء التترونساء الافرنج ما لايوجد فى نساء المسلمين واذا حصلت المبالغة فى الختان ضعفت الشهوة فلايكمل مقصود الرجل فاذاقطع من غيرمبالغة حصل المقصود بالاعتدال۔(۲)

قاموس الفقہ میں ہے:

''ختنہ سے جسم کی نظافت اور صفائی ستھرائی میں مدد ملتی ہے چنانچہ اس سے قضیف کے کینسر سے حفاظت ہوتی ہے اور ایڈز کی بیماری سے بچاؤ میں بھی اس کو مفید مانا گیا ہے، صحت کیلئے مفید ہے، جنسی اعتبار سے لذت بخش بھی ہے اور اعتدال کا باعث بھی''۔(۳)

---

(۱) البقرة:۱٤۳

(۲) مجموع فتاوی ابن تیمیه (٤/٤٠٣) باب المياه

(۳) قاموس الفقه(۳/۳۳۰)

دوسری حکمت: تقلیل اللذۃ

زوجین کا ایک دوسرے سے تمتع اور تلذذ جائز امر ہے، لیکن شریعت کی رو سے اصل اور مکمل تلذذ جنت میں ہی نصیب ہوگا، دنیا میں مکمل تلذذ مقصود نہیں، اسی وجہ سے شریعت نے نفسانی خواہشات کو دبانے کا حکم دیا ہے اور مباحات میں بھی تقلیل کی ترغیب دی ہے، ختنہ کی مشروعیت بھی تقلیل لذت کے لئے ہے، لذت کی انتہاء بھی شریعت کے مقاصد کے خلاف ہے اور اس کا بالکل خاتمہ بھی درست نہیں ہے۔ ختنہ سے تلذذ میں کمی آتی ہے بالکل ختم نہیں ہوتا۔

غیر مختون میں بوقت مباشرت لذت جماع میں اضافہ تب ہوتا ہے جب قلفہ اور اس کے اندر والے حصے کو صاف ستھرا رکھا جائے، اگر وہ میلا کچیلا ہو تو لذت میں بہت کمی آجاتی ہے جو کہ درست نہیں ہے، اس لئے ختنہ کا حکم دیا گیا ہے۔ ختنہ کرنے سے حشفہ کی کھال اتر جاتی ہے اور شہوت میں تقلیل پیدا ہوتی ہے۔

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وشرعه تقليلا للذة الجماع فان الاحساس بسطح مسطوراتم منه بسطح مكشوف كاللسان مع الشفتين"۔(۱)

یعنی ختنہ کو مشروع کرنے کی حکمت لذت جماع میں کمی پیدا کرنا ہے کیونکہ چھپی ہوئی سطح کے ساتھ جو احساس ہوتا ہے وہ کھلی سطح کے ساتھ ہونے والے احساس سے زیادہ اور تام ہوتا ہے جیسے زبان کا احساس ہونٹوں کے احساس سے زیادہ ہے کیونکہ زبان کی سطح منہ میں مستور ہوتی ہے اور ہونٹوں کی سطح کھلی ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر ختنہ نہ کیا جائے تو حشفہ کھال میں مستور ہوگا اور لذت زیادہ ہوگی، اگر ختنہ کرکے کھال کاٹ دی جائے تو حشفہ کی سطح مکشوف ہو جائے گی اور لذت میں کمی آجائے گی۔

---

(۱) مجمع بحار الانوار (۲/۱۶)

مولانا فضل اللہ جیلانیؒ لکھتے ہیں:

"قد شرع لنقاء البول وتعديل الشهوة ويسهل به ايصال ماء الرجل الى رحم المرأة وفى النساء الاشمام وعدم الانهاك يعدلها والاستيعاب و هو قطع عرف الديك فى النساء يزيل الشهوة بالمرة فنهى عنه و يستصحب امر الشارع لمصالح دينية أيضاً"۔(۱)

شارحؒ نے ختنہ کی تین حکمتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک تعدیل شہوت ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ بعض روایات میں عورتوں کے ختنہ میں اشمام اور عدم مبالغہ کا حکم ہے، مبالغہ اور استیعاب سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اشمام سے شہوت میں تعدیل پیدا ہوتی ہے اور استیعاب سے شہوت بالکلیہ ختم ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ختنہ کی حکمت تعدیل شہوت ہے۔

اوجز المسالک میں ہے:

قال الزبيدى : قال الفخرالرازى، الحكمة فى الختان ان الحشفة قوية الحس فمادامت مستورة بالقلفة تقوى اللذه عند المباشرة فاذا قطعت القلفة تصلبت الحشفة فضعفت اللذة وهو الائق بشريعنا تقيلا للذة لا قطعالها فالعدل الختان۔(۲)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ختنہ کی حکمت یہ ہے کہ حشفہ قوی الحس ہوتا ہے اور جب تک حشفہ قلفہ میں مستور ہوتا ہے تو مباشرت کے وقت لذت بہت زیادہ ہوتی ہے اور جب قلفہ کاٹ دیا جاتا ہے تو حشفہ پختہ اور سخت ہو جاتا ہے اور لذت میں ضعف آجاتا ہے اور یہی بات ہماری شریعت کے مناسب ہے کہ لذت میں کمی لائی جائے نہ کہ بالکل ختم کی جائے لہٰذا ختنہ سے ہی اعتدال پیدا ہوتا ہے۔

---

(۱) فضل الله الصمد شرح الادب المفرد(٢/٦٤٣)

(۲) اوجزالمسالك (١٤/٢٤٢)

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے:

"خصال الفطرة ومايتعلق بهاوالغرلة عضو زائد يجتمع فيها الوسخ ويمنع الاستبراء من البول وينقص لذة الجماع"۔(۱)

یعنی قلفہ ایک زائد از ضرورت عضو ہے جس میں میل کچیل جمع ہو جاتی ہے جس کے دوسرے مضار کے علاوہ ایک مضرت یہ ہے کہ جماع کی لذت میں کمی آ جاتی ہے۔

تیسری حکمت: تقارب انزال

مرد خلقۃً اور طبعاً گرم مزاج اور عورت ٹھنڈی مزاج ہوتی ہے اگر مرد کا ختنہ نہ کیا ہو تو شہوت زیادہ ہونے کی وجہ سے مرد کا انزال جلدی ہو جاتا ہے اور عورت کا انزال نہیں ہو پاتا جس کی وجہ سے عورت کو جنسی تسکین حاصل نہیں ہوتی، اس طرح میاں بیوی کے تعلقات قابل اطمینان نہیں رہتے اور ازدواجی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں ختنہ کی وجہ سے مرد کی قوت حس میں اعتدال اور شہوت میں کمی آ جاتی ہے جس کیوجہ سے میاں بیوی کا انزال بھی یکجا ہوتا ہے یا دونوں میں کم سے کم فاصلہ ہوتا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والاوجه عندى فى حكمته ان الشهوة تزيد فى القلفة والرجل بالطبع يكون حاراوالمرأة باردة كماهومعروف فاذا جامع الاقلف يسرع انزاله لكثرة الشهوة وقوة الحس فى القلفة قبل انزال المرأة لبرودة طبعها فلله در الشريعة المطهرة اذ جعلت نظاما يتقارب به انزالهما معا"۔ (۲)

یعنی میرے خیال میں ختنہ کی بہترین حکمت یہ ہے کہ اصولی طور پر قلفہ میں شہوت زیادہ ہوتی ہے اور طبعی طور پر آدمی گرم اور عورت ٹھنڈی ہوتی ہے جیسا کہ معروف و مشہور ہے لہٰذا

---

(۱) حجة الله البالغة(۱/۱۸۲)

(۲) اوجزالمسالك (۱۴/۲۴۲)

جب غیر مختون آدمی جماع کرتا ہے تو دو وجہ سے اس کا انزال جلدی ہوتا ہے (۱) قلفہ کی کثرت شہوت (۲) قلفہ کی قوت حس کی وجہ سے، ابھی تک عورت کا انزال نہیں ہوا ہوتا کیونکہ اس کی طبیعت میں برودت غالب ہوتی ہے، شریعت نے ختنہ کا حکم دے کر بہت بھلا کام کیا، اس سے ایک ایسا انتظام اور ترتیب بن جاتی ہے جس کیوجہ سے دونوں اانزال قریب تر یا یکجا ہو جاتا ہے۔

چوتھی حکمت: عبودیت کی علامت

ختنہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ انسان واقعتاً اللہ کا عبد، غلام اور بندہ ہے اور دین حنیف پر قائم ہے، جس طرح عام غلاموں کی کچھ علامات اور نشانیاں ہوتی ہیں جن سے ان کا غلام ہونا معلوم ہوتا ہے، اسی طرح ختنہ اللہ تعالیٰ کے بندوں اور غلاموں کی علامت ہے۔

حسان شمسی پاشا لکھتے ہیں:

”لا ینکران یکون قطع هذه الجلدة۔جلدة الختان۔ علما علی العبودية فانك تجد قطع طرف الاذن و كي الجبهة ونحوذلك في كثيرمن الرقيق علامة لرقهم و عبوديتهم، حتى اذا ابق ردالى مالكه بتلك العلامة، فما ينكر ان يكون قطع هذا الطرف علما على عبودية صاحبه لله سبحانه حتى يعرف الناس ان من كان كذلك فهومن عبيدالله الحنفاء فيكون الختان علما لهذه السنة التي لا اشرف منها“۔(۱)

یہ کوئی بعید نہیں کہ ختنہ کی کھال کاٹنا عبودیت اور بندگی کی نشانی ہو کیونکہ آپ دیکھتے ہیں کہ بہت سے غلاموں کے کان اس لئے کاٹے جاتے اور پیشانی داغی جاتی ہے تاکہ وہ ان

(۱) اسرار الختان تتجلى في الطب الحديث“(ص ۷۰) ، احكام تجميل النساء (ص ۷۱) داراحياء اللغة العربيه كراتشي۔

کے غلام اور رقیق ہونے کی علامت بن جائیں حتی کہ اگر غلام بھاگ جاتا ہے تو اس کی علامت کو دیکھ کر مالک کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے لہٰذا اسی طرح یہ ممکن ہے کہ ختنہ بھی اس بات کی علامت ہو کہ صاحب ختنہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور غلام ہے حتیٰ کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جو لوگ مختون ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور فرمانبردار بندے ہیں۔

ختنہ کے علاوہ امور فطرت بھی دراصل نظافت وطہارت ہی کیلئے ہیں، چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أقول هذه الطهارات منقولة عن ابراهيم عليه السلام متدا ولة في طوائف الامم الحنيفية اشربت في قلوبهم ودخلت في صميم اعتقادهم عليها محيا هم و عليها مماتهم عصرا بعد عصر و لذلك سميت بالفطرة و هذه من شعائر الملة الحنيفية ولابد لكل امة من شعائر يعرفون بها و يواخذون عليها ليكون طاعتها وعصايا نها امراً محسوسا و انما ينبغى ان يجعل من الشعائر ماكثر وجوده و تكرر و قوعه وكان ظاهراً وفيه فوائد جمة تقبله اذهان الناس اشد قبول"۔(۱)

یعنی یہ طہارتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول اور تمام موحد امتوں اور طائفوں میں اس پر عمل ہوتا رہا ہے، یہ طہارتیں ان کے دلوں میں گھر کر گئی تھیں اور ہر زمانہ میں حالت حیات وممات میں ان کے پختہ عقیدہ میں شامل ہوگئی تھیں اسی وجہ سے ان کو فطرت کہا جاتا ہے اور یہ ملت حنیفہ کے شعائر میں سے ہیں اور ہر امت کے لئے ایسے شعائر کا ہونا ضروری ہے جو ان کی پہچان بنتے ہوں اور ان کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہوتا کہ ان کی اطاعت اور عصیان امر محسوس ہو جائے اور شعائر میں پانچ خصوصیات ہونی چاہئے (۱) کثرت سے پائی جائیں (۲) ان کا بار بار وقوع ہوتا ہو (۳) ظاہری علامت ہو (۴) اس میں کثیر فوائد ہوں (۵) لوگوں کے اذھان ان کو بہت زیادہ قبول کرتے ہوں

---

(۱) حجة الله البالغه (۱۸۲۱) مبحث فى خصال الفطرة ومايتطرق اليها ۔

پانچویں حکمت: میسم ابراہیمی

ختنہ ابراہیم علیہ السلام اوران کی اولاد کی مخصوص نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وفی التوارة: ان الختان میسم الله علی ابراهیم و ذریته۔معناه ان الملوك جرت عادتهم بان یسموا ما یخصهم من الدواب لتتمیز من غیرها والعبید الذین لا یریدون اعتاقهم فکذلك جعل الختان میسما علیهم وسائر الشعار یمکن ان یدخلها تغییر وتدلیس و الختان لا یتطرق الیه تفغییر الا بجهد"(۱)

یعنی تورات میں ختنہ کی حکمت کے بارے میں لکھا ہے کہ ختنہ ایک مخصوص علامت اور نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اوران کی اولاد کو دی ہے۔شاہ صاحبؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنے مخصوص جانوروں کو تمام جانوروں سے ممتاز کرنے کے لئے ان پر خاص علامت لگاتے تھے اسی طرح جن غلاموں کو آزاد کرنے کا ارادہ نہ ہوتا ان پر بھی امتیازی نشانی لگائی جاتی تھی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کی اولاد اور ملت حنیفیہ کے متبعین پر ختنہ کی امتیازی نشانی لگادی، عام نشانیوں میں آسانی سے تبدیلی اور تدلیس ممکن ہے لیکن ختنہ میں تغییر سخت مشکل ہے۔

چھٹی حکمت: طہارت، نظافت اور پاکیزگی

غیر مختون کے قلفہ کے اندر مختلف جراثیم، میل کچیل، پیشاب کے قطرات اور دیگر ذرات جمع ہو جاتے ہیں اوراس طرح طہارت میں خلل پڑتا ہے نیز قلفہ کی وجہ سے پانی اندر

(۱) حجة الله البالغه(۱/۱۸۲) خصال الفطرة ومایتصل بها

پہنچانے میں دقت ہوتی ہے اس طرح صفائی بھی بہتر طریقہ سے نہیں ہو پاتی لیکن ختنہ کرانے کی وجہ سے مکمل طہارت، نظافت اور پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

"وحكمة الختان: المبالغة فى الطهارة والنظانة"۔(۱)

یعنی ختنہ کی حکمت طہارت، نظافت اور صفائی ستھرائی میں مبالغہ ہے۔

حسان شمسی پاشا لکھتے ہیں:

" مع مافيه من الطهارة و النظافة والزينة و تعديل الشهوة "۔ (۲)

علامہ ابن العربی لکھتے ہیں:

" و اماالختان فلنظافة القلفة عما يجتمع من اذى البول فيها"۔(۳)

یعنی ختنہ کی حکمت یہ ہے کہ قلفہ میں پیشاب کے موذی ذرات جمع ہوا کرتے ہیں ختنہ سے وہ جمع نہیں ہو پاتے۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"المقصودبختان الرجل تطهيره من النجاسة المحتنقة فى القلفة"۔(٤)

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العوم میں طہارت کی مختلف اقسام لکھی ہیں آپ نے اس بارے طویل بحث کی ہے جو بحث ہمارے موضوع سے تعلق رکھتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شرعاً طہارت کے چار مراتب ہیں:

۱)......تطہیر الظاہر عن الاحداث والاخباث والفضلات: یعنی ظاہر جسم کو احداث، اخباث اور فضلات سے پاک کرنا۔

۲)......تطہیر الجوارح عن الجرائم والاثام: یعنی اعضاء کو جرائم اور گناہوں سے پاک

---

(۱) الفقه الاسلامى وادلته(٤/ ۲۷۵۲)

(۲) اسرارالختان (ص ۷۰) ـاحكام تجميل النساء (ص ۷۱)

(۳) احكام القرآن لابن العربى(۱/ ٤٦) تحت سورة البقرة رقم الايه ۱۲٤

(٤) مجموع فتاوى ابن تيميه (٤/ ٤٠٢) باب المياه

کرنا۔

۳)......تطہیر القلب عن الاخلاق المذمومۃ والرذائل الممقوتۃ: یعنی دل کو برے اخلاق ورزائل سے پاک کرنا۔

۴)......تطہیر السر عما سوی اللہ تعالیٰ: دل کو غیر اللہ سے پاک کرنا۔

ان میں سے پہلی طہارت کی تین اقسام ہیں:

۱)......طہارۃ عن الخبث: یعنی جسم ظاہری کو نجاستوں سے پاک کرنا۔

۲)......طہارۃ عن الحدث: یعنی وہ طہارت جو وضو، غسل، تیمم اور استنجاء سے حاصل کی جاتی ہے۔

۳)......تنظیف عن الفضلات الظاہرۃ: یعنی زائد اعضاء کو ختم کر کے طہارت و نظافت حاصل کرنا۔

پھر امام غزالی رحمہ اللہ نے ابتداً زائد اعضاء کی دو اقسام بتائی ہیں:

۱)......اوساخ یعنی میل کچیل

۲)......اجزاء انسانی پھر اوساخ اور اجزاء میں سے ہر ایک کی آٹھ آٹھ اقسام بتائی ہیں۔ اجزاء انسانی کی جو آٹھ اقسام ہیں وہ یہ ہیں:

۱)......سر کے بال

۲)......مونچھوں کے بال

۳)......بغل کے بال

۴)......زیر ناف بال

۵)......ناخن

۶)......ایک مشت سے زائد داڑھی کے بال

ساتویں اور آٹھویں جزء کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"زيادة السرة وقلبة الحشفة و اما السرة فتقطع فى أول الولادة ، وأما

التطهير بالختان ......الخ (۱)
یعنی ناف کا زائد حصہ اور قلفہ کو کاٹ کر حشفہ ظاہر کر دینا بھی نظافت کی ایک قسم ہے۔

ساتویں حکمت: استبراء بول، نقاء بول

قلفہ میں میل کچیل جمع ہوتی ہے جس کی وجہ سے پیشاب کے نکلنے میں دقت اور مشکل پیش آتی ہے، ختنہ کیا جائے تو پیشاب آسانی سے نکلتا ہے۔

علامہ طاہر پٹنی فرماتے ہیں:

"وشرعه تقليلا للذة الجماع ...... ولانه انقى للبول "۔(۲)

یعنی ختنہ کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے پیشاب سہولت سے خارج ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"والغرلة عضو زائد يجتمع فيها الوسنح ويمنع الاستبراء فى البول "۔(۳)

یعنی قلفہ ایک زائد عضو ہے اس میں میل جمع ہوتی ہے اور پیشاب کے آسانی کے ساتھ خروج میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

مولانا فضل اللہ جیلانی ؒ لکھتے ہیں:

"وقدشرعه لنقاء البول "۔(٤)

یعنی ختنہ کی حکمت یہ ہے کہ اس کے ساتھ پیشاب آسانی سے نکلتا ہے۔

آٹھویں حکمت: زیب وزینت

علماء کرام نے ختنہ کی ایک حکمت زیب وزینت تحریر فرمائی ہے اور زیب و زینت

(۱) احياء العلوم (۱/۲۰٦) كتاب اسرار الطهارة
(۲) مجمع بحارالانوار(۲/١٦)
(۳) حجة الله البالغة (۱/۱۸۲) خصال الفطرة وما تيصل بها
(٤) فضل الله الصمدشرح الادب المفرد(۲ ص ۲٤۳)

اور خوبصورتی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں:

۱)......ختنہ کرنے سے خود محل میں زیب و زینت آتی ہے۔

۲)......ختنہ کے بعد طہارت و نظافت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ زیب و زینت کا سبب ہے۔ختنہ سے زیب و زینت حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس کا تعلق باب الزینۃ والجمال سے بنتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض محدثین احادیث ختنہ کو باب الزینۃ میں ذکر کرتے ہیں، مثلاً ملاحظہ ہو۔(۱)

حسان شمسی پاشا لکھتے ہیں:

"مع ما فيها من الطهارة والنظافة و الزينة "۔(۲)

یعنی ختنہ کے مصالح اور حکم میں سے طہارت و نظافت اور زیب و زینت بھی ہے۔

نویں حکمت: تمییز مسلم

ختنہ مسلمانوں کا شعار اور مخصوص بدنی علامت ہے جس کے ذریعہ مسلمان غیر مسلموں سے ممتاز ہوتے ہیں، جنگ و جدال، زلزلوں اور سیلابوں، طوفانوں اور حادثات میں مختلف مذاہب سے وابستہ افراد ہلاک ہو جائیں اور ظاہری علامت موجود نہ ہو تو ختنہ کے ذریعہ مسلمانوں کی پہچان کی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

"وحكمة الختان: المبالغة في الطهارة والنظافة و تمييز المسلم من غيره"۔(۳)

یعنی ختنہ کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ مسلمان غیر مسلموں سے ممتاز ہوتا ہے۔

---

(۱) مجمع البحرين في زوائد المعجمين (١٠٥/٤) كتاب الزينة، باب ختان النساء۔

(۲) اسرار الختان (ص ٧٠) ،من احكام تجميل النساء (ص ٧١)

(۳) الفقه الاسلامي وادلته (٢٤٥٢/٤)

دسویں حکمت: سہل ایصال الماء

ختنہ کی دسویں حکمت یہ ہے کہ مختون کا قلفہ کٹ کر رکاوٹ زائل ہو جاتی ہے اس طرح بوقت جماع مرد کا مادہ عورت کے رحم میں بآسانی پہنچ پاتا ہے۔

مولانا فضل اللہ جیلانی لکھتے ہیں:

"و قد شرع لنقاء البول وتعديل الشهوة و يسهل به ايصال ماء الرجل الى رحم المرأة"۔(١)

یعنی ختنہ کی ایک حکمت یہ ہے کہ ختنہ ہو جائے تو عورت کے رحم میں مرد کے پانی پہنچانے میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔

گیارہویں حکمت: حصول صحت ونبات لحم

ختنہ کی گیارہویں حکمت یہ ہے کہ ختنہ کے وقت خون نکل جاتا ہے اس طرح بچے کے بدن میں نیا اور تازہ خون پیدا ہوتا ہے، گوشت جلدی پروان چڑھتا ہے اور صحت مندی حاصل ہوتی ہے۔

بارہویں حکمت: راحت قلب

ختنہ سے بچے کو قلب کی راحت نصیب ہوتی ہے اگرچہ اسے عارضی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑتی ہے۔

"اختتنوا أولادكم يوم السابع ، فإنه أطهر و أسرع نباتا للحم وأروح للقلب (ابوحفص عمر بن عبدالله بن زاذان في فوائده والديلمي عن علي)(٢)

(١) فضل الله الصمد(٢/٦٤٣)

(٢) كنز العمال(١٦/١٨١).... كتاب النكاح،الفصل الثالث في الختان رقم الحديث (٤٥٣٠٤) (قلت: قد بالغت في تحقيق اسناد هذا الحديث ولكني لم اطلع عليه بعد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ساتویں دن اپنی اولاد کا ختنہ کرو کیونکہ ختنہ میں طہارت زیادہ ہے اوراس کی وجہ سے گوشت جلدی پروان چڑھتا ہے اور یہ دل کی راحت کا ذریعہ ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ختنہ کی تین حکمتیں بیان فرمائی ہیں:

۱)......ختنہ سے طہارت ونظافت حاصل ہوتی ہے، ملاحظہ ہو چھٹی حکمت۔

۲)......اس کی وجہ سے گوشت کو بڑھوتری ملتی ہے۔

۳)......دل کی راحت کا سامان فراہم کرتا ہے۔

اروح للقب کے دو مطلب ہو سکتے ہیں:

۱)......جن بچے کا ختنہ کیا جارہا ہے اس کے دل کی راحت وسکون کا ذریعہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت وطمانیت ہوسکتی ہے۔

۲)......بچے کے اولیاء کیلئے راحت قلب ہے یعنی سنت انبیاء ادا کرنے کی وجہ سے دل کوسکون واطمینان حاصل ہوتا ہے۔

ختنہ کے طبی فوائد کی تفصیل آگے آتی ہے اس سے ختنہ کی اہمیت اورفوائد کا ندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت ابراہیم کی سنت کا جو یہ فیضان ہے
عیش میں، آرام میں مختون ہر انسان ہے
سنت خیر البشر پر ہو اگر عامل کوئی
کرلے اندازہ کہ قدرت کس قدر ذیشان ہے

تیرہویں حکمت: استنجاء میں سہولت

ختنہ کی ایک حکمت یہ سمجھ آئی ہے کہ اس سے استنجاء کرنے میں سہولت پیدا ہوتی ہے، استنجاء کہتے ہیں پیشاب سے فراغت کے بعد عضو کوسوت کر ڈھیلے، پتھر یا ٹشو پیپر پر پیشاب

جذب کر لینا اور بعد میں پانی سے دھولینا، مختون آدمی بڑی آسانی سے یہ کام کرسکتا ہے، اس کو اس بارے میں کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا جبکہ غیر مختون کو اس بارے نسبتاً دقت اور مشکل پیش آتی ہے اور کوشش کے باوجود بھی عضو کے گھونگھٹ نما چمڑے میں پیشاب کے قطرات اٹکے رہ جاتے ہیں جس کی وجہ سے مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں۔

چودھویں حکمت: ازالۃ الاذی

"عن سلمان بن عامر الضبیؓ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول: مع الغلام عقیقة فاهر یقوا عنه دما وامیطوا عنه الاذی" ۔رواه البخاری(۱)

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غلام کے ساتھ عقیقہ ہے لہٰذا اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف کو دور کرو۔

تکلیف دور کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے اختلاف ہے:

۱)......سر کے بال اتارنا۔

۲)......ولادت کے وقت بچے پر جو گندگی اور میل کچیل ہوتی ہے اس کا پاک کرنا مراد ہے۔

۳)......ختنہ مراد ہے۔(۲)

اس سے ختنہ کی ایک حکمت یہ واضح ہوئی کہ ترک ختنہ اذی اور تکلیف ہے۔

فائدہ: مذکورہ تفصیل سے واضح ہو گیا کہ ختنہ کی ایک حکمت تقلیل لذت ہے اور اس کی وجہ بھی آ چکی ہے لیکن بعض حضرات نے کثرت لذت کو ختنہ کی حکمت قرار دیا ہے۔

قاموس الفقہ میں ہے:

"ختنہ......جنسی اعتبار سے لذت بخش بھی ہے اور اعتدال کا باعث بھی۔"(۳)

(۱) مشکوۃ المصابیح(۳۶۳/۲)باب العقیقة

(۲) مرقاۃ المفاتیح (۱۵٤/۸)

(۳) قاموس الفقه(۳۳۰/۳)

اور حکیم سید قدرت اللہ قادری لکھتے ہیں:

''ختنہ جنسی لذت کے اضافہ اور دیر قیامی کا باعث بن سکتی ہے''۔(۱)

قیامت کے دن غیر مختون اٹھائے جانے میں حکمت و مصلحت

کتب حدیث میں عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

"انکم محشورون حفاۃ عراۃ غرلا "۔الحدیث(۲)

یعنی تم قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے جاؤ گے کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہو گے۔

قیامت کے دن غیر مختون اٹھانے میں مختلف مصلحتیں اور حکمتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ختنہ سے شہوت ولذت میں کمی آتی ہے دنیا میں یہی مقصود ہے اس لئے دنیا میں ختنہ کا حکم دیا ہے اور آخرت میں لذت انتہاء کو پہنچ سکتی ہے اس طرح شہوت میں اضافہ بھی درست بلکہ موزون ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سب کو غیر مختون بنادیں گے تاکہ ان کو مکمل لذت اور پوری شہوت مل جائے نیز چونکہ مسلمانوں نے دنیا میں ختنہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کیا تھا اس لئے انعام کے طور پر آخرت میں ان کو غیر مختون اٹھایا جائے گا تاکہ لذت پوری مل سکے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں:

وقال ابن الجوزی:لذۃ جماع الاقلف تزید علی لذۃ جماع المختون وقال ابن عقیل: بشرۃ خشفۃ الاقلف موقاۃ بالقلفۃ فتکون بشرتھا ارق وموضع الحس کلما رق کان الحس اصدق کراحۃ الکف اذا کانت موقاۃ من الاعمال صلحت للحس واذا کانت بدقصار اونجار خفی فیھا الحس فلما

---

(۱) اسلام اور جدید میڈیکل سائنس(ص ۱۹۶)

(۲) صحیح بخاری، کتاب الانبیاء (۱/۳۷۳)باب قول اللہ :واتخذاللہ ابراھیم خلیلاً

ابانوا فی الدنیا تلک البضعة لاجله اعاد ها الله لیذیقها من حلاوة فضله۔(۱)

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غیر مختون کی شہوت مختون کی شہوت سے زیادہ ہوتی ہے اور ابن عقیل رحمہ اللہ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ غیر مختون کے حشفہ کے اوپر کا حصہ قلفہ کی وجہ سے ڈھپا ہوا ہوتا ہے اس وجہ سے حصہ زیادہ پتلا اور رقیق ہوتا ہے اور حس کی جگہ جتنی زیادہ پتلی ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ کچی ہوتی ہے جیسے ہتھیلی سے اگر کام کاج نہ کیا جائے تو اس کی حساسیت زیادہ ہوتی ہے اور اگر دھوبی یا بڑھئی کا ہاتھ ہو تو اس میں حس کم ہوگئی، جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرتے ہوئے زائد کھال کو دنیا میں علیحدہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن لوٹا دیں گے تا کہ ان کو اپنے فضل سے زیادہ ذائقہ اور لذت چکھائیں۔

یہودیت اور ختنہ

یہودی مذہب میں ختنہ کی رسم موجود ہے اور ان کے ہاں اس کی بڑی تاکید ہے چنانچہ کتاب پیدائش باب ۱۷، آیت ۱۰ میں ہے۔

''اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان، اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے، سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کی ختنہ کی جائے......اور میرا عہد تمہارے جسم میں، ابدی عہد ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے گا، کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا''۔(۲)

اور کتاب پیدائش باب ۱۷ آیات ۲۴، ۲۵ میں ہے:

''ابراہیم ننانوے برس کا تھا جب اس کا ختنہ ہوا اور جب اس کے بیٹے اسماعیل کا ختنہ

---

(۱) عمدة القاری (۱۹/ ۵٤۱)

(۲) بائبل سے قرآن تک، مقدمہ (۱/ ۱۳۵)

ہوا تو وہ تیرہ برس کا تھا"

کتاب احبار ۱۲: ۳ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے:

"اور آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جائے۔"(۱)

تورات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ننانوے سال کی عمر میں ختنہ کرایا تھا اور اس موقعہ پر خدا نے ان کا نام ابرام {ABRAM} سے بدل کر ابراہم abraham کر دیا تھا جس کے معنی ہیں لاکھوں افراد کا باپ۔

یہودیت میں ختنے کا عمل آٹھویں دن کیا جانا ضروری ہے، خواہ اس دن یوم سبت ہو یا یوم کپور جن میں ہر کام کرنے کی ممانعت ہوتی ہے، تاہم اگر بچے کی صحت کے پیش نظر ڈاکٹر ختنہ ملتوی کر دینے کا مشورہ دے تو پھر آئندہ ختنے کا عمل یوم سبت یا یوم کپور پر انجام دینے کی ممانعت ہو جاتی ہے۔

ختنے میں آٹھویں دن کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اگر بچے کی ختنہ آٹھویں دن سے پہلے کرالی گئی ہو، تب بھی آٹھویں دن ختنے کے مقام سے خون کا ایک قطرہ گرایا جانا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے ڈاکٹر کی بجائے اس کام کے لئے مامور کسی مذہبی فرد بنام Mohel کو بلانا چاہئے جو نہ صرف اس عمل کی مذہبی باریکیوں سے بھی آگاہ ہوتا ہے بلکہ اسے کھال کاٹنے کا عمل بھی آتا ہے۔ بالفرض اگر کسی علاقے میں موہل موجود نہ ہو تو اسے کسی اور علاقے سے ڈھونڈھ کر لانا چاہئے۔

ختنہ کرائے جانے کے وقت گھر کا کوئی بزرگ بچے کو اپنی گود میں پکڑتا ہے۔ یہودیوں کو اس بات پر یقین ہے کہ اس موقعہ پر ان کے ایک نبی ایلجاہ (الیاس علیہ السلام) (Elijah) بھی غیر مرئی طور پر موجود رہتے ہیں جنہیں عہد و پیمان کا فرشتہ کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے، ان کے لئے وہاں ایک خالی کرسی بطور خاص رکھوائی جاتی ہے جس کے ایک خانے میں خاندانی بزرگ بچے کو لے کر بیٹھتے ہیں۔ عام طور پر ختنے کی خاطر یہ ماں کا کام ہوتا ہے

(۱) از مقدمہ بائبل سے قرآن تک (۱/۱۳۵)

کہ وہ بچے کو خاندانی بزرگ کے حوالے کرے۔ مذکورہ کرسی کے دوسرے خانے میں سمجھا جاتا ہے کہ تصوراتی طور پر ایلجاہ نبی بنفس نفیس موجود ہیں۔ان کی وہاں موجودگی کا مقصد نومولود بچے کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔

عام طور پر ایلجاہ نبی کی کرسی کو ختنے کے تین دنوں بعد تک اپنی جگہ پر خالی چھوڑ دیا جاتا ہے کیونکہ یہ مدت بچے کی صحت یابی کے لئے مناسب سمجھی جاتی ہے۔

ختنے کے مقام تک بچے کو لانے جانے کے وقت تمام حاضرین شروع سے آخر تک کھڑے رہتے ہیں۔اس عمل سے پہلے بچے کو چند لمحوں کے لئے ایلجاہ نبی کی کرسی پر بٹھایا جاتا ہے جس کے بعد خدا کی تعریف وثناء بیان کی جاتی اور اس کے فرائض ادا کرنے کا اقرار کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں شراب کی ایک پیالی پر برکت کی دعا پڑھ کر مذکورہ بزرگ کو وہ شراب پلا دی جاتی ہے۔اسی کے ساتھ تھوڑی سی شراب بچے اور اس کی ماں کے منہ میں بھی انڈیلی جاتی ہے، اسی موقع پر بچے کا نام بھی رکھ دیا جاتا ہے۔

یہودی اس بات پر آج تک فخر کرتے ہیں کہ ان کی طویل تاریخ میں بے شمار یہودیوں نے اس مقصد کے لئے اپنی جان نچھاور کر دی تھی کہ مختلف حکمرانوں کی جانب سے انہیں ختنہ کرانے سے جبراً روک دیا جاتا تھا وہ کہتے ہیں کہ ختنہ دراصل ان کے اور خدا کے درمیان ایک سدا قائم رہنے والا عہد ہے۔(۱)

بائبل سے قرآن تک (۱۸۶۲) باب سوم میں ہے:

ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں ختنہ کا حکم دوامی تھا جس کی تصریح پیدائش باب ۱۷ میں موجود ہے،''تمہارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے'' اسی لئے یہ حکم اسماعیل اور اسحٰق علیہ اسلام کی اولاد میں باقی رہا اور شریعت موسوی میں بھی باقی رہا۔

---

(۱) یہودی مذہب مہد سے لحد تک (ص ۱۳۱ تا ۱۳۲) رضی الدین سید

عیسائیت اور ختنہ

چونکہ ختنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت اور طریقہ ہے اس لئے آپ کے بعد سب ادیان سماویہ میں ختنہ مشروع رہا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ختنہ بھی ہوا اور آپ کے اصل دین میں ختنہ کا حکم تھا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وکما اختتن ابراهیم علیه السلام صار الختان سنة معمولا بهافی ذریته و هو حکم التوارة علی بنی اسرائیل کلهم،ولم یزالوایختتنون الی زمن عیسی علیه الصلوٰة والسلام غیرت طائفة من النصاری ماجاء فی التوارة من ذلك، وقالوا:المقصودغلفة القلب لاغلفة الذکرفترکوا المشروع فی الختان بضرب من الهذیان"۔(۱)

انجیل برناباس میں ختنہ کی تاکید بہت زیادہ ہے، فصل (ب) نمبر ۲۲ اور فصل (ف) نمبر ۲۳ اسی موضوع پر ہیں، یہاں ضروری اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

فصل نمبر ۲۲ کا عنوان ہے "غیر مختونوں کی کم بختی، کتے کے ان سے افضل ہونے کی وجہ ہے۔

(۱) تب شاگردوں نے یسوع سے اسی دن دریافت کیا اور کہا اے استاد: تو نے عورت کو یہ کہہ کر کیوں جواب دیا کہ وہ غیر مختون کتے ہیں۔

(۲) یسوع نے جواب دیا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بے شک کتا غیر مختون آدمی سے افضل ہے۔

(۳) تب شاگرد رنجیدہ ہو کر کہنے لگے کہ "تحقیق یہ کلام گراں گزرتا ہے اور کون شخص اس کے قبول کرنے کی طاقت پاتا ہے۔

(۱) عمدۃ القاری(۱۱/۶۱) کتاب الانبیاء

(۴) یسوع نے جواب دیا؟؟ اے جاہلو اگر تم یہ دیکھتے کہ وہ کتا جس کو عقل نہیں، اپنے مالک کی خدمت کے لئے کیا کرتا ہے تو تم کو معلوم ہو جاتا کہ میری بات سچی ہے‘‘......

(۱۳) اور یہ غیر مختون نہیں ہے مگر ان ہی میں سے ایک جیسا......

(۱۵) تب شاگردوں نے کہا’’ اے استاد ہم کو بتا کہ انسان پر کس وجہ سے ختنہ کرانا واجب ہے؟

(۱۶) پس یسوع نے جواب دیا اور تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ نے اس بات کا حکم ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے دیا کہ’’ اے ابراہیم تو اپنے سارے گھرانے کا قلفہ کاٹ دے کیونکہ یہ میرے اور تیرے مابین ہمیشہ ہمیشہ تک عہد ہے۔

فصل (ف) نمبر ۲۳ کا عنوان ہے’’ ختنہ کی اصل اور اللہ کا عہد ابراہیم کے ساتھ اور غیر مختونوں کو لعنت‘‘.......

(۸) تب اس کو فرشتہ نے اس کے بدن کا زائد حصہ دکھا دیا اور آدم نے اس کو کاٹ ڈالا

(۱۰) اور آدم نے اپنے اس فعل پر اپنی اولاد میں محافظت کی۔

(۱۱) پس ختنہ کرانے کی سنت سلسلہ وار ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں چلتی آئی۔

(۱۲) لیکن ابراہیم علیہ اسلام کے زمانہ میں روئے زمین پر مختون آدمیوں کی تعداد معدودے چند کے زائد نہیں رہ گئی تھی۔

(۱۳) کیونکہ بتوں کی پوجا زمین میں بکثرت پھیل گئی تھی۔

(۱۴) اور اسی بناء پر اللہ نے ابراہیم کو ختنہ کی اصلیت سے آگاہ کیا۔

(۱۵) اور اس اقرار کو یہ مستحکم کیا کہ’’ جو نفس کہ وہ اپنے بدن کا ختنہ نہ کرے گا، میں اس کو اپنی قوم کے اندر سے ہمیشہ ہمیشہ تک ہلاک و برباد کروں گا‘‘......

(۱۷) پھر یسوع نے کہا’’ تم خوف کو اس شخص کے لئے چھوڑ دو جو کہ اپنا قلفہ نہیں کٹواتا کیونکہ وہ فردوس سے محروم ہے۔(۱)

(۱) انجیل برنباس (ص ۱۳۸ تا ص ۱۴۱) ترجمہ مولانا محمد حلیم انصاری صاحب مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ختنہ

خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ختنہ بھی ہوا تھا، بائبل سے قرآن تک، باب سوم میں ہے:

خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی ختنہ کی گئی، جس کی تصریح انجیل لوقا کے باب ۲ آیت ۲۱ میں موجود ہے " جب آٹھ دن پورے ہوئے اور اس کے ختنہ کا وقت آیا الخ عیسائیوں میں آج تک ایک مخصوص نماز ہے جس کو وہ عیسیٰ علیہ السلام کے ختنہ کے دن بطور یادگار ادا کرتے ہیں اور یہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے عروج تک باقی رہا، منسوخ نہیں ہوا تھا۔(۱)

تحریف اور نسخ ختنہ

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوگیا کہ عیسائیت میں ختنہ ہے اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ختنہ بھی ہوا تھا لیکن موجودہ عیسائیت اس سے انکاری ہے، دراصل موجودہ عیسائیت پولس کا بنایا ہوا مذہب ہے اس کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پر نہیں ہے، پولس نے جہاں دوسرے اصل احکام کو منسوخ کیا اور دین میں تحریف کی ختنہ کو بھی منسوخ کیا۔

چنانچہ پولس گلتیوں کے نام خط کے باب ۵ میں لکھتا ہے:

دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ میں ہر ایک ختنہ کرانے والے شخص پر پھر گواہی دیتا ہوں کہ اسے تمام شریعت پر عمل کرنا فرض ہے، تم جو شریعت کے وسیلہ سے راست باز ٹھہرانا چاہتے ہو مسیح علیہ السلام سے الگ ہو گئے اور فضل سے محروم، کیونکہ ہم روح کے باعث ایمان سے راست بازی کی امید پر آنے کے منتظر ہیں اور مسیح یسوع میں نہ تو ختنہ کچھ کام کا ہے نہ نامختونی، مگر ایمان جو محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے۔(آیات ۱ تا ۶)

---

(۱) بائبل سے قرآن تک(۲/۱۸۶)

اور اسی خط کے باب ۶ آیت ۱۵ میں ہے:

''کیونکہ نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا''۔(۱)

موجودہ انگریز اور عمل ختنہ

موجودہ انگریز کی کثیر تعداد ختنہ کرتی ہے اور اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ ختنہ کا حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی تعلیمات کا حصہ اور امر الٰہی سمجھتے ہیں بلکہ ختنہ میں مختلف حکمتیں، مصلحتیں اور کثیر طبی فوائد ہیں اس لئے ختنہ کرتے ہیں۔

"ولاتمام الفائدة اقوال: ان ختان الانثى قد استحسنه الكثيرون من اهل الطب والمعرفة اما ختان الذكرففوائده اصحبت ملموسة بل و مضارعدم القيام به اكثرمن ان تحصى كمايقرر ذلك الاطباء....حتى ان نسبة ختان المواليد الذكور قد بلغت ٨٥،٦١./.من اطفال امريكا،نعم اطفال النصارى، اما اطفال اليهود فانهم يختتنون عقيدة و شريعة والمسلم لايحتاج الى معرفة كل هذا ليختتن، لكنه يفعله تعبداو شريعة۔(۲)

ومع ذلك هوابعدمن الامراض المؤذية فان الاطباء النصارى اعترفوافى هذا الزمان بان كثيرا من الامراض تحدث بذلك۔(۳)

ہندو مذہب اور ختنہ

ہندو مذہب میں ختنہ نہیں ہے لیکن بعض ہندو طبی فوائد اور جسمانی و بدنی مصالح کے پیش نظر ختنہ کراتے ہیں۔

---

(۱) بائبل سے قرآن تک (۱۸۶/۲) باب سوم

(۲) احکام تجمیل النساء (ص ۷۲)

(۳) حاشیة بذل المجهود فى حل ابى داؤد (۳۳۹/۵) كتاب الادب، باب فى الختان

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

''طبی اعتبار سے ختنہ کی افادیت ایک تسلیم شدہ امر ہے، یہاں تک کہ بعض برادران وطن بھی اس کے طبی فوائد کی وجہ سے ختنہ کرا رہے ہیں''۔(۱)

دیگر مذاہب اور ختنہ

ہماری معلومات اور تحقیق کے مطابق دنیا میں صرف دو مذاہب میں مذہبی حیثیت سے ختنہ کیا جاتا ہے:

(۱) یہودیت

(۲) اسلام

اصل عیسائیت میں اگرچہ ختنہ دین کا حصہ ہے لیکن انہوں نے اسے ترک کر دیا ہے اور اس کے علاوہ کسی مشہور مذھب میں ختنہ نہیں ہے البتہ مختلف مذاہب کے بعض پیروکار طبی فوائد کے پیش نظر ختنہ کراتے ہیں۔

سید قدرت اللہ قادری لکھتے ہیں:

''ختنہ اب محض ایک اسلامی رسم ہی نہیں بلکہ بے شمار فوائد کی حاصل سنت ہے جس کے سبب آج غیر مسلم بھی جنسی امراض سے بچنے اور حقیقی ازدواجی لطف حاصل کرنے کے لئے اس سنت پر عمل کرنے نہ صرف مائل بلکہ مجبور ہوتے جا رہے ہیں''۔(۲)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

''سوشیل ممالک اور سائنٹیفک دنیا میں ختنہ کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے......امریکہ میں ہزاروں عیسائی محض اس کی طبی فادیت کے نگاہ سے ختنہ کرواتے ہیں، اقوام عالم میں ختنہ کے رواج کی یہ مقبولیت اسلام کے نہ صرف ایک رواج (سنت) کی فتح ہے بلکہ

---

(۱) کتاب الفتاوی (۱٤۱/٦) حلال و حرام سے متعلق سوالات

(۲) اسلام اور جدید میڈیکل سائنس" (ص ۱۹۲)

آج متمدن دنیا بھی باہمہ ذوق آ گہی وجذبہ دانش اس کی خوبی وصداقت کی وجہ سے اسے اختیار کرنے اور اپنانے پر مجبور نظر آتی ہے"۔(۱)

ختنہ کی اہمیت اور ترک ختنہ پر وعید

احادیث وآثار میں مسلمانوں کو ختنہ کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے اور بہت سی روایات میں ترک ختنہ پر وعیدیں بھی آئی ہیں اگر چہ ان میں سے اکثر وعیدیں مبالغہ، تشدید وتغلیظ پر محمول ہیں حقیقت پر محمول نہیں ہیں۔

(۱) حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ختنہ کا امر

رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں نواسوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے ختنہ کا باقاعدہ حکم دیا اور آپ کے حکم کے مطابق ان دونوں کا ختنہ کرایا گیا۔

سنن کبری میں ہے:

عن جابر رضی الله عنه قال: عق رسول الله ﷺ عن الحسن و الحسين وختنهما لسبعة ايام۔ (۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین ؓ کا عقیقہ کیا اور ساتویں دن ان کے ختنہ کا امر صادر فرمایا۔

(۲) نومسلموں کو ختنہ کی تاکید

ختنہ کی اہمیت اس سے واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نومسلم کو ختنہ کرانے کا حکم

(۱) اسلام اور جدید میڈیکل سائنس (ص ۱۹۵)

(۲) السنن الکبری للبیهقی (۸/۳۲٤) کتاب الاشربة والحد فیها، باب السلطان یکره علی الاختتان ......الخ

اخرجه ابوالشیخ فی کتاب العقیقة قاله السیوطی فی الدر المنثور (۱/۲٥٤)

دیا۔

سنن کبریٰ میں ہے:

(۱)عن عیثم بن کلیب عن ابیه عن جده انه جاء الی النبی ﷺ فاسلم فقال النبی ﷺ:الق عنك شعرالکفرو اختتن۔(۱)

عیثم بن کلیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے آپ سے کفر کے بال اتار دو اور ختنہ کراؤ۔

(۲)عن ابی هریرة رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال: من اسلم فلیختتن۔ ذکره الحافظ ابن حجر فی التلخیص الحبیرولم یضعفه۔(۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام لے آئے تو اسے ختنہ کرانا چاہیے۔

(۳) عن ابن شهاب قال: وکان الرجل اذا اسلم امربالا ختتان وان کان کبیراً (صحیح الاسناد موقوفاً او مقطوعاً)(۳)

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو اسے ختنہ کرانے کا حکم دیا جاتا اگرچہ وہ بڑا اور بالغ ہوتا۔

(٤)عن الزهریؒ قال:قال رسول الله ﷺ:من اسلم فلیختتن ولو کان کبیرا رواه حرب بن اسماعیل۔(٤)

امام زہریؒ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمان ہو تو اسے

---

(۱) السنن الکبری(۸/۳۲۳) کتاب الاشربة والحد فیها ......الخ
ابوداود(۱/۲۳) کتاب الطهارة باب فی الرجل یسلم فیؤمر بالغسل۔مسند احمد (۵/۲۵۹) رقم الحدیث (۱۵٤۳۲) مسند المکیین، حدیث ابی کلیبؓ۔

(۲) الفقه الاسلامی وادلته (۱/٤٦۱) الطهارات سنن الفطر الخمس۔

(۳) الادب المفرد للبخاری (ص۳۳٤) باب الختان للکبیر رقم الحدیث ۱۲۸۸)

(٤) التلخیص الحبیر(۵/۲۲۱)کتاب الختان،

چاہئے کہ ختنہ کرائے اگر چہ بالغ اور بڑا ہو۔

(۵)وكان عطاءؒ يقول: لايتم اسلامه حتى يختتن وان بلغ ثمانين سنة۔(۱)

حضرت عطاء فرماتے تھے کہ نومسلم کا اسلام مکمل نہیں جب تک ختنہ نہ کرائے اگر چہ وہ اسی سال کا ہو۔

(٦) حدثتنا عجوز من أهل الكوفة، جدة علي بن غراب قالت: حدثتني أم المهاجر قالت: سبيت في جواري من الروم فعرض علينا عثمان الاسلام فلم يسلم مناغيري وغيراخرى فقال عثمان: اذهبوا فاخفضوهما و طهروهما (ضعيف) (۲)

ام مہاجر کہتی ہیں میں روم کی چند عورتوں کے ساتھ قید ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہم پر اسلام پیش کیا لیکن ان میں سے صرف میں اور ایک اور عورت مسلمان ہوئیں، حضرت عثمانؓ نے خدام سے فرمایا کہ انہیں لیجاؤ، ان کا ختنہ کراؤ اور انہیں پاک کراؤ۔

(۷)قتادة قال كان رسول الله ﷺ يامر من اسلم ان يختتن وان كان ابن ثمانين سنة۔(۳)

قتادہ کہتے ہیں نبی علیہ اسلام نومسلم کو ختنہ کا امر فرماتے اگر چہ وہ اسی سال کا ہوتا۔

حجۃ الاسلام مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

"وكان الشاه اسحاق رحمه الله تعالىٰ يفتي باختتان من اسلم من الكفار و لوكان بالغاً فاتفق مرة ان اسلم كافر كهول فامره بالاختتان فاختتن ثم مات فيه فلذا اتوسع فيه ولا آمر به البالغ فانه يؤذى كثيرا وربما يفضى الى

(۱) تفسیر القرطبیؒ(۱/۶۹)سورۃ البقرۃ: ۱۲۴)

(۲) الادب المفرد(ص ۳۳۲) باب خفض المرأة رقم الحديث ۱۲۸۱) و باب ختان الاماء رقم الحديث ۱۲۸۵)

(۳) الطبراني في الكبير ورجاله ثقات۔مجمع الزوائد(۱/۱۱۷)
امداد الاحکام (۴۰۷/۴)

الهلاك"۔ (۱)

کہ شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کفار میں سے مسلمان ہونے والے شخص کو ختنہ کا حکم فرماتے اگر چہ وہ بالغ ہوتا ایک مرتبہ اتفاق سے بوڑھا کمزور شخص مسلمان ہوگیا آپ نے اسے ختنہ کرانے کا حکم دیدیا تو اس نے ختنہ کرایا پھر ختنہ کی وجہ سے فوت ہوگیا، اس وجہ سے میں اس بارے میں وسعت اور گنجائش سے کام لیتا ہوں اور بالغ کو ختنہ کا حکم نہیں دیتا کیونکہ اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور بعض اوقات آدمی ہلاک ہوجاتا ہے۔

(۳) ختنہ ضروری ہے اگر چہ عمر اسی سال ہوجائے

عن علی بن الحسین بن علی عن ابیه علی قال: وجدنا فی قائم سیف رسول الله ﷺ فی الصحیفة ان الاقلف لا یترك فی الاسلام حتی یختتن ولو بلغ ثمانین سنة و هذا حدیث ینفرد به اهل البیت علیهم السلام بهذا الاسناد۔ (۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار میں رکھے ہوئے ایک صحیفہ میں پڑھا کہ اسلام میں غیر مختون کو نہیں چھوڑا جائے گا جب تک وہ ختنہ نہ کرے، اگر چہ اس کی عمر اسی سال ہوجائے۔

(۴) ختنہ کا حکم نبوی

اختتنوا اولادکم یوم السابع، فانه اطهر واسرع نباتا للحم واروح للقلب۔

(ابوحفص عمر بن عبدالله بن زاذان فی فوائده والدیلمی عن علی) (۳)

---

(۱) فیض الباری (۴۱۳/۴) کتاب الاستیذان۔

(۲) السنن الکبری للبیهقی ایضا (۳۳۵/۸)

وکذافی کنز العمال (۱۸۱/۱۶) الفصل الثالث فی الختان، کتاب النکاح

(۳) کنز العمال (۱۸۱/۱۶) کتاب النکاح، فی الختان، رقم الحدیث (۴۵۳۰۴)

حضرت علیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولادت کے ساتویں دن اپنی اولاد کا ختنہ کیا کرو کیونکہ ختنہ طہارت ونظافت کا ذریعہ ہے اور اس کی وجہ سے گوشت جلدی اگتا اور بڑھتا ہے اور اس سے دل کو راحت زیادہ ملتی ہے۔

(۵) غیر مختون کا حج قبول نہیں ہوتا

"عن ابی برزة رضی الله عنه عن النبی ﷺ فی الاتلف، یحج بیت الله قال: لا حتی یختتن وفی روایة الاسفاطی قالت: سمعت منیة، قالت: سمعت ابابرزةؓ قال سالنا رسول الله ﷺ عن رجل اقلف یحج بیت الله قال لا حتی یختتن"۔(۱)

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے حج کرنے والے غیر مختون کے بارے فرمایا کہ وہ جب تک ختنہ نہ کرے حج نہ کرے اور ایک روایت میں ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے غیر مختون کے بارے میں پوچھا کہ وہ حج کر سکتا ہے آپ نے فرمایا نہیں حتی کہ ختنہ کرالے۔

عن ابی برزة رضی الله عنه قال سألنا رسول الله ﷺ عن رجل اقلف یحج بیت الله قال لا حتی یختتن رواه ابن المنذر۔(۲)

عن منیة عن جدها ابی برزة الاسلمیؓ قال: سألوا النبی ﷺ عن رجل اقلف یحج بیت الله تعالیٰ ؟فقال: لا . نهی رسول الله ﷺ عن ذلك حتی یختتن۔(۳)

(۱) السنن الکبری للبیهقی(۸/۳۲٤)

(۲) التلخیص الحبیر(۳۲۱/۵) کتاب الختان،

(۳) المطالب العالیة مع اتحاف الخیرة (۳۰۷/۷) باب الترهیب من ترك الاختتان، کتاب الادب رقم الحدیث(۱۲۷۸۲)اخرجه ابویعلی فی مسنده (۴۲۷/۱۳، ح ۷٤۳۳)ھ ۔

(۶) ختنہ سنت انبیاء

" عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: الختان و السواك و التعطر و النكاح من سنتی"۔ (۱)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں میری سنت میں سے ہیں (۱) ختنہ کرنا (۲) مسواک (۳) خوشبوں لگانا (۴) نکاح کرنا۔

قال الشیخ الاعظمی: قال ابن القیم: روی فی الجامع بالنون والیاء ای الحناء و الحیاء و سمعت ابا الحجاج الحافظؒ یقول: الصواب" الختان" وفیه "من سنن المرسلین" بدل "من سنتی" ۔(۲)

یہ حدیث جامع الترمذی (۱۰۸۰) مسند احمد (۴۲۱/۵) اور طبرانی میں بھی مروی ہے لیکن ترمذی اور طبرانی میں الختان کی جگہ الحناء اور ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں الحیاء ہے لیکن صحیح الختان ہی ہے، پھر بعض روایات میں من سنتی کی بجائے من سنن المرسلین ہے یعنی ختنہ انبیاء کی سنت ہے۔

عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اربع من سنن المرسلین الحیاء و یروی الختان و التعطروالسواك والنكاح۔(۳)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار اشیاء انبیاء علیہم السلام کی سنن میں سے ہیں (۱) حیاء یا ختنہ (۲) خوشبو (۳) مسواک (۴) نکاح۔

(۱) مصنف عبدالرزاق (۱۷۳/۶) کتاب النکاح باب وجوب النکاح و فضله

(۲) من تعلیق مصنف عبدالرزاق (۱۴۳/۶)(۱۶۶/۲) کتاب النکاح۔

(۳) مشکوۃ المصابیح (۴۴/۱) باب السواك وكذا فی الترغیب والترهیب، الترغیب فی السواك و ماجاء فی فضله (۱۰۰/۱)

(۷) ختنہ شعار اسلام ہے

شریعت نے بعض اشیاء کو مسلمانوں کی مخصوص علامت اور امتیازی نشان بنایا ہے جن کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے اوران کی وجہ سے مسلمان غیر مسلموں سے ممتاز ہوتے ہیں ان کو شعار کہا جاتا ہے۔ختنہ بھی اسلامی شعار ہے۔

درمختار میں ہے:

"والاصل ان الختان سنة كما جاء في الخبر وهومن شعائراسلام و خصائصه"۔(۱)

(۸) اجتماعی ترک پر قتال ومحاربہ

اگرکوئی ذاتی طور پر ختنہ کرنا چھوڑتا ہے تو یہ گناہ ہے لیکن اس سے ترک شعار لازم نہیں آتا لیکن اگرکوئی قوم اہل علاقہ یا اہل محلہ اجتماعی طور پر ختنہ چھوڑتے ہیں تو ان کو ختنہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا، اگر وہ مان جائیں تو درست ہے ورنہ وقت کا امام المسلمین ان کے خلاف باقاعدہ خروج کر کے قتال ومحاربہ کرسکتا ہے جیسے اذان شعار اسلام ہے اگر اہل محلہ اسے ترک کردیں تو ان کے خلاف قتال کیا جاتا ہے۔(۲)

محیط برہانی میں ہے:

"وانه من جملة السنن حتى قال:اذا اجتمع اهل المصر على ترك الختان يحار بهم الامام لان الختان سنة فيحاربهم في تركه كما يحار بهم في سائر السنن و كذا في فتح باب العناية"۔(۳)

---

(۱) الدرالمختار (۷۵۱/۶) مسائل شتى

(۲) الدرالمختار(۷۵۱/۶) مسائل شتى

(۳) المحيط البرهانى(۸۵/۸)

(۹) خون ہدر اور رائیگاں

اگر کسی نے ختنہ نہیں کرایا اور بالغ ہو گیا اور اسے ختنہ کرانے میں مشقت و تکلیف ہے اور نہ ہلاکت کا خطرہ تو اسے ختنہ پر مجبور کیا جائے گا لیکن یہ حاکم وقت کا کام ہے ہر شخص کا نہیں، حاکم نے اگر اس پر جبر کیا اور وہ مر گیا تو اس کا خون ہدر اور معاف ہے حاکم وقت پر قصاص ہے اور نہ دیت۔

فتاوی شامی میں ہے:

"لموته من فعل ماذون فيه شرعاً"۔(۱)

(۱۰) سخت تاکید

جمہور علماء اسلام کا اتفاق و اجماع ہے کہ ختنہ انتہائی موکد سنت ہے اور بعض اسے فرض کہتے ہیں۔ نیز ختنہ فطرت اسلام میں سے ہے اس کا ترک صحیح نہیں ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

"جمهور العلماء على ان ذلك من مؤكدات السنن ومن فطرة الاسلام التى لا يسع تركها فى الرجال و قالت طائفة: ذلك فرض"۔ (۲)

(۱۱) تارک ختنہ سے بائیکاٹ اور قطع تعلق

اگر کسی نے بلا عذر اپنا یا اپنی اولاد کا ختنہ ترک کیا ہے تو اس کے ساتھ بائیکاٹ اور قطع تعلق جائز ہے، اسے شادی اور غمی کے موقعہ پر نہ بلایا جائے اور نہ اس کے ہاں شریک ہو یا جائے۔

---

(۱) رد المحتار (۶/۷۵۲) مسائل شتی

(۲) تفسیر القرطبی (۱/۶۸) الجزء الثانی، البقرة: ۱۲۴

کفایت المفتی جدید میں ہے:

''اگر مناسب حد تک اس کے ساتھ سختی بھی کی جائے تو مضائقہ نہیں سختی سے صرف یہ مراد ہے کہ مسلمان اس کو اپنی تقریبات شادی وغمی میں شرکت کی دعوت نہ دیں، اس کے یہاں تقریبات میں شریک نہ ہوں''۔(۱)

(۱۲) ترک ختنہ گناہ کبیرہ ہے

مرد کا ختنہ نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے البتہ عورت کا ختنہ نہ کرنا برا نہیں ہے، ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے ترک ختنہ کو گناہ کبیرہ لکھا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

الکبیرۃ التاسعة و الثمانون بعد الثلثمأئة ترك ختان الرجل اوالمرأة بعد البلوغ كذا ذكر هذا بعضهم وله نوع وجه فی ترك ختان الذكرلما يترتب على ذلك من المفاسد التی من جملتها ترك الصلوة غالبا لان غير المختون لايصح استنجائه حتی يغسل الحشفة التی داخل القلفة لانهالماكانت مستحقة الازالة كان ماتحتهافی حكم الظاهرفوجب غسله والغالب فی احوال غيرالمختونين التساهل فی ذلك وعدم الاعتناء به فلاتصح صلوتهم فكان هذا هوملحظ من قال ان ذلك كبيرة واماكونه تركه فی حق الانثی فلا وجه له تم رأيت فی كلام اصحابنامايصرح بماذكرته و ذلك انهم حكواوجهين فی قبول شهادة الاقلف،قال بعض شراح المنهاج والكمال الدميری والصحيح انا ان اوجبنا الختان فتركه بلاعذرفسق انتهی فافهم ذلك ان الكلام انما هوفی الذكردون الانثی و ان الذكريفسق بترك الختان بلاعذرويلزم من فسقه بذلك كونه كبيرة ووجهه ماقدمته۔(۲)

---

(۱) کفایت المفتی جدید (۳۴۸/۳) کتاب الختان و الخفاض

(۲) الزواجر عن اقتراف الکبائر(ص ۳۵۹)

تین سو نواسی واں (۳۸۹) گناہ کبیرہ بلوغ کے بعد مرد یا عورت کا ختنہ کو ترک کرنا ہے، اسی طرح ہی اس کو بعض نے ذکر کیا ہے اور مرد کے حق میں ترک ختنہ کے گناہ کبیرہ ہونے کی ایک خاص وجہ ہے کہ اس پر کئی مفاسد مرتب ہوتے ہیں ان میں سے ایک اکثری طور پر نماز کا درست نہ ہونا بھی ہے کیونکہ غیر مختون جب تک قلفہ کے اندر حشفہ کو نہ دھوئے اس کا استنجاء صحیح نہیں کیونکہ قلفہ کا ازالہ ضروری ہے تو اس کے نیچے والا حصہ ظاہر کے حکم میں ہوگا اور اس کا دھونا واجب ہوگا اور غیر مختون حضرت کی اکثری حالت یہ ہے کہ وہ اس میں سستی کرتے ہیں اور توجہ نہیں دیتے لہٰذا ان کی نماز صحیح نہ ہوگی اور جن لوگوں نے ترک ختنہ کو گناہ کبیرہ کہا ہے لگتا ہے کہ انہوں نے اس بات کو مدنظر رکھا ہے جہاں تک عورت کے حق میں ترک ختنہ کے گناہ کبیرہ ہونے کا تعلق ہے تو اس کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔

(۱۳) ازالۃ الاذی اور ختنہ

عن سلمان بن عامر الضبیؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: مع الغلام عقیقة فاهر یقوا عنه دما و امیطوا عنه الاذی رواہ البخاری۔ (۱)

صحیح بخاری میں سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غلام کے ساتھ عقیقہ ہے لہٰذا اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف کو دور کرو۔

تکلیف دور کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے اختلاف ہے:

(۱) سر کے بال اتارنا۔

(۲) ولادت کے وقت بچے پر جو گندگی اور میل کچیل ہوتی ہے اس کا پاک کرنا مراد ہے

(۳) ختنہ مراد ہے۔ (۲)

(۱) مشکوۃ المصابیح (۲/۳۶۳) باب العقیقة

(۲) مرقاۃ المفاتیح (۸/۱۵٤)

اس سے ختنہ کی اہمیت بھی واضح ہوگئی۔

سلف صالحین کے اقوال وفتاویٰ

غیر مختون کا ذبیحہ مکروہ ہے۔
غیر مختون کی شہادت مردود ہے۔
غیر مختون کی نماز غیر مقبول ہے۔

عن قتادة قال كان ابن عباس رضي الله عنه يكره ذبيحة الاغرل ويقول: لاتجوز شهادته ولا تقبل صلوته۔(۱)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ غیر مختون کے ذبیحہ کو مکروہ سمجھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ غیر مختون کی گواہی جائز نہیں اور اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: لاتقبل صلوة رجل لم يختتن۔(۲)

بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے ختنہ نہیں کرایا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهذا يدل على انه كان يوجبه وان قوله الختان سنة ارادبه سنة النبی ﷺ الموجبة"۔

یعنی اس سے معلوم ہوا کہ بن عباسؓ ختنہ کو واجب اور ضروری سمجھتے ہیں اور روایات میں جو آتا ہے کہ ختنہ سنت ہے اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی سنت موجبہ ہے۔

"عن علقمة ان علياً كان لا يجيز شهادة الاقلف۔جمرة الجزری

(۱) مصنف ابن ابی شیبة (۳۳۹/۷) کتاب الاقضیة، باب فی شهادة الاقلف وفی مصنف عبدالرزاق (۴۸۲/۴) کتاب الحج باب فی ذبیحة الاقلف وكذا فی باب الفطرة و الختان (۱۷۵/۱۱)

(۲) السنن الکبری للبیهقی (۳۲۵/۸) کتاب الاشربة و الحد فیها، باب السلطان یكره الخ وكذافی مصنف عبدالرزاق (۱۷۵/۱۱) باب الفطرة والختان۔

ترکوہ،لا یجوز الاحتجاج بخبرہ"۔(۱)

علقمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غیر مختون کی گواہی جائز نہیں سمجھتے تھے۔

"وروی ابن جیب عن مالك:من ترکه من غیر عذرولاعلة لم تجز امامته ولاشهادته،ووجه ذلك عندی ان ترك المروة مؤثر فی ردالشهادة ومن ترك الاختتان من غیر عذر فقد ترك المروة فلم تقبل ستهادته"۔ (۲)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بلا عذر اور بغیر علت کے ختنہ چھوڑتا ہے نہ اس کی امامت جائز ہے اور نہ اس کی گواہی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی مروت والے عمل کو چھوڑنا ردشہادت میں مؤثر ہے اور جو شخص بلا عذر ختنہ چھوڑتا ہے وہ تارک مروّت ہے کیونکہ ختنہ مروّت میں شامل ہے لہٰذا اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔

مسلمانوں کے ہاں ختنہ کی اہمیت

اعتقاداً تو ختنہ فرض یا واجب نہیں ہے سنت اور شعار اسلام ہے لیکن ختنہ عملی اعتبار سے مسلمانوں کے ہاں بڑی اہمیت کا حامل ہے، مسلمان اسے واجب کی طرح سمجھتے ہیں اور کرتے ہیں، مسلمانوں کے عرف میں غیر مختون آدمی کو بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کا کوئی مقام ومرتبہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے عرف عام میں ختنہ کو ''مسلمانی'' یا ''سنتاں کرانا'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

امریکہ اور مغربی ممالک میں ختنہ

امریکہ میں ۸۵ فیصد بچوں کا ختنہ کرایا جاتا ہے پھر ان میں سے ۴۵ فیصد ڈاکٹر بچے کو سن کئے بغیر ختنہ کرتے ہیں اور چالیس فیصد سن کر کے، امریکہ میں ختنہ کا عمل تقریباً ۱۸۷۰ میں

(۱) السنن الکبری للبیهقی(۳۲۵/۸) کتاب الاشربة والحدفیها،باب السطان بکره

(۲) اوجزالمسالك(۲۳۹/۱۴) باب ماجاء فی السنة فی الفطرة،

شروع ہوا تھا اور ڈاکٹروں اور ماہرین نے اس کے مختلف فائدے بیان کئے تھے:

۱)......ختنہ سے بچوں میں خود لذتی کی عادت ختم ہوتی ہے۔

۲)......ختنہ کی وجہ سے مردانہ عضو کی صفائی آسان ہو جاتی ہے۔

۳)......ختنہ کی وجہ سے گھونگٹ کی تنگی اور تکلیف کی شکایت لاحق نہیں ہوتی۔

۴)......ختنہ کی وجہ سے ایڈز کے HIV وائرس کی چھوت سے تحفظ حاصل ہوتا ہے کیونکہ اسے گھونگٹ میں گھس کر پیر جمانے کا موقعہ نہیں ملتا۔

۵)......ختنہ کی وجہ سے نومولود اپنی زندگی کے ابتدائی کم از کم چھ ماہ تک پیشاب کے انفیکشن سے محفوظ رہتا ہے۔

کنیڈا میں ختنہ کی شرح ۴۰ فیصد اور برطانیہ میں اس وقت صرف ایک فیصد ہے البتہ اب اکثر ممالک میں اس کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے بعض ممالک میں ایسا بھی ہونے لگا ہے کہ جن بچوں کا بچپن میں ختنہ نہیں ہوا ہوتا وہ شعور کو پہنچ کر خود اپنا ختنہ کرا لیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ختنہ سے جنسی طور پر آسودگی حاصل ہوتی ہے اور ہم نے ختنہ سے قبل اور اس کے بعد کی جنسی عمل میں واضح فرق پایا ہے بلکہ اب تو بعض معربی ممالک میں بڑی عمر کے افراد بھی خود اپنا ختنہ کروانے لگے ہیں اگر چہ بڑی عمر میں ختنہ کا عمل زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

ختنہ کی شرعی حیثیت

مردوں کے ختنہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ واجب ہے یا سنت؟ اس پر جمہور کا اتفاق ہے مرد کے ختنہ کی عورت کے ختنہ کی بنسبت تاکید زیادہ ہے لیکن تاکید کتنی ہے اس بارے میں اختلاف ہے۔

احناف کا مذہب

احناف کثر اللہ سوادہم کے ہاں مردوں کا ختنہ سنت مؤکدہ اور شعائر اسلام میں سے

ہے۔

۱)......درمختار میں ہے:

"و الاصل ان الختان سنة كما جاء فى الخبروهومن شعائر الاسلام و خصائصه"۔(۱)

محیط برہانی میں ہے:

"وانه من جملة السنن حتى قال: اذا اجتمع اهل المصر على ترك الختان يحاربهم الامام لان الختان سنة، فيحاربهم فى تركه كما يحاربهم فى سائر السنن"۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

"واختلفوا فى الختان قيل: انه سنة وهوالصحيح كذا فى الغرائب"۔

مالکیہ کا مذہب

مالکیہ کے ہاں مردوں کا ختنہ سنت مؤکدہ ہے اور بعض جگہ واجب لکھا ہے لیکن دوسرے فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ یہاں واجب مؤکد کے معنیٰ میں ہے۔

۱)......شیخ محمد بن عرفہ الدسوقی لکھتے ہیں:

باب العقيقة و حكمها ...... وهوفى الذكور سنة و اما خفاض الانثى فمندوب۔

۲)......رسالۃ ابن ابی زید القیروانی میں ہے:

(۱) الدرالمختار (۱/٦ ۷۵) مسائل شتى، قبل كتاب الفرائض،

(۲) المحيط البرهانى(۸/۸۵) كتاب الكراهية و الاستحسان، الفصل العشرون فى الختان الخ

(۳) الهندية(۵/٤٣٦) كتاب الكراهية، باب الختان

(٤) حاشية الدسوقى علىٰ شرح الكبير (٦:۳۹۱)

بـاب فـى الفطرة والختان وحلق الشعرالخ والختان للرجال سنة والخفاض للنساء مكرمة۔ (١)

۳)......احمد بن غنیم بن سالم النفراوی فرماتے ہیں:

وخامسة الخصال الختان للرجال فانه سنة مؤكدة فى حق الصغير و الكبير المتضح الذكورة ...... (مكرمة) بضم الراء وفتح الميم اى كرامة بمعنى مستحب۔(٢)

۴)......حاشیۃ العدوی میں ہے:

والختان سنة فى الذكور وكذا عبر فى اخر الكتاب و زادهنا(واجبة) اى موكدة لمافى الصحيحين انه ﷺ قال الفطرة خمس ......الخ(٣)

شافعیہ کا مذہب

ختنہ کی شرعی حیثیت کے بارے فقہاء شافعیہ کے تین اقوال ہیں:

۱)......مرد اور عورت دونوں کا ختنہ واجب ہے۔

۲)......دونوں کے لئے سنت ہے۔

۳)......مرد کے لئے واجب اور عورت کے لئے سنت ہے لیکن صحیح اور مفتیٰ بہ قول پہلا ہے کہ مردوں اور عورتوں کا ختنہ واجب اور فرض ہے اور اس کی بڑی تاکید ہے۔ اگر عاقل بالغ آدمی ختنہ کی طاقت رکھنے کے باوجود ختنہ نہیں کرتا تو امام وقت اسے ختنہ کرانے پر مجبور کرے گا اور وہ شخص جبر سے ہلاک ہوگیا تو امام وقت پر ضمان بھی ہے یا نہیں؟ اس بارے کچھ تفصیل ہے جو کتب شافعیہ کی طرف مراجعت سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

---

(٢) رسالة ابن ابى زيد القيرانى......... مع شرحه الفواكه الدوانى(١٨١/٨)

(٢) شرح الفواكه الدوانى (١٨٦/٨)

(٤) حاشية العدوى على شرح كفاية الطالب الربانى(٤٢٢/٤) احكام الختان،

۱)......روضۃ الطالبین میں ہے:

الثالثة: الختان واجب فی حق الرجال و النساء و قیل سنة وقیل واجب فی الرجل سنة فی المرأة والصحیح هوالاول ۔(۱)

۲)......اسنی المطالب میں ہے:

"لابد من کشف جمیع الحشفة فی الختان للرجل......و الختان واجب"(۲)

۳)......مہذب وشرح مہذب میں ہے:

ویجب الختان لقوله تعالیٰ:ان اتبع ملة ابراهیم ......الخ

وفی المجموع شرح المهذب للنووی:(فرع) الختان واجب علی الرجال والنساء عندنا وبه قال کثیرون فی السلف کذا حکاه الخطابی وممن اوجبه احمد وقال مالك وابوحنیفة سنة فی الجمیع و حکاه الرافعی وجهالنا، و حکمی و جهاثالثا انه یجب علی الرجل و سنة فی المرأة و هذان الوجهان شاذان و المذهب الصحیح المشهور الذی نص علیه الشافعی و قطع به الجمهور انه واجب علی الرجال و النساء۔(٤)

۴)......شرح النووی میں ہے:

" وهوعند الشافعی واجب علی الرجال و النساء جمیعاً"۔(٥)

حنابلہ کا مذہب

حنابلہ کے ہاں مرد کا ختنہ واجب اور ضروری ہے اور یہی مفتیٰ بہ اور صحیح قول ہے۔

---

(۱) روضة الطالبین وعمدة المفتین (٤٨٧/٣) کتاب ضمان اتلاف الامام،

(۲) اسنی المطالب (١٩٠/٢٠) کتاب ضمان المتلفات،

(۳) المهذب مع المجموع (٢٩٧/١) کتاب الطهارة

(٤) المجموع شرح المهذب للنووی (٣٠٠/١)

(٥) شرح النووی علی صحیح المسلم(١٢٨/١)باب خصال الفطرة

۱)......المغنی میں ہے:

"فاما الختان فواجب على الرجال و مكرمة فى حق النساء ليس بواجب عليهن وهذا قول كثير من اهل العلم ......" (١)

۲)......الفروع میں ہے:

ويجب الختان و عنه على غير امرأة وعنه يستحب،قال شيخنا:يجب اذا و جبت الطهارة و الصلوة ...... وفى الفصول : يجب اذالم يخف عليه التلف فان خيف فنقل حنبل يختتن فظاهره يجب لانه قل من يتلف منه، قال ابوبكر: و العمل على مانقله جماعة ......الخ(٢)

۳)......الانصاف میں ہے:

" ...... قوله (ويجب الختان)هذاالمذهب مطلقاً وعليه جماهيرالاصحاب و جزم به فى الهداية والمذهب ومسبوك الذهب والخلاصة و الوجيز و المنور و المنتخب و غيرهم وقدمه فى الفروع والمحرر و المستوعب و الرعايتين و الحاويين وجمع البحرين وغيرهم۔وعنه يجب على الرجال دون النساء...... وعنه لايجب مطلقاً اختاره ابن ابى موسى،قال ابن تميم:قال ابن ابى موسى: هوسنة للذكور"۔(٣)

(۴)شرح منتہی الادارات میں ہے:

"(ويجب ختان ذكر) باخذ جلدة الحشفة وقال جمع : ان اقتصر على اكثرها جاز (ويجب ختان انثى)باخذجلدة فوق محل الايلاج تشبه عرف الديك......"۔(٤)

---

(١) المغنى على مختصر الخرقى(١/٨٤) كتاب الطهارة ، باب الانية ۔

(٢) الفروع لا بن مفلح (١/٩٨)

(٣) الانصاف (١/١٩١) كتاب الطهارة، باب السواك و سنة الوضوء

(٤) شرح منتهى الادارات (١/١٧٩) كتاب الطهارة، باب السواك وغيره من ......

۵)......کشاف القناع عن متن الاقناع میں ہے:

(ویجب ختان ذکر وانثی) لقوله علیه السلام لرجل اسلم : الق عنك شعر الکفرواختتن "۔(۱)

۶)......المغنی لابن قدامۃ میں ہے:

فصل : فاما الختان فواجب علی الرجال و مکرمة فی حق النساء ولیس بواجب علیهن، هذا قول کثیر من اهل العلم، قال احمد: الرجل اشد،وذلك ان الرجل اذالم یختتن فتلك الجلدة مدلاة علی الکمرة ولا ینقی ماثم، و المرأة اهون۔(۲)

وضاحت: احناف کے ہاں فرض اورواجب الگ الگ اصطلاحات ہیں لیکن شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں فرض اورواجب ایک ہی چیز ہے لہٰذا ختنہ ان حضرات کے ہاں فرض ہے۔

خلاصہ مذاہب

امام ابوحنیفہ اورامام مالک رحمہما اللہ کے ہاں مردوں کا ختنہ سنت مؤکدہ ہے اورامام شافعی اورامام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے ہاں واجب اورفرض ہے۔

ڈاکٹر وھبہ زحیلی لکھتے ہیں:

وهو سنة للرجل،مکرمة للمرأة عند الحنفیة والمالکیةلحدیث" الختان سنة فی الرجال، مکرمة فی النساء "وواجب عند الشافعیة والحنابلة للذکر والانثی ......الخ(۳)

ابن حزم رحمہ اللہ کے ہاں ختنہ مستحب ہے:

(۱) کشاف القناع عن متن الاقناع (۱/۲۲۲) کتاب الطهارة،باب السواك وغیره، فصل فی الامتشاط والادهان

(۲) المغنی لابن قدامة (۱/۸۷) کتاب احکام المیاه، فصول فی الفطرة،

(۳) الفقه الاسلامی وادلته (۱/۴۶۱) کتاب الطهارة المبحث الثانی۔

"السواك مستحب و لو امكن لكل صلوة لكان افضل، و نتف الابط و الختان و حلق العانة و قص الاظفار و اما قص الشارب ففرض"۔(۱)

دلائل وجوب

پہلی دلیل:

وہ تمام احادیث وروایات ہیں جن میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نومسلموں کو ختنہ کا حکم اور امر فرمایا، ان میں امر کا صیغہ آیا ہے اور امر وجوب کے لئے آتا ہے، اِس بارے قولی اور فعلی دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں۔ وہ احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)......عن عثیم بن کلیب عن ابیه عن جده انه جاء الی النبی ﷺ فقال: قد اسلمت، فقال له النبی ﷺ: الق عنك شعر الكفر يقول: احلق، قال واخبرنی آخر ان النبی ﷺ قال لا خر معه الق عنك شعر الكفر و اختتن۔(۲)

عثیم بن کلیب اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو نبی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ حلق کرواور کفر کے بال اتاردو اور ایک روایت میں ہے کہ ختنہ کراؤ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں مذکورہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

" مع ماتقرران خطابه للو احديشمل غيره حتى يقوم دليل الخصوصية'(۳)

یعنی یہ حکم اگرچہ ایک شخص کو ہے لیکن ایسے مواقع میں آپ علیہ السلام کا خطاب سب کو شامل ہوتا ہے، جب تک خصوصیت کی دلیل قائم نہ ہو۔

---

(۱) المحلی لابن حزم رح(۲/۲۱۸) کتاب الطهارة، باب الفطرة، رقم المسئله ۲۷۰

(۲) سنن ابی داود(۱/۶۳) کتاب الطهارة، باب فی الرجل یسلم فیؤمر بالغسل،

(۳) فتح الباری (۱۰/۴۱۹) کتاب اللباس باب قص الشارب

(۲)عن غنیم بن کلیب عن ابیه انه جاء الی النبی ﷺ فقال: قداسلمت فقال:الق عنك شعر الکفر،یقول:احلق،واخبرنی اخرمعه ان النبی ﷺ قال لاخر: الق عنك شعرالکفرو اختتن۔(۱)

(۳)عن ابی هریرة رضی الله عنه ان النبی ﷺقال:من اسلم فلیختتن، ذکره الحافظ ابن حجر فی التلخیص الحبیر ولم یضعفه۔(۲)

و اخرج البیهقی عن الزهری عن النبی ﷺقال: من اسلم فلیختتن۔(۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جوآدمی مسلمان ہوتواسے ختنہ کرانا چاہیے۔

(٤)عن الزهریؒ قال:قال رسول الله ﷺ:من اسلم فلیختتن ولو کان کبیرا رواه حرب بن اسماعیل۔(٤)

امام زہریؒ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جوشخص مسلمان ہوتو اسے چاہیے کہ ختنہ کرائے اگرچہ بالغ اور بڑا ہو۔

وکان عطاء یقول: لایتم اسلامه حتی یختتن وان بلغ ثمانین سنة۔(٥)

حضرت عطاء فرماتے تھے کہ نومسلم کا اسلام مکمل نہیں جب تک ختنہ نہ کرائے اگرچہ وہ اسی سال کا ہو۔

(٥) حدثتنا عجوز من اهل الکوفة۔ جدة علی بن غراب قالت: حدثتنی ام المهاجر قالت:سبیت فی جواری من الروم فعرض علینا عثمان الاسلام فلم یسلم مناغیری وغیراخری فقال عثمان:اذهبوا فاخفضوهما

(۱) مسنداحمد(٥/۲٥۹) رقم الحدیث (۱٥٤۳۲) مسند المکیین، مسند ابی کلیب

(۲) الفقه الاسلامی وادلته(۱/۳٦۱)الطهارت،سنن الفطرة الخمسة۔

(۳) الدرالمنثور(۱/۲٥۳) سورة البقرة الایة ۱۲٤)

(٤) التلخیص الحبیر(٥/۲۲۱)کتاب الختان،

(٥) تفسیرالقرطبی(۱/٦۹)البقرة:۱۲٤)

وطهروهما (ضعيف) (۱)
امام مہاجر کہتی ہیں میں روم کی چند عورتوں کے ساتھ قید ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے ہم پر اسلام پیش کیا لیکن ان میں سے صرف میں اور ایک اور عورت مسلمان ہوئیں، حضرت عثمانؓ نے خدام سے فرمایا کہ انہیں لیجاؤ، ان کا ختنہ کراؤ اور انہیں پاک کراؤ۔

(٦) قتادة قال كان رسول الله ﷺ يا مر من اسلم ان يختتن وان كان ابن ثمانين سنة۔ رواه الطبراني في الكبير ورجاله ثقات۔(۲)
قتادہ کہتے ہیں نبی علیہ اسلام نومسلم کو ختنہ کا امر فرماتے اگر چہ وہ اسی سال کا ہوتا۔

(۷) عن علي بن الحسين بن علي عن ابيه علي قال: وجدنا في قائم سيف رسول الله ﷺ في الصحيفة ان الاقلف لا يترك في الاسلام حتى يختتن ولو بلغ ثمانين سنة و هذا حديث ينفرد به اهل البيت عليهم السلام بهذا الاسناد۔(۳)
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار میں رکھے ہوئے ایک صحیفہ میں پڑھا کہ اسلام میں غیر مختون کو نہیں چھوڑا جائے گا جب تک وہ ختنہ نہ کرے، اگر چہ اس کی عمر اسی سال ہو جائے۔

دوسری دلیل:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے اسی سال کی عمر میں کلہاڑے سے ختنہ کرایا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک سو بیس سال کی عمر میں ختنہ کرایا تھا اور بعض میں ہے کہ کلہاڑے

---

(۱) الادب المفرد (ص ۳۳۲) باب خفض المرأة رقم الحديث ۱۲۸۱) و باب ختان الاماء رقم الحديث ۱۲۸۵)
(۲) مجمع الزوائد (۱/ ۱۱۷) من امداد الاحكام (٤/٤٠٧)
(۳) السنن الكبرى للبيهقي ايضا (۸/۳۳۵) وكذافي كنز العمال (۱۸۱/۱٦) الفصل الثالث في الختان، كتاب النكاح

سے ختنہ کرانے کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کو سخت تکلیف ہوئی (ان احادیث کے حوالے پہلے آ چکے ہیں)، اس سے معلوم ہوا کہ ختنہ ابراہیم علیہ السلام کے دین میں واجب تھا اور قرآن کریم میں حضرات ابراہیم علیہ اسلام کی اتباع واقتداء کا حکم ہے اوراس بارے امر کا صیغہ آیا ہے اورامر وجوب کے لئے آتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ:

۱)......﴿قُلۡ بَلۡ مِلَّةَ اِبۡرَاهِيۡمَ حَنِيۡفاً﴾(۱)

۲) ......﴿قُلۡ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوۡا مِلَّةَ اِبۡرَاهِيۡمَ حَنِيۡفًا﴾(۲)

۳) ......﴿ثُمَّ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا﴾(۳)

امام بیہقیؒ نے اس دلیل کو احسن انحج کہا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ویجب الختان لقوله تعالیٰ: بان اتبع ملة ابراهيم حنيفاوروى ان ابراهيم ﷺ ختن نفسه بالقدوم ۔(۵)

ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والدليل على وجوبه ان ستر العورة واجب فلولاان الختان واجب لم يجز هتك حرمة المختون بالنظر الى عورته من اجله ۔(٦)

تیسری دلیل:

مقام ختنہ بالاتفاق ستر اور ننگیز ہے بلکہ عورت غلیظہ ہے اوراپنا ستر کسی کے سامنے کھولنا

(۱) البقرة: ۱۳۵

(۲) آل عمران : ٦٧

(۳) النحل : ۱۲۳

(٤) السنن الكبرى (۳۲۵/۸) كتاب الاشربة وفتح البارى(٤١٩/١٠) كتاب اللباس

(۵) المجموع (٢٩٧/١) كتاب الطهارة۔

(٦) المغنى (٨٤/١) فصول فى الفطرة۔

اور دوسرے کا موضع ستر دیکھنا بالاتفاق حرام ہے، ختنہ میں موضع ستر کو کھولا اور دیکھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود شریعت نے اجازت دی ہے بلکہ بالغ کا ختنہ کرانا ہو تو بھی کشف عورت درست ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ختنہ واجب اور ضروری ہے، اگر واجب نہ ہوتا تو اس کے لئے حرام کے ارتکاب کی اجازت نہ دی جاتی۔

"ولانه لو لم يكن واجبا لما كشفت له العورة لان كشف العورة محرم فلما كشفت له العورة دل على وجوبه"۔(۱)

یہ استدلال ابو العباس بن سریج رحمہ اللہ کا ہے۔

"واستدل ابن سريح على وجوبه بالاجماع على تحريم النظر الى العورة وقال: لولا ان الختان فرض لما ابيح النظر اليها من المختون"۔(۲)

ابن العربی رحمہ اللہ نے یہ استدلال یوں بیان کیا ہے کہ کشف ستر حرام ہے اور حرام کی اباحت صرف واجب کے لئے ہوتی ہے۔

"ورای مالك (الصحيح الشافعي) انه فرض، لا نه تكشف له العورة ولا يباح الحرام الا للواجب"۔(۳)

ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والدليل على وجوبه ان ستر العورة واجب فلولا ان الختان واجب لم يجز هتك حرمة المختون بالنظر الى عورته من اجله "۔(٤)

چوتھی دلیل:

اگر کوئی باپ اپنے بچے کا اور مالک اپنے غلام کا ختنہ نہ کرے تو حاکم وقت انہیں بچے اور غلام کے ختنہ پر مجبور کر سکتا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ختنہ واجب ہے۔

(۱) المهذب مع المجموع (۱/۲۹۷) كتاب الطهارة،
(۲) احكام القرآن للقرطبى (۱/۶۸) الجزء الثانى، البقرة: ۱۲٤
(۳) احكام القرآن له (۱/٤٦) البقرة: ۱۲٤)
(٤) المغنى (۱/۸٤) فصول فى الفطرة۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے السنن الکبری، کتاب الاشربۃ والحد فیھا میں باب باندھا ہے:

"باب السطان یکره علی الاختتان او الصبی وسیدالملوك یا مران به وما ورد فی الختان"۔(١)

بعض نسخوں میں ''الصبی'' کی جگہ ''الولی'' ہے اس باب سے امام بیہقیؒ کا مقصود یہ ہے کہ ولی، باپ اور مولیٰ کو بچے اور غلام کے ختنہ کا تاکیدی حکم ہے، اگر وہ اسے پورا نہ کریں تو سلطان ان کو مجبور کرسکتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ختنہ واجب ہے۔

ابن الترکمانیؒ فرماتے ہیں:

"قلت:مذهبه ان الختان واجب و مقصوده من هذا الحديث الاستدلال على ذلك"۔(٢)

یعنی امام بیہقی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ختنہ واجب ہے اور اس باب میں پہلی حدیث سمیت جو احادیث ذکر کی ہیں ان سے وجوب پر استدلال کرنا ہے۔

"يجبر الامام البالغ العاقل على الختان اذا احتمله و امتنع منه"۔ (٣)

پانچویں دلیل:

ختنہ شعائر اسلام میں سے ایک شعار ہے اور شعائر اسلام سب واجب ہیں جیسے کلمہ، لہٰذا ختنہ بھی واجب ہے۔ یہ استدلال علامہ خطابی رحمہ اللہ کا ہے۔

مغنی ابن قدامہ میں ہے:

"ولانه من شعار المسلمين فكان واجباً كسائر شعارهم"۔(٤)

---

(١) السنن الكبرى (٣٢٣/٨)

(٢) الجوهر النقى (٣٢٣/٨) على هامش البيهقى

(٣) اسنى المطالب(١٩٦/٢٠) كتاب ضمان المتلفات

(٤) المغنى لابن قدامة (١/ ٨٤) فصول فى الفطرة ، كتاب الطهارة ـ وكذا فى الفقه الاسلامى وادلته (١/ ٤٦١) سنن الفطرة الخمس۔

اوجز المسالک میں ہے:

"والاستدلال بکونه شعارا سبقه الخطابی"۔(۱)

عمدۃ القاری میں ہے:

"قیل الختان فرض لانه شعار الدین کالکلمة"۔(۲)

چھٹی دلیل:

اصول یہ ہے کہ انسان کا کوئی عضو سلیم صرف واجب امر کے لئے کاٹا جاسکتا ہے اس کے علاوہ کے لئے نہیں جیسے انسان کی صحیح سالم انگلی عام حالات میں کاٹنا جائز نہیں ہاں، اگر اس نے کسی کی انگلی کاٹ ڈالی تو قرآن وسنت کی رو سے قصاص واجب ہے اور قصاص میں اس کی صحیح انگلی کاٹی جائے گی۔

اس اصول کی روشنی میں موضع ختنہ بھی سالم اور صحیح عضو ہے اور شریعت کی رو سے ختنہ میں اسے کاٹنا جائز ہے، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کہ ختنہ واجب ہے، اگر ختنہ واجب نہ ہوتا تو سلیم عضو کا قطع بھی جائز نہ ہوتا۔

قالوا:الختان قطع عضوسلیم فلولم یجب لم یجز کقطع الاصبع فان قطعه اذاکانت سلیمة لایجوز الااذاوجب بالقصاص۔(۳)

ساتویں دلیل:

اصول یہ ہے کہ اعضاء انسانی کی دو اقسام ہیں:

۱)......وہ اعضاء جنہیں اگر کاٹا جائے تو ان کا بدل اور خلیفہ بن سکتا ہے جیسے بال، ناخن وغیرہ ایسے اعضاء کو سنت عمل کے لئے کاٹنا درست ہے۔

۲)......وہ اعضاء کہ اگر ان کو کاٹا جائے تو ان کا بدل اور خلیفہ نہ بنتا ہو جیسے ہاتھ، انگلی

---

(۱) اوجز المسالك(۲۳۹/٤)باب ماجاء فی السنة من الفطرة

(۲) عمدة القاری (۸۹/۱۵) کتاب اللباس، باب قص الشارب،

(۳) المجموع شرح المهذب (۳۰۰/۱) کتاب الطهارة

وغیرہ، ایسے اعضاء کو صرف واجب عمل کے لئے کاٹا جا سکتا ہے۔ جیسے چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹنا، کیونکہ حد سرقہ واجب ہے۔ اور ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے اس کی جگہ دوسری کھال نہیں بنتی لہٰذا یہ دوسری قسم کے اعضاء میں شامل ہے اور شرعاً اس کا ختنہ میں کاٹنا درست اور ثابت ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ختنہ واجب ہے۔

اسنی المطالب میں ہے:

"والختان واجب ...... لا نه قطع عضو لایخلف فلا یکون الا واجباً کقطع الیدو الرجل"۔(۱)

فتح الباری میں ہے:

"الرابع احتج ابوحامدواتباعه کالماوردی بانه قطع عضولا یستخلف من الحبسد تعبدا فیکون واجباً کقطع الید فی السرقة"۔(۲)

آٹھویں دلیل:

انسان کا اپنے آپ کو ہلاک کرنا اور خودکشی کرنا حرام ہے اسی طرح دوسرے کو ہلاک کرنا یا اس کے ساتھ ایسا عمل کرنا جس سے اس کی ہلاکت کا خطرہ اور خوف ہو جائز نہیں، اپنے آپ یا دوسرے کا معرض ہلاکت میں ڈالنا صرف واجب عمل کی تعمیل میں درست ہے

قال اللہ تعالیٰ: ﴿ وَ لَا تُلْقُوْا بِأَیْدِیْکُمْ إِلَی التَّهْلُکَةِ ﴾(۳)

اور ختنہ کرانے سے بھی ہلاکت کا خطرہ موجود ہے اس کے باوجود ختنہ مشروع ہے، معلوا ہوا کہ ختنہ واجب ہے، اگر واجب نہ ہوتا شریعت اپنے آپ یا دوسرے کو ہلاکت میں ڈالنے کی اجازت نہ دیتی۔

اسنی المطالب میں ہے:

---

(۱) اسنی المطالب (۱۹۰۱۲۰) کتاب ضمان المتلفات،

(۲) فتح الباری (۴۱۹/۱۰)

(۳) البقرة: ۱۹۵

"و الختان واجب ...... ولانه جرح يخاف منه فلو لم يجب لم يجز"۔ (۱)

نویں دلیل

امام بیہقیؒ نے وجوب ختنہ پر یہ دلیل پیش فرمائی ہے کہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کا ذکر آیا ہے:

﴿ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ﴾(۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ کلمات دس اشیاء ہیں، پانچ سر میں ہیں:

(۱) مونچھیں تراشنا (۲) مضمضہ (۳) استنشاق (۴) مسواک (۵) مانگ نکالنا

اور باقی پانچ عام بدن میں ہیں:

(۱) ناخن کاٹنا (۲) زیر ناف بال کاٹنا (۳) ختنہ کرنا (۴) بغل کے بال نوچنا (۵) بول و براز کی جگہ کو پانی سے دھونا یعنی استنجاء کرنا۔

ان امور کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کا امتحان لیا اور اصول یہ ہے کہ امتحان عام طور پر واجب چیز میں لیا جاتا ہے لہٰذا دوسرے امور کی طرح ختنہ بھی واجب ہے۔

" قال اصحابنا: والا بتلاء انما يقع فى الغالب بمايكون واجبا"۔(۳)

دسویں دلیل:

امام بیہقیؒ نے السنن الکبری (۳۲۳/۸) کتاب الاشربۃ، باب السلطان یکرہ الخ قائم کر کے وجوب ختنہ پر حدیث الفطرۃ خمس الخ سے استدلال کیا ہے، وجہ استدلال شاید یہ ہے کہ اس حدیث میں الفطرۃ واجب کے معنی میں لیا ہے۔

گیارویں دلیل

قلفہ کی وجہ سے نجاست اندر جمع ہو جاتی ہے اور جب نجاست اندر ہوگی تو نماز درست نہ

(۱) اسنى المطالب (۲۰/۱۹۰) كتاب ضمان المتلفات

(۲) البقرة: ۱۲٤

(۳) السنن الكبرى (۳۲۵/۸) كتاب الاشربة و الحدفيها۔

ہو گی جیسا کہ اگر کوئی نجاست منہ کے اندر جمع ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ گویا نماز جو کہ فرض ہے ختنہ پر موقوف ہے اور فرض کا موقوف علیہ بھی فرض ہوتا ہے لہٰذا ختنہ بھی فرض ہے۔

فتح الباری میں ہے:

"و استدل من اوجب الاختتان بادلة: الاول ان القلفة تجسس النجابة فتمنع صحةالصلوة كمن امسك نجاسة بفمه"۔ (۱)

بارویں دلیل

امام ماوردیؒ فرماتے ہیں کہ ختنہ میں سخت تکلیف اور درد ہوتا ہے اور کسی انسان کو سخت تکلیف دینے کے تین اسباب ہیں (۱) مصلحت (۲) عقوبت وسزا (۳) وجوب، ختنہ میں پہلے دونوں اسباب موجود نہیں لہٰذا آخری سبب متعین ہے اور ختنہ واجب ہے۔

"الخامس: قال الماوردی: فی الختان ادخال الم عظیم علی النفس وهو لایشرع الافي احدی ثلاث خصال: لمصلحة اوعقوبة اووجوب وقد انتفی الاولان فثبت الثالث"۔(۲)

آثار صحابہ وسلف سے استدلال

(۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ نقل کیا گیا ہے کہ غیر مختون کا ذبیحہ مکروہ ہے اس کی گواہی جائز نہیں اور اس کی نماز مقبول نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ السنن الکبری (۳۲۵/۸) کتاب الاشربۃ میں مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وھذا یدل علی انہ کان یوجبہ وان قولہ الختان سنۃ اراد بہ سنۃ النبی ﷺ الموجبۃ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ختنہ کو واجب سمجھتے تھے، اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ بعض احادیث میں ختنہ کو سنت کہا گیا ہے، امام بیہقی اس کا جواب دیتے

(۱) فتح الباری (۴۱۸/۱۰) کتاب اللباس، باب قص الشارب

(۲) فتح الباری (۴۱۹/۱۰) کتاب اللباس.... باب قص الشارب

ہیں کہ ان احادیث میں سنت سے سنت موجبہ مراد ہے۔

(۲) علقمہ سے مروی ہے:

" عن علقمة ان علیاً کان لایجیز شهادة الاقلف"۔(۱)

حضرت علقمہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غیر مختون کی گواہی کو جائز قرار نہیں دیتے تھے۔

دلائل سنیت

حنفیہ، مالکیہ اور جمہور علماء اسلام کے ہاں مردوں کا ختنہ سنت مؤکدہ ہے، ان حضرات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

دلیل اول:

متعدد احادیث میں ختنہ کو "امور فطرت" میں سے شمار کیا گیا ہے، ایسی تمام روایات ہم نے پہلے عنوان " امور فطرت کی تعداد" کے تحت ذکر کر دی ہیں۔فطرت سے کیا مراد ہے؟ اس بارے صحیح قول اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ فطرت سے مراد سنت ہے لہٰذا ختنہ بھی سنت ہے۔ یہاں چند شہادات ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واماالفطرة فقداختلف فی المراد بها هنا فقال ابوسليمان الخطابی: ذهب اكثر العلماء الی انها سنة و كذا ذكر جماعة غير الخطابی، قالوا: و معناه انها من سنن الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم"۔(۲)

(۲) حدیث ولغت کے امام ابن الاثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ومنه الحديث "عشرمن السنة"یعنی سنن الانبياء عليهم السلام التی امرنا

(۱) السنن الکبری للبیهقی(۸/۳۲۵) کتاب الاشربة الخ

(۲) شرح المسلم (۱/۱۲۸) کتاب الطهارة باب خصال الفطرة

ان نقتدى بهم فيها"۔(۱)

(۳) علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الفطرة قال الخطابی: ذهب اكثر العلماء الى ان المرادبها السنة و قيل هى الدين"۔(۲)

بلکہ بعض احادیث میں الفطرۃ کی جگہ السنۃ کے الفاظ آئے ہیں مستخرج ابوعوانہ میں ہے:

"عشر من السنة"۔(۳)

امام نسائیؒ نے سنن نسائی، کتاب الزینۃ میں باب قائم کیا ہے: من السنن الفطرة اس میں حدیث لائے ہیں:

"عن طلق بن حبيب قال عشرة من السنة السواك وقص الشارب و المضمضة والا ستنشاق وتوفير اللحية و قص الاظفار و نتف الابط و الختان و حلق العانة و غسل الدبر"۔ (٤)

دلیل ثانی:

بعض احادیث میں مردوں کے ختنہ کو صراحۃً سنت کہا گیا ہے۔

(۱) حدثنا عبد الله حدثنى ابى، حدثنا سريج حدثنا عباد يعنى بن العوام عن الحجاج عن ابى المليح بن اسامة عن ابيهؓ ان النبى ﷺ قال: الختان سنة للرجال مكرمة للنساء۔ (٥)

حضرت اسامہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے اعزاز ہے۔

---

(۱) النهاية (۳/٤٥٧) باب الفاء مع الطاء

(۲) الديباج على صحيح مسلم بن حجاج (۱/۲۸٤) باب خصال الفطرة

(۳) فتح البارى (۱۰/٤١٤) كتاب اللباس، باب قص الشارب

(٤) سنن نسائى (۲/۲۷۳) كتاب الزينة ميں

(٥) مسنداحمدبن حنبل (۷/۳۸۱) مسند اسامة الهذلى ، رقم الحديث (۲۰۷٤٤)

(٢) (لعله الولى) و سيد المملوك يأمران به و ماورد فى الختان اخبرنا ابوبكر بن الحارث الفقيه انبأنا ابو محمد بن حيان ثنا عبد ان ثنا ايوب الوزان ثنا الوليد بن الوليد ثنا ابن ثوبان عن محمد بن عجلان عن عكرمة عن ابن عباسؓ عن النبى ﷺ قال: الختان سنة للرجال مكرمة للنساء. هذا اسناد ضعيف و المحفوظ موقوف ۔(١)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ علیہ سے روایت ہے نبی علیہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے بہتر ہے۔

(٣)وفيها ايضاً اخبرناه هلال بن محمد بن جعفر الحفار انبأنا الحسين بن يحى بن عياش القطان ثنا ابراهيم بن مجشر ثنا وكيع بن الجراح عن سعيد بن بشير عن قتادة عن جابر بن زيد عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: الختان سنة للرجال و مكرمة للنساء۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے فضیلت ہے۔

واخبرناابو عبدالله الحافظ وابومحمد بن ابى حامد المقرى قالا حدثنا ابوالعباس محمد بن يعقوب ثنا ابراهيم بن سليمان البرلسى ثنا ابراهيم بن الحجاح ثنا حفص بن غياث عن الحجاج عن ابى المليح بن اسامة عن ابيه قال قال النبى ﷺالختان سنة للرجال و مكرمة للنساء۔ الحجاج بن ارطاة لا يحتج به وقيل عنه عن مكحول عن ابى ايوب وهومنقطع۔(٢)

(٤) وفيهاايضاً اخبرنا على بن محمد المقرى ابنأنا الحسن بن محمدبن اسحاق ثنا يوسف بن يعقوب ثنا محمد بن ابى بكر ثنا عبدالواحد بن زياد

(١) السنن الكبرى للبيهقى (٨/٣٢٥) كتاب الاشربة و الحد فيها ، باب السلطان يكره على الاختتان اوالصبى و كذا فى الطبرانى ١١ (١١٥٩٠)

(٢) السنن الكبرى للبيهقى(٨/٣٢٥)... كتاب الاشربة

ثنا حجاج عن مکھول عن ابی ایوب قال قال النبی ﷺ: الختان سنة للرجال و مکرمة للنساء۔(۱)

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے اکرام کاذریعہ ہے۔

(۵)حدثنا عباد بن العوام عن حجاج عن رجل عن ابی الملیح عن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: الختان سنة للرجال مکرمة للنساء۔ (۲)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے باعث تکریم ہے۔

تبصرہ وتحقیق

مذکورہ حدیث چار صحابہ کرامؓ سے مروی ہے:

(۱) اسامہ ہذلی یعنی اسامہ بن عمیر والدابی الملیح

(۲) عبداللہ بن عباس

(۳) ابوایوب انصاری

(۴) شداد بن اوس رضی اللہ عنہم اجمعین۔

لیکن اسامہ ہذلیؓ کی حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور حجاج معروف بکثرۃ الخطاء ہے، ابن عبدالبرؒ نے التمہید میں حدیث اسامہ کو حجاج کی وجہ

(۱) السنن الکبری للبیہقی (۸/۳۲۵)...کتاب الاشربة

(۲) مصنف ابن ابی شیبة (۱۳/۴۷۳) کتاب الادب، باب فی الختان من فعلها رقم الحدیث ۲۶۹۹۸) رواہ الطبرانی فی الکبیر (۷/۷۱۱۲، ۷۱۱۳) وابن ابی حاتم فی علل الحدیث (۲۲۳۱) من طریق حجاج عن ابی الملیح عن ابیه، عن شداد به ولم یذکر "الرجل"

سے ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس حدیث کا مدار حجاج پر ہے۔(۱)

امام بیہقیؒ نے بھی حجاج کو ضعیف قرار دیا ہے، حجاج بن ارطاۃ لا یحتج بہ اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث منقطع بھی ہے اور اس میں بھی حجاج موجود ہے لہٰذا یہ حدیث دو وجہ سے ضعیف ہوئی اور شداد بن اوس کی حدیث تین وجوہ سے ضعیف ہے:

(۱) اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ہے۔

(۲) حجاج کا شیخ مجہول ہے۔

(۳) ابو ملیح اور حضرت شداد کے درمیان انقطاع ہے۔

اور حدیث ابن عباس کے تین طرق ہیں:

(۱) طبرانی اور بیہقی کا طریق ابن ثوبان عن ابن عجلان عن عکرمۃ عن ابن عباس اور امام بیہقیؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور فرماتے ہیں المحفوظ موقوف یعنی صحیح اور محفوظ یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے اور ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رواته موثقون الاان فيه تدليسا"۔(۲)

یعنی اسکے راوی ثقہ ہیں لیکن اس میں تدلیس ہے۔

(۳) طریق طبرانی اس میں ابو الصباح عبد الغفور بن سعید الانصاری الواسطی متروک اور متہم راوی ہے، یہی وجہ ہے کہ امام بیہقیؒ نے حدیث ابن عباس کو موقوفاً صحیح کہا ہے اور ابو حاتم رازیؒ نے مکحول کی مرسل روایت کو ترجیح دی ہے۔(۳)

البتہ حافظ عسقلانی نے ابن عبد البر کا تعاقب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حدیث ابن عباس طریق حجاج کے علاوہ سے بھی منقول ہے، شاید حافظ صاحبؒ کا مطلب یہ ہو کہ مذکورہ حدیث الگ الگ تو ضعیف ہے لیکن اس کے طرق مختلف ہیں لہٰذا اس سے مجموعی طور پر استدلال کرنا درست ہے۔(۴)

---

(۱) التمهيد(۲۱/۹۵) (۲) التلخيص الحبير(۸۲/٤)

(۳) معجم الطبرانی(۱۱-۱۲۰۰۹)

(٤) تلخيص الحبير(۸۲٤)

نیز امام سیوطی رحمہ اللہ نے ابن عباسؓ کی روایت کو حسن کہا ہے۔

"قال السیوطی: اسناده حسن"۔(۱)

اسی طرح حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے ثابت نہیں لیکن اس کا شاہد موجود ہے۔

"ان الحدیث لایثت لانه من روایة حجاج بن ارطاة ولایحتج به اخرجه البیهقی لکن له شاهد اخرجه الطبرانی فی مسند الشایین من طریق سعید بن بشر عن قتادة عن جابر بن زید عن ابن عباسؓ وسعید مختلف فیه واخرجه ابوالشیخ و البیهقی من وجه اخر عن ابن عباس و اخرجه البیهقی ایضا من حدیث ابی ایوب"۔(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ ابن حجرؒ اس حدیث کو شواہد کی بناء پر قابل استدلال سمجھتے ہیں۔

اعتراض اور اس کا جواب:

اس استدلال پر حافظ صاحبؒ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں سنت کا لفظ آیا ہے اور اصول یہ ہے کہ حدیث میں سنت کا لفظ آئے تو ضروری نہیں کہ واجب کے مقابلہ میں ہو اس بارے مزید ردوقدح حافظ صاحبؒ ہی کی عبارت میں ملاحظہ ہو۔

"وهذا لاحجة فیه لما تقرر ان لفظ السنة اذاورد فی الحدیث لایرادبه التی تقابل الواجب لکن لما وقعت التفرقة بین الرجال والنساء فی ذلك دل علی ان المراد افتراق الحکم وتعقب بانه لم ینحصر فی الوجواب فقد یکون فی حق الذکور آکد منه فی حق النساء اویکون فی حق الرجال للندب وفی حق النساء للا باحة"۔(۳)

اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ اربعہ وجوب ختنہ یا سنت ختنہ ہی کے قائل ہیں ان کے

---

(۱) عون المعبود (۱۰۵/۱٤) کتاب الادب

(۲) فتح الباری (٤۱۸/۱۰) کتاب اللباس، باب قص الشارب

(۳) فتح الباری (٤۱۸/۱۰) کتاب اللباس، باب قص الشارب

درمیان کسی واسطہ کے قائل نہیں ہیں، جب مذکورہ حدیث سے اتنی بات ثابت ہوگئی کہ مردوں کا ختنہ واجب نہیں ہے تو سنت خود بخود ثابت ہو جائے گی۔ اور اگر حافظ صاحب کی مراد یہ ہے کہ سنت وجوب کے مقابلہ میں نہیں، عام ہے واجب اور غیر واجب سب پر اطلاق ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ واجب اور سنت دو مختلف اصطلاحات ہیں، جس طرح واجب بول کر سنت بلا قرینہ مراد نہیں لیا جا سکتا، اسی طرح سنت بول کر واجب بھی بلا قرینہ مراد نہیں لیا جا سکے گا اور یہاں وجوب مراد لینے کا کوئی قرینہ موجود نہیں بلکہ اس کے مقابلہ میں عورتوں کے لئے مکرمہ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سنت اور مستحب میں مقابلہ مقصود ہے۔

دلیل ثالث:

ابن بطال رحمہ اللہ نے ختنہ کے عدم وجوب پر اس طرح استدلال کیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کو ختنہ کا حکم نہیں دیا، اگر ختنہ واجب ہوتا تو آپ ﷺ ان کو ضرور ختنہ کا حکم دیتے۔

یہ دلیل صرف قائلین وجوب کے خلاف جاتی ہے، سنت کی دلیل ''عدم القائل بالفصل'' کے اصول کے تحت بن سکتی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے امام شافعیؒ اور ان کے شاگرد امام احمد بن حنبلؒ وجوب ختنہ کے قائل ہیں اور امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ سنت ختنہ کے قائل ہیں، لہٰذا یہ دو فریق ہوئے وجوب اور سنت کے علاوہ کوئی قول موجود نہیں اس کو عدم القائل بالفصل کہا جاتا ہے، ایسی صورت میں ایک قول کی نفی سے خود بخود دوسرے قول کا اثبات ہو جاتا ہے، ابن بطال رحمہ اللہ کے استدلال کی رو سے جب ختنہ واجب نہیں تو سنیت ثابت ہوگئی۔

جواب:

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس دلیل کے چار جوابات دیئے ہیں:

۱)...... ہوسکتا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ کا ختنہ کسی عذر کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہو لہٰذا یہ وجوب کے منافی نہیں۔

۲)...... ہوسکتا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وجوب ختنہ کا حکم آنے سے پہلے مسلمان ہوئے ہوں لہٰذا یہ وجوب کے منافی نہیں۔

۳)...... ہوسکتا ہے کہ حضرت سلمانؓ کا ختنہ پہلے سے ہوا ہو۔

۴)...... اس کے بعد فرماتے ہیں:

"ثم لایلزم من عدم النقل عدم الوقوع وقدثبت الامر لغیرہ بذلك"۔(۱)

یعنی اگر کسی روایت میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ختنہ کا ذکر نہیں مل رہا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ختنہ ہوا ہی نہ ہو، ہوسکتا ہے کہ ختنہ ہوا ہو لیکن کسی نے نقل نہ کیا ہو۔

جواب الجواب اور تکمیل دلیل

مذکورہ اعتراضات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ختنہ کے بارے وارد ہوسکتے ہیں، اصل دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بے شمار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا، حبشہ، روم، فارس اور دیگر مختلف علاقوں سے بھی لوگ آئے، اس کے بعد خلفاء راشدین اور بعد کے ادوار میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوئے جن کے ہاں ختنہ بالکل نہ ہوتا تھا، کسی دور میں ان کے ختنہ کا اہتمام ثابت نہیں، اگر ختنہ واجب ہوتا تو غیر مسلموں کے ختنہ کیلئے اسلامی حکومتوں میں باقاعدہ شعبہ قائم ہوتا۔

شافعیہ اور حنابلہ کی پہلی دلیل عثیم بن کلیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت ہے اس میں جن نومسلم کو ختنہ کا حکم ہے اس کی تعین میں اختلاف ہے بعض نے کلیب اور بعض نے کلیب کا والد لکھا ہے کوئی بھی ہو اتنی بات طے ہے کہ یہ خاندان عرب سے تعلق رکھتا تھا قبیلہ جہینہ سے تعلق تھا

(۱) فتح الباری (۱۱/۱۰٤) کتاب الاستیذان باب الختان بعد الکبر

یا حضر موت کے رہنے والے تھے، ان کی نسبت حجازی لکھی گئی ہے ان کا ختنہ نہیں ہوا تھا اس لئے تو ختنہ کا حکم دیا گیا اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ سب اہل عرب میں ختنہ رائج نہ تھا،، بعض ختنہ نہیں کیا کرتے تھے، لیکن نبی علیہ السلام نے تمام نومسلم عربوں کو ختنہ کا حکم نہیں دیا۔

الادب المفرد میں ہے:

"معتمر قال حدثنی سالم بن ابی الذیال۔ وکان صاحب حدیث۔ قال : سمعت الحسن البصریؒ یقول: اما تعجبون لهذا؟ یعنی: مالك بن المنذر عمد الی شیوخ من اهل کسکر اسلموا ففتشهم، فامر بهم فختنوا و هذا الشتاء فبلغنی ان بعضهم مات ولقد اسلم مع رسول الله ﷺ الرومی و الحبشی فمافتشوا شیئی"۔(۱)

معتمر فرماتے ہیں کہ مجھے سالم بن ابی الذیال نے جو ایک محدث تھے، بیان کیا ہے میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے فرماتے ہوئے سنا کہ تمہیں مالک بن منذر پر تعجب نہیں ہو رہا؟ اہل کسکر کے کئی عمر رسیدہ لوگ مسلمان ہوئے اس نے جا کر ان کی تفتیش کی اور ان کو اس سردی کے عالم میں ختنہ کا حکم دیا چنانچہ ان کا ختنہ کیا گیا اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے بعض فوت ہو گئے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں رومی اور حبشیوں نے اسلام قبول کیا تھا اور ختنہ کے بارے ان سے بالکل تفتیش نہیں کی گئی۔

مغنی میں ہے:

"و الحسن یرخص فیه ...... ویقول اسلم الناس الاسود والا بیض لم یفتش احد منهم ولم یختتنوا"۔ (۲)

---

(۱) الادب المفرد (ص ۳۲٤) باب الختان للکبیر رقم الحدیث ۱۲۸۷)

(۲) المغنی لابن قدامة (۱/ ۸٤)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے کالے بھی اور گورے بھی لیکن میں اسے کسی ایک سے بھی تفتیش نہیں کی گئی اور نہ ان کے ختنے کرائے گئے۔

دلیل رابع:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ کی روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الفطرة خمس الاختتان والاستحداد و قص الشارب و تقليم الاظفار و نتف الابط"۔

یہ حدیث مختلف الفاظ میں مروی ہے بعض کے حوالے امور فطرت کے بحث میں آچکے ہیں۔

اس حدیث سے استدلال بالقران (استدلال بالمقارنۃ) کے طور پر سنیت ختنہ پر استدلال کیا گیا ہے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ بعض اوقات نصوص شرعیہ میں کئی اشیاء کو یکجا ذکر کر دیا جاتا ہے جن میں سے بعض کی شرعی حیثیت معلوم ہوتی ہے اور بعض کی معلوم نہیں ہوتی، ان کے بارے اختلاف ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں جن کی شرعی حیثیت معلوم ہوتی ہے ان کی روشنی میں مختلف فیہ کی شرعی حیثیت کا تعین کیا جاتا ہے، اسے استدلال بالقران کہتے ہیں، یہاں استدلال یوں ہے کہ مذکورہ حدیث میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے:

(۱) ختنہ
(۲) زیر ناف بالوں کی صفائی
(۳) مونچھوں کا تراشنا
(۴) ناخنوں کو تراشنا
(۵) بغل کے بال نوچنا۔

آخری چار کی شرعی حیثیت معلوم ہے کہ یہ واجب نہیں ہیں سنت ہیں، ختنہ کے بارے اختلاف ہے شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں فرض و واجب ہے اور ہمارے اور مالکیہ کے ہاں سنت ہے ہم استدلال بالقران کے طور پر کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں بقیہ چاروں اشیاء سنت ہیں لہٰذا ختنہ بھی سنت ہوگا۔

شبہ اور اس کا جواب

مذکورہ استدلال پر امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم (۱/۱۳۸) میں یہ اعتراض کیا ہے کہ استدلال بالقران کی کوئی حیثیت نہیں ہے، نصوص شرعیہ میں واجب غیر واجب کے ساتھ مقترن اور جمع ہوا ہے قرآن کریم میں ہے:

﴿كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَ آتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾(۱)

ترجمہ: اور اس کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ پھل دے اور کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

اس آیت میں دو حکم ہیں (۱) پھلوں کا کھانا (۲) ان کا عشر ادا کرنا یعنی اکل اور ایتاء، پھلوں کا کھانا واجب نہیں اور عشر ادا کرنا واجب ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں:

"ولا يمتنع قران الواجب بغيره كما قال الله تعالى: ﴿كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَ آتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ والايتاء واجب والاكل ليس بواجب"۔(۲)

ابن الترکمانی رحمہ اللہ نے الجوہر النقی مع السنن الکبری بیہقی میں شرح العمدۃ للفاکہانی " کے حوالے سے استدلال بالقرآن کے بارے جو اصول نقل کیا ہے اس کی روشنی میں مذکورہ اعتراض کا جوب دیا گیا ہے، وہ اصول یہ ہے کہ اگر واجب غیر واجب کے ساتھ ایک ہی لفظ میں جمع ہو تو واجب کو غیر واجب پر محمول کرنا اور استدلال بالقران درست ہے کیونکہ اگر واجب کو غیر واجب پر محمول نہ کیا جائے تو ایک ہی لفظ کا دو مختلف معانی میں استعمال ہونا لازم آئے گا جو کہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ہے اور یہ درست نہیں ہے اور اگر ایک ہی لفظ میں واجب اور غیر واجب جمع نہ ہوں بلکہ مختلف جملے ہوں تو واجب کو غیر واجب پر محمول نہیں کیا جائے گا اور استدلال بالقران درست نہ ہوگا کیونکہ واجب کو غیر واجب پر محمول نہ کرنے کی

(۱) الانعام:٦

(۲) قال النوویؒ فی شرح المسلم(۱/۱۲۸)

وجہ سے جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم نہ آئے گا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ حدیث میں ہے:

"لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ولا یغتسلن فیه من الجنابة"۔

یعنی تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل جنابت کرے، پہلے جملہ سے معلوم ہوا کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے، بعض حضرات نے استدلال بالقران کے طور پر فرمایا ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل جنابت کرنے سے بھی پانی ناپاک ہوجاتا ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں علیحدہ جملے ہیں۔

اب ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں الفطرۃ کا ایک ہی لفظ استعمال ہوا ہے اور آخری چار اشیاء کے حق میں الفطرۃ بمعنی سنت ہے، اگر ختنہ کے حق میں بمعنی واجب لیا جائے تو ایک ہی لفظ کا دو مختلف معانی (واجب اور سنت) کے لئے استعمال کرنا لازم آئے گا جبکہ مذکورہ آیت میں دو جملے الگ الگ ہیں:

۱)......﴿كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ﴾

۲)......﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾۔

یہاں اگر واجب (ایتاء) کو غیر واجب (اکل) پر محمول نہ کیا جائے تو ایک لفظ کا دو مختلف معانی میں استعمال ہونا لازم نہیں آتا۔(۱)

لیکن یہ استدلال فی نفسہ ہمارے لئے تو مفید ہے لیکن شافعیہ کے خلاف حجت نہیں کیونکہ ان کے ہاں جمع بین الحقیقۃ والمجاز جائز ہے۔

حررته من قبل نفسی ثم رأیت الحافظ ابن حجر قال ماقلت فی فتح الباری(۱۰/۴۱۸) کتاب اللباس، باب قص الشارب واحتجوا ایضا بان الخصال المنتظمة مع الختان لیست واجبة الاعند بعض من شذ فلا یکون

(۱) الجوھر النقی فی ذیل السنن الکبری للبیہقی (۸/۳۲۳)

الختان واجباً واجيب بانه لا مانع ان يرادبالفطرة وبالسنة فی الحديث القدر المشترك الذی مجمع الوجوب و الندب وهوالطلب المؤكدفلايدل ذلك علی عدم الوجوب ولاثبوته فيطلب الدليل من غيره وايضافل مانع من جمع المختلفی الحكم بلفظ امرواحدكمافی قوله تعالیٰ: كلوامن ثمره اذااثمر واتواحقه يوم حصاده فايتاء الحق واجب والاكل مباح هكذا تمسك به جماعة و تعقبه الفاكهانی فی شرح العمدة فقال الفرق بين الآية و الحديث ان الحديث تضمن لفظة واحدة استعملت فی الجمع فتعين ان يحمل علی احد الامرين الوجوب اوالندب بخلاف الآية فان صيغة ال مرتكررت فيها و الظاهرالوجوب فصرف فی احد الامرين بدليل و بقی الاخرعلی الاصل وهذاالتعقب انما يتم علی طريقة من يمنع استعمال اللفظ الواحد فی معنيين واما من يجيزه كالشافعية فلا يرد عليهم۔(۱)

دوسرا شبہ اور جواب:

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری، کتاب اللباس، باب قص الشارب میں مذکورہ دلیل کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں الفطرۃ اور السنۃ سے قدر مشترک مراد لیا جاسکتا ہے یعنی طلب موکد، جو کہ ندب اور وجوب دونوں کو شامل ہوسکتا ہے لہٰذا اس سے نہ وجوب ثابت ہوسکتا ہے اور نہ سنت اور ہم جو وجوب کے قائل ہیں وہ دوسرے دلائل کی وجہ سے ہیں۔

جواب: قدر مشترک سے عموم مجاز ہی مراد ہے اور شافعیہ کے ہاں عموم مجاز جائز ہی نہیں۔

لیکن اس استدلال پر یہ اعتراض بہرحال قائم ہے کہ استدلال بالقرائن یا استدلال بالقران مختلف فیہ استدلال ہے، اکثر حضرات اس کے قائل نہیں ہیں:

---

(۱) فتح الباری(۱۰/۴۱۸) کتاب اللباس ،باب قص الشارب

"وهذا استدلال بالقرائن واكثر اصحابنا على منعه"۔(۱)

دلیل خامس:

قیاسی دلیل یہ ہے کہ ختنہ کو قطع اظفار (ناخن کاٹنے) پر قیاس کیا گیا ہے اور علت جامعہ یہ ہے کہ ان دونوں میں ابتداء جسم کے ایک عضو کو کاٹا جاتا ہے۔

"ودليلنا من جهة القياس انه قطع عضومن الجسد ابتداءً فلم يكن واجبا بالشرع كقطع الاظفار"۔(۲)

اس پر یہ اشکال ہے کہ ناخن کاٹنے کی آخری حد چالیس دن ہے، چالیس دن سے زیادہ رکھنا ناجائز ہے، ایسے ناخنوں کا کاٹنا واجب ہو جاتا ہے پھر ختنہ بھی واجب ہونا چاہئے۔

"قال انسؓ: وقت لنافى قص الشارب وتقليم الاظفارونتف الابط و حلق العانة ان لانترك اكثر من اربعين ليلة"۔(۳)

اثر سے استدلال

"عن مجاهد و ابراهيم قالا: الختان من السنة، قال محمد عوامه: رجاله ثقات"۔(٤)

حضرت مجاہد اور حضرات ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ختنہ سنت میں سے ہے۔

دلائل وجوب کے جوابات

پہلی دلیل کا جواب:

مذکورہ احادیث پر کلام موجود ہے۔

(۱) کشف المغطاعن وجه الموطا(ص ۷۱۲)

(۲) کشف المغطاعن وجه الموطا(ص ۷۱۲)

(۳) صحیح المسلم(۱۲۹/۱)باب خصال الفطرة

(٤) مصنف ابن ابی شیبة(٤٧٥/١٣) كتاب الادب ،

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری، کتاب اللباس باب قص الشارب میں حدیث ابوداؤد و مسند احمد نقل کر کے لکھتے ہیں:

"و تعقب بان سند الحديث ضعيف و قد قال ابن المنذر: لايثبت فيه شيء"۔(۱)

تاہم اگر قدر مشترک کے طور پر ان سب کی صحت مان لی جائے تو جواب یہ ہے کہ ان احادیث میں اختتن امر کا صیغہ وجوب کے لئے نہیں ہے، استجاب و سنیت کے لئے ہے جس کے متعدد قرائن ہیں:

(۱) وہ تمام دلائل جن سے ختنہ کی سنیت ثابت ہوتی ہے جن کا ذکر ہم احناف و مالکیہ کے دلائل کے تحت ذکر چکے ہیں۔

(۲) عہد نبوی میں بے شمار لوگ اسلام میں داخل ہوئے جن میں عجم روم حبشہ اور دیگر علاقوں کے لوگ بھی تھے چند ایک کے علاوہ کسی کو ختنہ کا حکم نہیں دیا گیا۔

(۳) اس حدیث میں ''الق عنک شعر الکفر'' یعنی حلق کرانے کا ذکر بھی ہے اور نو مسلموں کا حلق کرانا بالاتفاق واجب نہیں لہذا ختنہ بھی واجب نہ ہوگا۔

(۴) آپ علیہ اسلام نے ختنہ کا حکم اس لئے نہیں دیا تھا کہ ختنہ واجب ہے بلکہ اسلام کا شعار اور ہیئت مخصوصہ ہے اس لئے حکم دیا تھا۔

بذل المجہود میں ہے:

"امره بالاختتان لا نه من زی الاسلام و شعاره"۔ (۲)

"ثم ذكر البيهقی حديث عثيم بن كليب ...... قلت هو عثيم بن كثير بن كليب ومع ضعف الواسطة بين ابن جريج وعثيم يحمل الحديث على الاستحباب بقرينة انه ذكر معه القاء شعر الكفر وليس بواجب"۔(۳)

---

(۱) فتح الباری (۱۰/۴۱۹)

(۲) بذل المجهود(۱/۳۱۳) كتاب الطهارة، باب فی الرجل يسلم فيؤمر بالغسل

(۳) الجوهر النقی مع السنن(۸/۳۲٤) كتاب الاشربة......الخ

مذکورہ آیت میں اول نبی علیہ اسلام کو توحید میں ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا امر ہے، ہر دینی بات میں نہیں اوراس کا قرینہ آیت کا آخری حصہ ہے:

﴿ اِنِ اتَّبِعُ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّ مَاكَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾

اور اگر مان لیا جائے کہ ختنہ کے سلسلہ میں اتباع کا امر ہے تو جواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام پر ختنہ واجب تھا یا مستحب؟ یہ ہمیں یقین سے معلوم نہیں ہے جبکہ استذ کار میں لکھا ہے کہ ملت ابراہیمی میں بعض امور مستحب اور بعض فرض تھے، اب ہر ایک کی اتباع اس کی حقیقت کے مطابق ہوگی۔

"قلت: النبی ﷺ مامور با تباعه فی التوحید بقرینةقوله بعد ذلك حنیفا وما كان من المشركين۔ ولوسلمنا انه امرباتباعه فی الختان لسنا نعلم ان ابراهيم عليه السلام امربالختان وجوباوكان مستحبا فی حقه وفی الاستذكار من ملة ابراهيم سنة و فريضة و كل يتبع على وجهه"۔

دوسری دلیل کا جواب

یہ دلیل اس بات پر موقوف ہے کہ ختنہ ابراہیم علیہ السلام پر واجب ہو حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، مذکورہ آیت میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرو، اور آپ کی پیروی یہ ہے کہ جو چیزیں آپ پر واجب تھیں وہ ہم پر واجب ہوں اور جو مستحب و مسنون تھیں وہ ہمارے حق میں بھی مسنون ہوں لیکن ختنہ واجب تھا؟ اس کی تصریح موجود نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس کا یہ جواب الجواب دیا ہے کہ مذکورہ آیت میں آپ کی اتباع کا حکم ہے اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے جو بھی فعل کیا ہو وہ ہم پر واجب ہو الا یہ کہ کسی دلیل سے ثابت ہو جائے کہ وہ کام تو ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھا لیکن ہم پر واجب نہیں اور علامہ خطابی رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ خصال فطرت ابراہیم علیہ

السلام پر واجب تھیں۔

”فان قيل: لادلالة فى الآيات على وجوب الختان لانا امرنا بالتدين بدينه فما فعله معتقداوجوبه فعلناه معتقدين وجوبه وما فعله ندبا فعلناه ندبا ولم يعلم انه كان يعتقده واجبا فالجواب ان الاية صريحة فى اتباعه فيما فعله وهذا يقتضى ايجاب كل فعله فعله الاما قام دليل عالى انه سنة فى حقنا كالسواك ونحوه وقدنقل الخطابى ان خصال الفطرة كانت واجبة على ابراهيم عليه السلام ......“اهـ

لیکن خود شعافعیہ کو اس دلیل پر اطمینان نہیں ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کے بارے ارشاد ہے:

﴿ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴾ (۲)

یعنی نبی علیہ السلام کی اتباع کرو شاید تمہیں ہدایت مل جائے، جبکہ اصول فقہ کا مسئلہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے تمام افعال وجوب پر محمول نہیں نیز ابراہیم علیہ السلام کی جن دس کلمات کے ذریعہ آزمائش لی گئی ختنہ کے علاوہ باقی نو واجب نہیں ہیں، اس بارے بحث و تحقیق کے بعد فرماتے ہیں:

”والغرض ان الاستدلال بذلك متوقف كما تقدم على انه كان فى حق ابراهيم واجبافان ثبت ذلك استقام الاستدلال به والا فالنظر باق“۔(۳)

یعنی مذکورہ استدلال اس بات پر موقوف ہے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ ختنہ ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھا، اگر یہ ثابت ہو جائے تو استدلال درست ہے ورنہ اشکال باقی ہے۔

نیز احناف اور مالکیہ کی طرف سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ کہنا کہ تمام امور فطرت

---

(۱) المجموع شرح المهذب (۱/۲۹۷) كتاب الطهارة،

(۲) الاعراف :۱۵۸)

(۳) فتح البارى (۱۰/۴۱۹) كتاب اللباس ،باب قص الشارب

ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھے محل نظر ہے، ہم نے اپنی بساط کے مطابق بائیس امور فطرت نقل کر دیئے ہیں، ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امور فطرت بیس ہیں اس پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جو کلام کیا ہے جسے ہم ابتدا میں نقل کر چکے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امور فطرت بیس سے بھی زیادہ ہیں، ان سب کو ابراہیم علیہ السلام پر واجب قرار دینا بعید ہے خاص طور پر (۱) التعطر (۲) الحیاء (۳) الحجامۃ (۴) مانگ وغیرہ کو، حیاء غیر اختیاری ہے اور حجامت کی ضرورت مریض کو پیش آ سکتی ہے اور اگر ختنہ سمیت سب کو واجب قرار دیا جائے تو مذکورہ آیات میں اتباع ابراہیم کا جو امر ہے اس کا وجوب کے لئے ہونا یقینی نہیں ہے۔ چنانچہ اکثر امور فطرت اسلام میں واجب نہیں، اسی طرح مذکورہ آیات سے نبی علیہ السلام نے خود ختنہ کا وجوب نہیں سمجھا ورنہ آپ ضرور ختنہ کی تاکید فرماتے۔

تیسری دلیل کا جواب

ابن الترکمانی میں فرماتے ہیں:

''اس کا جواب یہ ہے کہ شرعاً بدن کی منفعت و مصلحت کے پیش نظر ستر کھولنے اور دیکھنے کی اجازت ہے جیسے علاج کی مصلحت کے پیش نظر ستر کا دکھنا جائز ہے۔ جبکہ علاج عام حالات میں واجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح ختنہ کے لئے بھی ستر کا کھولنا درست ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ختنہ فرض، واجب ہے بلکہ ختنہ کے لئے علاج کی بنسبت کشف عورت بطریق اولی اجازت ہونی چاہئے کیونکہ علاج مصلحت دینوی ہے اور ختنہ مصلحت دینی، جب دنیوی مصلحت کے لئے کشف عورت جائز ہے تو دینی مصلحت کے لئے بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہئے''۔(۱)

امام نووی رحمہ اللہ نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ کشف ستر ہر علاج و معالجہ کے لئے جائز نہیں ہے صرف اسی علاج کے لئے کشف عورت جائز ہے جو واجب ہو یعنی اس کی

(۱) الجوهر النقی (۳۲۵/۸)

مصلحت ستر کی مصلحت سے زیادہ ہو۔

"والجواب ان كشفها لايجوز لكل مداواة وانما يجوز في موضع يقول اهل العرف ان المصلحة في المداواة راجحة على المصلحة في المحافظة على المروة وصيانة العورة"۔(۱)

لیکن اذرعی رحمہ اللہ نے المجموع کے حاشیہ میں اس کا جواب دیدیا ہے کہ علاج واجب نہیں ہے، یہ جواب اس بات پر موقوف ہے کہ علاج واجب ہو۔

"في الحاشية: هذاالجواب فيه نظر والايرادمتجه ولايندفع الابوجوب المداواة ولاتجب ......"اھ (۲)

علاج کی شرعی حیثیت کے بارے احناف فقہاء کرام کی عبارت اور فقہی جزیات و مسائل میں غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ علاج کی شرعی حیثیت بدلتی رہتی ہے، علاج بہر صورت جائز و مستحب نہیں بلکہ بعض صورتوں میں واجب بھی ہو جاتا ہے، اسکی تفصیل ہم نے مستقل مقالہ میں لکھ دی ہے۔

ان عبارات میں اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر معمولی علاج کے لئے ستر کھولنا جائز نہیں بلکہ ضروری اور واجب علاج کے لئے کھولنا جائز ہے، اس کی رو سے امام نووی رحمہ اللہ کا جواب درست ہو جاتا ہے تاہم شافعیہ کے ہاں علاج کسی صورت واجب ہونے کی تصریح نہ مل سکی اس لئے ان کے خلاف یہ استدلال صحیح ہے۔

نیز ختنہ کے لئے کشف عورت میں ترک واجب (ستر عورت) لازم آتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس کام کے لئے ترک واجب کیا جائے وہ بھی واجب ہو بلکہ شریعت میں کئی مثالیں موجود ہیں جن میں غیر واجب کے لئے ترک واجب کیا گیا ہے۔

مثلاً (۱) خطبہ جمعہ کے لئے انصات واجب ہے لیکن اگر کوئی صلوۃ تحیہ پڑھے تو ترک انصات جائز ہے حالانکہ صلوۃ تحیہ مستحب ہے۔

---

(۱) المجموع شرح المهذب (۱/۲۹۷) كتاب الطهارة

(۲) المجموع شرح المهذب (۱/۲۹۷) كتاب الطهارة

(۲) نماز میں اگر سجدہ تلاوت کیا جائے تو ترک قیام جائز ہے۔ حالانکہ سجدہ تلاوت واجب نہیں علی مذہب الشافعیہ۔

(۳) ابوشامہ رحمہ اللہ نے اس کی ایک مثال یہ دی ہے کہ میت کے زیر ناف بال صاف کرنا درست ہے حالانکہ یہاں میت کے ستر کو دیکھنا بھی پڑتا ہے اور ہاتھ بھی لگانا پڑتا ہے جبکہ زیر ناف صاف کرنا امر مستحب ہے۔ (۱)

چوتھی دلیل کا جواب

ترک ختنہ کی دو صورتیں ہیں:

(۱) کوئی قوم اجتماعی طور پر ختنہ ترک کرے، اس صورت میں امام وقت بالاتفاق ان کو ختنہ کرانے پر مجبور کرسکتا ہے بلکہ ان کے خلاف قتال بھی درست ہے لیکن اس سے ختنہ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ فقہاء کرامؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس کی وجہ ختنہ کا شعار ہونا ہے۔

(۲) کوئی انفرادی طور پر ختنہ نہ کرے یعنی وہاں لوگ ختنہ کراتے ہیں اور اس کا تعامل ہے لیکن کسی ایک یا دو نے ختنہ نہیں کرایا، اس صورت میں ہمارے ہاں اگر کوئی خاص مصلحت نہ ہو تو حاکم وقت اسے مجبور نہیں کرے گا، صرف ترغیب ہی دے سکتا ہے، ہاں اگر کوئی مصلحت ہو تو اس کے پیش نظر مجبور کرسکتا ہے لیکن یہ سیاسۃً ہوگا، اس سے ختنہ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا، حاکم وقت سیاسۃً غیر لازم کام کو لازم کرسکتا ہے، اسی طرح کسی جائز کام پر پابندی لگا سکتا ہے، یہ اس کے وجوب یا حرمت کی علامت نہیں ہے۔

شافعیہ کے ہاں انفرادی طور پر ترک ختنہ کی وجہ سے اگر امام جبر کرسکتا ہے تو یہ ان کے ہاں وجوب کی علامت بن سکتی ہے لیکن ہمارے خلاف دلیل نہیں بن سکتی۔

درمختار میں ہے:

(۱) فتح الباری (۱۰/۴۱۹) کتاب اللباس، باب قص الشارب۔

"ومن بلغ غير مختون اجبره الحاكم عليه فان مات فهوهدرلموته من فعل ماذون فيه شرعاا ھ ملخصاً"۔(۱)

پانچویں دلیل کا جواب

کسی امر کا شعائر اسلام میں ہونا وجوب کی نشانی نہیں ہے، بہت سے امور شعار اسلام ہیں لیکن واجب نہیں ہیں جیسے مسجد، مینار، اذان، اقامت۔لہٰذا ختنہ بھی واجب نہیں ہے۔

چھٹی دلیل کے جوابات

جواب نمبر(۱): اس اصول کے مطابق عورت کا ختنہ بھی واجب ہونا چاہئے حالانکہ وہ واجب نہیں ہے لیکن یہ الزامی جواب حنابلہ کے خلاف درست ہے شافعیہ کے خلاف نہیں کیونکہ وہ صحیح قول کے مطابق عورت کے ختنہ کے وجوب کے قائل ہیں۔

جواب نمبر(۲) مذکورہ اصول عضو سلیم کے متعلق ہے، ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ عضو نہیں ہے عضو کا ایک چھوٹا حصہ ہے، دوسرے وہ عضو سلیم نہیں ہے بلکہ زائد از جسم چیز ہے لہٰذا یہ ناخن اور بالوں کی مانند ہے، عضو سلیم کاٹا جانے کے بعد انسان معیب بن جاتا ہے جبکہ ختنہ کی کھال کاٹے جانے کے بعد کسی قسم کا عیب پیدا نہیں ہوتا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ختنہ کی کھال عضو سلیم نہیں ہے۔

ساتویں دلیل کا جواب

قطع ید جرم عظیم یعنی چوری کے مقابلہ میں کیا جاتا ہے جبکہ ختنہ میں کھال کا کاٹنا جرم کے مقابلہ میں نہیں بلکہ تعبد ہے لہٰذا یہ قیاس درست نہیں ہے۔ (۲)

(۱) الدرالمختار(۷۵۱/۶)مسائل شتی،

(۲) فتح الباری(۴۱۹/۱۰)

لیکن یہ جواب اس صورت میں ہے جب استدلال میں تعبداً کی قید لگائی جائے جیسا کہ ابو حامد اور ماوردیؒ نے لگائی ہے اگر تعبداً کی قید نہ لگائی جائے تو جواب درست نہ ہو گا کیونکہ اس صورت میں یہ قیاسی دلیل نہ ہوگی بلکہ اصول اور ضابطہ ہوگا۔

آٹھویں دلیل کا جواب

ختنہ میں ہلاکت کا خطرہ بہت کم ہے خاص طور پر جبکہ احتیاطی امور کو مدنظر رکھا جائے اور اس کی دلیل مشاہدہ ہے کہ دنیا میں بے شمار ختنے ہوتے ہیں لیکن ہلاکت کا کوئی واقعہ نہیں سنا گیا ہے لہٰذا یہ استدلال درست نہیں۔

نویں دلیل کا جواب

یہ اصول درست نہیں ہے کہ امتحان اکثر واجب امر میں ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ اصول مان لیا جائے تو ابراہیم علیہ السلام کا امتحان کئی امور میں ہوا تھا وہ ساری اشیاء واجب ہونا چاہئے حالانکہ وہ سب واجب نہیں ہیں۔

”قال ابن التركمانيؒ في الجوهر النقي، قلت: لو كان كذلك لكانت هذه الاشياء كلها واجبة لان ابراهيم عليه السلام ابتلى بها و النبي ﷺ امر باتباعه على ماقرره البيهقي وليس الامر كذلك بل الاشياء التي قرنت بالختان في هذا الاثر ليست بواجبة والنزاع في الختان“۔(۱)

دسویں دلیل کا جواب

الفطرۃ کو واجب کے معنی میں لینا خلاف ظاہر ہے، یہ روایت حنفیہ اور مالکیہؒ کی دلیل بنتی

(۱) الجوہر النقی(۸/۳۲۵)

ہے کیونکہ فطرت سنت کے معنی میں ہے، اس کے حوالے ہم دلائل سنیت کی بحث میں نقل کر چکے ہیں۔

ابن الترکمانیؒ اسی استدلال کے تحت لکھتے ہیں:

”مذھبہ ان الختان واجب و مقصودہ من ھذاالحدیث الاستدلال علی ذلك ودلالته علی انه سنة اظھر......“الخ

حاصل یہ کہ امام بیہقیؒ اس حدیث سے وجوب ختنہ پر استدلال کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کی دلالت سنیت ختنہ پر زیادہ واضح ہے، امام خطابیؒ نے اکثر علماء سے نقل کیا ہے کہ فطرت سنت کے معنی میں ہے پھر اس حدیث میں فطرت کا مصداق صرف ختنہ کو نہیں کہا گیا ہے اس کے علاوہ بھی کئی امور کو فطرت کہا گیا ہے جیسے استحداد، نتف الابط، قص الشارب، تقلیم الاظفار اور یہ امور واجب نہیں بلکہ اس حدیث سے سنیتِ ختنہ پر دو طرح استدلال ہوسکتا ہے (۱) فطرت سنت کے معنی میں ہے (۲) ختنہ کے ساتھ جو اشیاء مذکور ہیں وہ واجب نہیں لہٰذا ختنہ بھی واجب نہ ہوگا۔

گیارویں دلیل کے جوابات

حافظ رحمہ اللہ نے خود اس کے دو جوابات نقل کئے ہیں:

(۱) داخل قلفہ کو منہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ منہ ظاہر بدن میں شمار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے منہ میں کھانے کی چیز داخل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ داخل قلفہ باطن بدن میں شامل ہے۔

(۲) داخل قلفہ کی مقدار نجاست ویسے بھی معاف ہے۔

”وتعقب بان الفم فی حکم الظاھر بدلیل ان وضع الماکول فیه لایفطر به الصائم بخلاف داخل القلفة فانه فی حکم الباطن وقد صرح الطیب الطیری بان ھذا القدر عندنا مغتفر“۔

بارویں دلیل کا جواب

اس استدلال کا جواب ابوشامہ رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ ختنہ میں پہلا سبب یعنی مصلحت موجود ہے بلکہ متعدد مصالح ہیں۔

"و تعقب ابوشامة بان فی الختان عدة مصالح کمزید الطهارة و النظافة فان القلفة من المستقذرات عند العرب و قد کثر ذم الاقلف فی اشعارهم و کان للختان عندهم قدر وله ولیمة خاصة به واقره الاسلام ذلك"۔(۱)

یعنی ختنہ میں متعدد مفاسد ہیں جیسے طہارت اور نظافت کی زیادتی کیونکہ قلفہ اہل عرب کے ہاں گندگیوں میں سے ہے اور عرب کے اشعار میں غیر مختون کی کثرت سے مذمت کی گئی ہے اور اہل عرب کے ہاں ختنہ کی بڑی قدر و منزلت تھی اور اس موقعہ پر مخصوص دعوت کرتے تھے اور اسلام نے بھی اسے برقرار رکھا ہے۔

ختنہ کی مصلحتیں ابتداء کتاب میں تفصیل سے لکھی جا چکی ہیں۔

آثار سے استدلال کا جواب

مذکورہ آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان حضرات نے ختنہ کو واجب قرار دیا ہے اور اس کے ساتھ واجبات والا معاملہ کیا ہے لیکن یہ ان حضرات کا تفرد اور اپنا مذہب ہے، احادیث کے مقابلہ میں ان کا تفرد اور رائے حجت نہیں ہے۔

راجح قول

راجح قول احناف اور مالکیہ کا ہے کہ ختنہ سنت مؤکدہ ہے اگرچہ دلائل شافعیہ اور حنابلہ نے زیادہ پیش کئے ہیں لیکن شریعت میں کثرت دلائل کو نہیں دیکھا جاتا ہے قوت دلائل کو

---

(۱) فتح الباری(۱۰/۴۱۹) کتاب اللباس ،باب قص الشارب الخامس

دیکھا جاتا ہے، احناف و مالکیہ کے دلائل قوی ہیں نیز دلائل وجوب کے جوابات خود حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں دے دیئے ہیں، اس کے علاوہ دلائل وجوب اس لئے بھی زیادہ دستیاب ہو سکے کہ ختنہ کے موضوع پر شافعیہ اور حنابلہؒ کے ہاں تسلی بخش بحثیں ہوئی ہیں اور اس موضوع کو اہمیت دی گئی ہے جبکہ فقہاء حنفیہؒ کے ہاں اس بارے خاطر خواہ مواد اکٹھا ہی نہیں ہوا۔

کون کون سے انبیاء کرام مختون پیدا ہوئے؟

انبیاء ورسل کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ ہے، ان میں کتنے اور کون کون سے انبیاء مختون یعنی خلقی طور پر ختنہ شدہ پیدا ہوئے ہیں؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

۱)......ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ المفاتیح میں صاحب الشرعہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ تمام انبیاء ورسل مختون ہی پیدا ہوئے تھے، اور اس میں حکمت وفلسفہ یہ تھا کہ کوئی خاتن ان کے ستر پر نظر نہ ڈال سکے، یہ ان کی تعظیم وتکریم تھی البتہ ابراہیمؑ غیر مختون پیدا ہوئے تھے اور انہوں نے اسی یا ایک سو بیس سال کی عمر میں خود اپنا ختنہ کیا تھا اور اس میں حکمت ومصلحت یہ تھی کہ بعد کے آنے والے لوگ (انبیاء کے علاوہ) ان کی سنت کی پیروی کریں۔ یہ قول ضعیف ہے۔(۱)

۲)......مرقاۃ ہی میں زین العربؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ کل چودہ انبیاء مختون پیدا ہوئے ہیں لیکن انہوں نے بارہ کے نام گنوائے ہیں: (۱) آدم (۲) شیث (۳) (۴) نوح (۵) صالح (۶) شعیب (۷) یوسف (۸) موسیٰ (۹) زکریا (۱۰) سلیمان (۱۱) عیسیٰ (۱۲) اصحاب الرس کے نبی حضرت حنظلہ بن صفوان (۱۳) حضرت محمد ﷺ۔(۲)

(۱) مرقاۃ المفاتیح (۲۰۸/۸) کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول

(۲) مرقاۃ المفاتیح (۲۰۸/۸) کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول

۳)......امام قرطبیؒ نے احکام القرآن میں ابوالفرج الجوزیؒ کے حوالہ سے کعب احبارؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تیرہ انبیاء مختون پیدا ہوئے ہیں (۱) آدم (۲) شیث (۳) ادریس (۴) نوح (۵) سام (۶) لوط (۷) یوسف (۸) موسیٰ (۹) شعیب (۱۰) سلیمان (۱۱) یحیٰ (۱۲) عیسیٰ (۱۳) نبی کریم ﷺ، انہوں نے حضرت یحیٰ ادریس اور سام ﷺ کو شامل کیا ہے، صالح اور حنظلہ کو ذکر نہیں کیا۔(۱)

۴)...... جب کہ امام قرطبیؒ نے احکام القرآن میں محمد بن حبیب ہاشمیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ کل چودہ انبیاء مختون پیدا ہوئے ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) آدم (۲) شیث (۳) نوح (۴) ہود (۵) صالح (۶) لوط (۷) شعیب (۸) یوسف (۹) موسیٰ (۱۰) سلیمان (۱۱) زکریا (۱۲) عیسیٰ (۱۳) حنظلہ بن صفوان (۱۴) محمد ﷺ یعنی انہوں نے لوط اور ہود علیہما السلام کو بھی شامل کیا ہے۔(۲)

ان تین اقوال کے مطابق مجموعی طور پر سترہ انبیاء مختون پیدا ہوئے۔

۵)......امام سیوطیؒ نے فرمایا کہ اس طرح سترہ انبیاء بن گئے (۱) زکریا (۲) شیث (۳) ادریس (۴) یوسف (۵) حنظلہ (۶) عیسیٰ (۷) موسیٰ (۸) آدم (۹) نوح (۱۰) شعیب (۱۱) سام (۱۲) لوط (۱۳) صالح (۱۴) سلیمان (۱۵) یحیٰ (۱۶) ہود (۱۷) یسین ...... یعنی خاتم الرسل ﷺ یہ سب نام اسی ترتیب کے ساتھ ان اشعار میں جمع ہیں۔

وفی الرسل مختون لعمرك خلقة

وهم زكريا شيث ادريس يوسف

ونوح وشعيب سام لوط وصالح

ثمان وتسع طيبون اكارم

ثمان وتسع طيبون اكارم

سليمان يحى هو ويسين خاتم

(۱) احکام القرآن(١/٦٩)سورة البقرة:١٢٤

(۲) احکام القرآن(١/٦٩)سورة البقرة:١٢٤

(۱) انبیاء میں آٹھ اور نو (سترہ) حضرات خلقۃً مختون پیدا ہوئے ہیں جو بڑے پاکیزہ اور شرافت وکرامت والے ہیں۔

(۲) اور وہ زکریا شیث ادریس یوسف ہیں اور حنظلہ اور عیسیٰ اور موسیٰ اور آدم ہیں اور نوح اور شعیب سام لوط اور صالح ہیں سلیمان، یحیٰ، ہود، یسین ..... یعنی خاتم الرسل محمد ﷺ ہیں۔(۱)

ان اشعار میں یسین خاتم سے نبی کریم ﷺ مراد ہیں، یسین آپ کا صفاتی نام ہے اور آپ ﷺ خاتم الرسل ہیں، اور اگر یسین کو علیحدہ رسول مان لیا جائے تو اس صورت میں مختون انبیاء کی تعداد کل اٹھارہ بن جائے گی لیکن یہ اس لئے بعید ہے کہ امام سیوطیؒ نے خود ثمان وتسع کہہ کر سترہ کی تصریح کردی ہے۔

مذکورہ اقوال کی حیثیت ایک تاریخی ہی کی ہے کیونکہ کسی صحیح حدیث سے ان انبیاء کا مختون پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

"مقطوع السرة، وفی الوشاح لا بن درید قال ابن الکلبی: بلغنا عن کعب الاحبار انه قال: نجد فی بعض کتبنا ان آدم خلق مختونا واثنی عشر نبیاً من بعدمن ولده خلقوامختنین آخرهم محمدوشیث وادریس ونوح وسام ولوط ویو سف و موسیٰ وسلیمان و شعیب و یحی و هود و صالح ۔"(۲)

(۵) واخرج ابن عساکر عن ابی هریرةؓ ان النبی ﷺ ولد مختونا ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے۔

(٦) واخرج ابن عساکرعن ابن عمرؓ قال: ولدالنبی ﷺ مسروراً مختونا.

عبداللہ بن عمر ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے۔

اس طرح پانچ صحابۂ کرامؓ سے آپ کا مختون پیدا ہونا منقول ہوا (۱) حضرت انس بن

---

(۱) ردالمحتار (٦/٧٥١،٧٥٢) مسائل شتی

(۲) الخصائص الکبری (١/٩٠) باب الآیة فی ولادته ﷺ مختونا

مالک (۲) حضرت عبداللہ بن عباس (۳) حضرت عباس (۴) حضرت ابوہریرہ (۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔

نبی ﷺ کے مختون پیدا ہونے کی تحقیق

مذکورہ اقوال اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ بھی مختون پیدا ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں یہ متفق علیہ مسئلہ نہیں ہے، اس بارے شدید اختلاف ہے۔ پہلے چند باتیں سمجھ لینا ضروری ہے:

۱)......صحیح بات یہ ہے کہ کسی قابلِ ترجیح روایت سے آپ کا مختون یا غیر مختون پیدا ہونا ثابت نہیں ہے، اسی طرح ولادت کے بعد آپ کا ختنہ کرایا جانا بھی ثابت نہیں ہے، اگر یہ بات ثابت ہوتی تو اس سے آپ کے مختون پیدا ہونے کی خود بخود نفی ہو جاتی۔

۲)......آپ ﷺ کے علاوہ انبیاء کا مختون پیدا ہونا بھی کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے۔

۳)......مختون پیدا ہونا نہ انبیاءؑ کی خصوصیت ہے اور نہ دلیل نبوت اور نہ لازم نبوت۔

۴)......مختون پیدا ہونے کی کوئی فضیلت نہیں ہے، کیونکہ یہ غیر اختیاری امر ہے جس پر فضیلت کا مدار نہیں ہے، بعض خاندانوں کے بچے مختون ہی پیدا ہوتے ہیں، لہٰذا کسی پیدائشی مختون کو مصنوعی مختون پر محض ختنہ کی وجہ سے فضیلت نہیں دی جاسکتی۔

۵)......حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری اور ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کے ختنہ کا مسئلہ دو علماء کے درمیان موضوع بحث رہا ہے، دونوں کا نام کمال تھا (۱) کمال بن طلحہ (۲) کمال بن عدیم، اول الذکر نے مستقل کتاب لکھ کر مختلف روایات سے آپ ﷺ کا پیدائشی مختون ہونا ثابت کیا ہے اور ثانی الذکر نے ان کی تردید میں ''الملحہ فی الرد علی ابن طلحہ'' نامی کتاب لکھ کر ان کے دلائل کو رد کیا اور ثابت کیا ہے کہ آپ کا مختون پیدا ہونا کسی روایت سے ثابت نہیں ہے، آپ کا عرب کی عادت کے مطابق ہی ختنہ ہو

انتہا، اوراس بارے نقل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔(۱)

اول الذکر کمال کی روایات کے بارے ابن القیمؒ لکھتے ہیں:

"واجلب فيه من الاحاديث اللتى لاحطام لهاو لازمام"۔(۲)

یعنی انہوں نے اپنی کتاب میں ایسی احادیث درج کی ہیں جو بے مہار اور بے لگام ہیں۔

اب آتے ہیں اصل مسئلہ کی طرف، نبی کریم ﷺ کے ختنہ کے بارے تین اقوال ملتے ہیں:

۱)...... پہلا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ مختون (ختنہ شدہ) پیدا ہوئے تھے۔اس بارے متعدد احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عن انس بن مالكؓ عن النبی ﷺ قال : انی ولدت مختونا ولم یراحد سوأتی۔(۳)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا ہوں اور کسی نے بھی ختنہ (کرنے کے لئے) میرے تنگیز اور ستر کو نہیں دیکھا۔

امام سیوطیؒ نے اس قول کی بڑی وکالت کی ہے، انہوں نے الخصائص الکبریٰ میں باب باندھا ہے: باب الآیۃ فی ولادتہ ﷺ مختونا مقطوع السرۃ یعنی یہ باب اس نشانی کے بارے ہے کہ نبی ﷺ مختون ناف بریدہ پیدا ہوئے، پھراس بارے انہوں نے مختلف کتب سے احادیث نقل کی ہیں۔

اصل کتب ہمارے پاس نہیں ہیں، اس لئے اگلی احادیث الخصائص الکبریٰ سے ہی نقل کی جاتی ہیں۔

(۲) اخرج الطبرانی فی الاوسط وابونعیم والخطیب وابن عساکر من طرق

---

(۱) فتح الباری (۱۰٤/۱۱) اور ابن القیمؒ نے زادالمعاد (۱/ ۵۰)

(۲) زادالمعاد (۱/ ۵۰) فصل فی ختانہ ﷺ۔

(۳) دلائل النبوۃ لابی نعیم (۱/ ۱۹۲، ۱۹۳) المکتبۃ العربیۃ، حلب

عن انسؓ عن النبی ﷺ انه قال: من کرامتی علیٰ ربی ان ولدت مختونا ولم یراحدسوأتی۔ وصححه الضیائی فی المختارۃ۔(۱)

امام طبرانیؒ نے معجم اوسط میں اورابونعیم اورخطیب اورابن عساکرؒ نے کئی طرق سے حضرت انسؓ سے نقل کیاہے نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ میرے رب کی طرف سے مجھ پراعزازات میں سے یہ بھی ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہواہوں اورکسی نے میراسترنہیں دیکھا۔

(۳)قال ابن سعد انا یونس بن عطاء المکی حدثنا الحکم بن ابان العوفی، حدثناعکرمة عن ابن عباس عن ابیه عباسؓ بن عبدالمطلب قال: ولد النبی مختونا مسروراًواعجب ذلك عبدالمطلب وحظی عنده وقال: لیکونن لابنی هذا شأن فکان له شان۔ اخرجه البیهقی وابونعیم وابن عساکر۔(۲)

نبی کریم ﷺ کے چچاحضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ختنہ شدہ ناف بریدہ پیداہوئے اوراس پرحضرت عبدالمطلب کوبڑاتعجب ہوااورآپ ﷺ عبدالمطلب کے ہاں بڑے درجہ پرفائزہوگئے اورعبدالمطلب نے فرمایاکہ میرے اس بیٹے کوضرور بالضرور بڑامرتبہ ملےگاچنانچہ آپ کوبڑارتبہ نصیب ہوا۔

(٤)واخرج ابن عدی وابن عساکرمن طریق عطاء عن ابن عباسؓ قال: ولد النبی مسروراً مختونا۔(۳)

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اورختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے۔ لیکن مذکورہ سب روایات ضعف سے خالی نہیں ہیں لہٰذاان سے استدلال کرنامحلِ نظر ہے۔

☆ حافظ ابن القیمؒ زادالمعاد میں لکھتے ہیں:

---

(۱) الخصائص الکبریٰ (۱/ ۹۰)، باب الآیة فی ولادته ﷺ مختونا مقطوع السرة

(۲) الخصائص الکبریٰ (۱/ ۹۰)، باب الآیة فی ولادته ﷺ مختونا مقطوع السرة

(۳) الخصائص الکبریٰ (۱/ ۹۰)، باب الآیة فی ولادته ﷺ مختونا مقطوع السرة

"وروی فی ذلك حديث لا يصح، ذكره ابوالفرج بن الجوزی فی "الموضوعات" وليس فيه حديث ثابت "۔(۱)

عنی نبی ﷺ کے مختون پیدا ہونے کے بارے میں حدیث نقل کی جاتی ہے لیکن وہ صحیح نہیں ہے، ابوالفرج ابن جوزیؒ نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے اور اس بارے کوئی صحیح اور ثابت حدیث موجود نہیں ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک الحاکم میں یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ آپ ﷺ کے مختون پیدا ہونے کے بارے میں احادیث متواتر ہیں۔

"قدتواترت الاخبار ان رسول الله ﷺ ولدمختونا مسروراً "۔(۲)

لیکن امام حاکمؒ کا تساہل مشہور و معروف ہے جب تک امام ذہبیؒ ان کی موافقت نہ کریں ان کی بات قابلِ قبول نہیں ہوتی، جب کہ یہاں امام ذہبیؒ نے اس بارے امام حاکمؒ کی سخت تردید کی ہے، تلخیص میں فرماتے ہیں:

"ما اعلم صحة ذلك فكيف متواتراً ؟"

یعنی میرے علم کے مطابق آپ ﷺ کے مختون پیدا ہونے کے بارے صحیح حدیث موجود نہیں ہے چہ جائے کہ احادیث متواترہ ہوں؟

۲)......دوسرا قول یہ ہے کہ ولادت کے ساتویں دن آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا ختنہ کرایا اور لوگوں کو دعوت دی اور آپ کا نام محمد رکھا۔

زادالمعاد میں ہے:

"قال ابوعمر بن عبدالبر: وفی هذا الباب حديث مسند غريب، حدثناه احمد بن محمدبن احمد حدثنا محمد بن عيسیٰ، حدثنايحی بن ايوب العلاف حدثنا محمد بن ابی السرة العسقلانی، حدثنا الوليد بن مسلم عن شعيب ، عن عطاء الخراسانی عن عكرمة عن ابن عباسؓ ان

---

(۱) زادالمعاد(۱/۴۹)

(۲) مستدرك الحاكم(۳/۲۰۳)

عبدالمطلب ختن النبی ﷺ یوم سابعہ........وجعل له مأدبة وسماه محمداﷺ۔قال مصطفی عبدالقادر عطاء معلقا علی زادالمعاد: محمد بن ابی السری قال ابن عدی: کثیر الغلط وقال ابو حاتم: لین الحدیث"۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے ساتویں دن آپ ﷺ کا ختنہ کرایا اور اس مقصد کے لئے دعوت کی اور آپ کا نام محمد رکھا۔

اس حدیث کو خود ابوعمر بن عبدالبر نے غریب کہا ہے، اس کی سند میں محمد بن ابی السری ضعیف ہے نیز یہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے جبکہ آپ کے مختون پیدا ہونے کی روایت ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے لہٰذا تعارض پیدا ہوگیا۔واذا تعارضا تساقطا فی قدر التعارض۔

۳)......تیسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ حضرت حلیمہؓ کے ہاں تھے، اس دوران جس دن شق صدر کا واقعہ پیش آیا تھا اسی دن آپ کا ختنہ بھی ہوا تھا، اس وقت آپ کی عمر چار سال کے قریب تھی۔

(۱)واخرج الطبرانی فی الاوسط وابونعیم وابن عساکر عن ابی بکرةؓ ان جبرئیل ختن النبی ﷺ حین طهر قلبه۔(۲)

امام طبرانیؒ نے معجم اوسط میں اور ابونعیم اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابوبکرہ (نفیع بن حارثؓ) سے نقل کیا ہے کہ جبرئیل نے جس وقت آپ ﷺ کا دل پاک کیا تھا آپ ﷺ کا ختنہ بھی کیا تھا۔

گویا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ مختون تھے لیکن پیدائشی مختون تھے یا ولادت کے بعد ختنہ ہوا پھر کب ہوا اس میں اختلاف ہے، علامہ شامیؒ کا رجحان اس طرف

(۱) زادالمعاد(۱/۵۰)فصل فی ختانه ﷺ

(۲) فی الخصائص الکبری(۱/۹۱)باب الآیة فی ولادته مختونا مقطوع السرة ۔ وفی اوجز المسالك(۱۴/ ۲۴۳)ذکره ابن القیم والدمیاطی ومغلطائی۔وفی فتح الملهم (۱/۴۱۸) لکن قال الذهبی: ان هذامنکر کذا فی شرح الاحیاء وکذا فی اوجز المسالك(۱۴/۲۴۳)

معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا ختنہ پیدائشی نہ تھا۔

فتاوی شامی میں ہے:

"وقداختلف الرواة والحفاظ فی ولادة نبیناﷺ مختوناولم یصح فیه شئی واطال الذھبی فی رد قول الحاکم انه تواترت به الروایة وقد ثبت عندھم ضعف الحدیث به وقال بعض المحققین من الحفاظ: الاشبه بالصواب انه لم یولد مختونا"۔(۱)

صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کا ختنہ ولادت کے بعد عرب کی عادت کے مطابق کیا گیا تھا، یہ ایک معمولی عمل ہے اور عرف کے مطابق ہے اس کے لئے دلیل کی بھی ضرورت نہیں ہے، دوسرے دونوں اقوال غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں اور عادت سے ہٹ کر ہیں لہذا ان کے ثبوت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور دلیل مفقود ہے۔

ترجیح وتطبیق

مذکورہ اقوال میں سے آخری قول تو انتہائی ضعیف ہے اور پہلے دو اقوال میں سے پہلے قول کو زیادہ حضرات نے اختیار کیا ہے، مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

"صحیح یہ ہے کہ آپ ﷺ بھی مختون پیدا ہوئے"۔(۲)

جہاں تک تطبیق کا تعلق ہے تو پہلے دو اقوال میں یہ تطبیق دی گئی ہے کہ آپ ﷺ مختون ہی پیدا ہوئے تھے لیکن ختنہ میں کچھ کمی باقی تھی، ساتویں دن حضرت عبدالمطلب نے ختنہ کی تکمیل کی تھی۔لہذا پہلا قول اصل ختنہ پر اور دوسرا تکمیلِ ختنہ پر محمول ہے۔

---

(۱) الشامیة(٦/٧٥٢)

(۲) فتاویٰ محمودیه (٤٦١/١٩)

مسائل طہارت

کھال تک پیشاب پہنچنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے

غیر مختون شخص کا پیشاب نکل کر ختنہ کی کھال تک پہنچ گیا تو اس سے بالاتفاق وضوٹوٹ جاتا ہے، اگر چہ کھال سے باہر نہ ہوا ہو۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ ختنہ کی کھال ظاہر بدن میں داخل ہے باطن میں نہیں ورنہ وہاں پیشاب پہنچنے سے وضو نہ ٹوٹتا۔

غسل کا حکم

غیر مختون کے لئے غسل میں ختنہ کی کھال کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے یا صرف ظاہری حصہ دھولینا کافی ہے؟ اس میں اختلاف ہے، چار اقوال ہیں:

۱)...... پہلا قول یہ ہے کہ اندرونی حصہ میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حشفہ شرعاً ظاہر بدن میں شمار ہوتا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ یہاں پیشاب پہنچنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ مراقی الفلاح، غنیۃ المستملی اور تبیین الحقائق میں اسکو صحیح کہا ہے۔(۲)

۲)...... دوسرا قول یہ ہے کہ غسل میں اس کے اندر پانی پہنچانا مستحب ہے ضروری اور فرض نہیں ہے۔ اندر پانی پہنچانا کیوں ضروری نہیں؟ اس کی دو وجوہ منقول ہیں۔

(۱) یہ حصہ خلقی ہے اور داخل بدن ہے جبکہ غسل میں ظاہر بدن تک پانی پہنچانا ضروری ہے داخل بدن میں نہیں جیسا کہ سوراخ ذکر میں پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

اس وجہ پر علامہ زیلعیؒ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حصہ خارج بدن ہے داخل بدن نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس تک پیشاب پہنچنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔(۳)

---

(۱) المحیط البرھانی (۱/ ۲۲۴) الفصل الثالث فی الغسل

(۲) مراقی الفلاح، ص: ۴۲، غنیۃ المستملی، ص: ۴۲۔ تبیین الحقائق ۱/ ۶۲)

(۳) تبیین الحقائق (۱/ ۶۲)

علامہ شلبیؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ قلفہ تک پیشاب پہنچنے سے جو وضو ٹوٹتا ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ قلفہ خارج بدن میں شمار ہوتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب پیشاب قلفہ تک پہنچے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ اس سے باہر نہ نکلے، چونکہ وہ لازماً باہر نکلے گا اس لئے وضو ٹوٹ جاتا ہے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قلفہ خارج بدن ہے۔(۱)

لیکن ان کا جواب محل نظر ہے اول تو یہ ضروری نہیں کہ پیشاب قلفہ تک پہنچنے کے بعد ضرور نکلے، ہوسکتا ہے کہ پیشاب کم مقدار میں قلفہ تک پہنچے اور قلفہ سے خروج نہ کرے دوسرے فقہاء کرامؒ نے مطلقاً لکھا ہے کہ قلفہ تک پیشاب پہنچ جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس میں یہ ضروری نہیں کہ وہ قلفہ سے بھی باہر نکلے، اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قلفہ خارج بدن ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اندر پانی پہنچانا حرج کی وجہ سے معاف ہے یعنی قیاس کا تقاضہ یہ تھا کہ اندر پانی پہنچانا ضروری ہے کیونکہ وہ خارج بدن ہے لیکن چونکہ اس میں مشقت اور حرج ہے اس لیے اندر پانی پہنچانا معاف ہے۔(۲)

اور یہاں حرج سے تعذر مراد نہیں بلکہ ہر غسل کے وقت قلفہ کو کھولنے کی مشقت مراد ہے۔(۳)

۳)......تیسرا قول یہ ہے کہ اگر حشفہ آسانی سے کھل سکتا ہو اور اس تک پانی پہنچانے میں مشقت نہ ہو تو اندر پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر حشفہ کا ظہور مشکل ہو جس کی صورت یہ ہے کہ پیشاب نکلنے کے سوراخ کے علاوہ کوئی سوراخ نہ ہو، ساری کھال ہو تو اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ اس قول سے پہلے دو اقوال میں تطبیق پیدا ہو جاتی ہے، گویا کہ اس میں حقیقی اختلاف نہیں ہے، اگر پانی پہنچانے میں مشقت نہ ہو تو بالاتفاق پہنچانا ضروری

---

(۱) حاشية الشلبي على تبيين الحقائق(۱/۶۲)

(۲) ردالمحتار(۱/۱۵۳)

(۳) التحرير المختار(۱/۶۰)

ہےلیکن اگراس میں حرج ہوتو بالاتفاق پہنچانا ضروری نہیں ہے۔(۱)

لیکن تیسرے قول پرحلیہ میں یہ اعتراض کیا ہے کہ اندر پانی پہنچانے میں جوحرج اور مشقت ہے اس کا ازالہ ختنہ سے ممکن ہے، لہذا پانی اندر پہنچانا ضروری ہے، اگر وہ حرج محسوس کرتا ہے تو ختنہ کرلے۔علامہ شامیؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ختنہ سے عاجز ہومثلاً بوڑھا کمزور شخص اسلام قبول کرلے تواس میں ختنہ کی طاقت نہیں ہوگی۔(۲)

لیکن اس پر دو اعتراضات ہیں:

(۱) علامہ شامیؒ کے جواب کی روشنی میں تیسرا قول صرف اسی شخص کے بارے میں ہے جوختنہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو لہذا یہ حکم کلی نہ ہوا۔(من عندنفسی)

(۲) علامہ رافعیؒ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ تیسرے قول میں حرج ومشقت سے تعذر مراد ہے اور دوسرے قول میں حرج سے قلفہ کھولنے کی مشقت اور تکلیف مراد ہے تعذر نہیں۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ دوسرے قول والوں کے ہاں اندر پانی پہنچانا مستحب ہے جب کہ تیسرے قول کے مطابق اگر مشقت وحرج یعنی تعذر ہوتو پانی پہنچانا مستحب بھی نہیں لہٰذا تیسرے قول سے پہلے دو اقوال میں تطبیق نہیں بنتی، یہ اختلاف حقیقی ہے۔(۳)

۴)...... چوتھا قول یہ ہے کہ جس طرح منہ اور ناک غسل میں خارج بدن شمار ہوتے ہیں اور مضمضہ واستنشاق ضروری ہے جب کہ وضو میں داخل بدن شمار ہوتے ہیں، وضو میں مضمضہ واستنشاق ضروری نہیں ہے اسی طرح قلفہ بھی غسل کے حکم میں خارج بدن ہے لہٰذا غسل میں اس تک پانی پہنچانا ضروری ہے ورنہ غسل نہ ہوگا اور وضو میں داخل بدن ہے، اگر اس تک پانی نہ پہنچا تو بھی وضو درست ہے، یہ قول فقیہ ابوبکرؒ کا ہے۔(۴)

---

(۱) رد المحتار (۱/۱۵۳)

(۲) ردالمحتار (۱/۱۵۳)

(۳) التحریر المختار (۱/۲۰)

(۴) المحیط البرھانی (۱/۲۲٤)

لیکن اس پر شبہ یہ ہے کہ اگر پیشاب قلفہ تک آپہنچے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹنا چاہئے حالانکہ اس سے بالاتفاق وضو ٹوٹ جاتا ہے نیز صحتِ وضو کے لئے قلفہ کے حصہ میں پانی پہنچانا مختون پر بھی ضروری نہیں ہے لہٰذا اس سے اس کا خارج بدن ہونا لازم نہیں آتا۔

فتویٰ اور خلاصہ

فتویٰ دوسرے قول پر ہے۔ چنانچہ اقلف یعنی غیر مختون شخص ہر غسل میں کھال کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں صرف مستحب ہے اور ضروری نہ ہونیکی وجہ حرج وتکلیف ہے۔(۱)

نماز کے لئے قلفہ کی تطہیر

مذکورہ تفصیل سے واضح ہو چکا کہ قلفہ خارج بدن ہے اور غسل میں دھونے کا حکم حرج کی وجہ سے ساقط ہے، جب یہ خارج بدن ہے تو نماز میں اس کا پاک وطاہر ہونا بھی ضروری ہے مثلاً اگر اس تک پیشاب کا خروج ہوا ہے تو وضو ٹوٹ گیا، تجدید وضو ضروری ہے اور اس میں پیشاب کے جو قطرے پڑے ہیں ان کا دھونا بھی ضروری ہے۔

استنجاء میں قلفہ کا حکم

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جو نجاست مخرج پر لگی ہے وہ معاف ہے اگر چہ زیادہ ہو، یہی شیخینؒ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اب یہ سمجھئے کہ استنجاء کی تین اقسام ہیں: (۱) مستحب (۲) سنت (۳) فرض۔

اگر نجاست مخرج پر ہی ہو، نکل کر ادھر ادھر نہ لگی ہو لیکن ایک درہم کی مقدار سے کم ہو تو استنجاء کرنا سنت ہے اور اگر مخرج سے نکل گئی ہو اور درہم سے زیادہ ہو تو استنجاء کرنا فرض ہے

---

(۱) الشامیة: (۱/۱۵۲)

گویا کہ نجاست ایک درہم یا اس سے زیادہ ہو تو اس کا ازالہ ضروری ہے، اتنی مقدار جو از صلوۃ سے مانع ہے۔ اس کی رو سے قلفہ کا حکم یہ ہے کہ چونکہ قلفہ خارج بدن ہے لہٰذا اگر اس پر اکیلی بقدر درہم نجاست موجود ہو یا قلفہ پر لگی نجاست کم ہے لیکن دوسرے مقامات پر لگی نجاست کے ساتھ ملا کر درہم بن جاتی ہے تو اس کا ازالہ فرض ہے۔ اور اگر قلفہ سمیت سب نجاست درہم سے کم ہو تو استنجاء سنت ہے۔ اور اگر کوئی نجاست نہ لگی ہو تو قلفہ کا استنجاء بالماء مستحب ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

"اقول: والظاهر انه لو اصاب قلفة الاقلف القدر المانع فحكمه كذلك"۔(۱)

ختنہ کے اکیس دن بعد غسل دینا

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ختنہ کے اکیسویں دن بچے کو غسل دینا چاہیے، یہ بات درست نہیں کیونکہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ شریعت نے غسل کے لئے کوئی دن متعین نہیں کیا بلکہ غسل کا عمل ختنہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، عام حالات کی طرح جب بھی ضرورت درپیش ہو بچے کو غسل دیا جا سکتا ہے البتہ طبی لحاظ سے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ زخم پر پانی نہ لگنے پائے، اس سے زخم کے بگڑنے کا خطرہ ہے لہٰذا طبی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ جب زخم درست ہو تب غسل دیا جائے۔

کتاب الفتاویٰ میں ہے:

''ختنہ کے بعد نہلانے کے لیے کوئی دن متعین کرنا درست نہیں، شریعت میں ایسا کوئی حکم نہیں آیا ہے، جب ضرورت محسوس ہو اسے نہلایا جا سکتا ہے، اپنی طرف سے کوئی دن متعین کرنا شریعت کی روح کے خلاف ہے، اس سے اجتناب کریں''۔(۲)

---

(۱) ردالمحتار(۱/ ۳۳۹، فصل فی الاستنجاء)

(۲) کتاب الفتاوی(۲/۱۴۲) نیز ملاحظہ ہو کتاب الفتاویٰ (۱/۳۹۵)

غسلِ صحت

بعض علاقوں میں نو ختنہ شدہ بچے کو غسلِ صحت دینے کا رواج ہے ختنہ کے ایک ہفتہ بعد اسے غسل دیتے ہیں تا کہ روبصحت ہو جائے اور بعض اس کے تندرست ہو جانے پر غسل دیتے ہیں، غسلِ صحت کی شرعاً کوئی بنیاد نہیں خواہ برائے حصولِ صحت دیا جائے یا حصول صحت کے بعد برائے تشکر، یہ محض رسم ورواج ہے۔

بعض جگہ تو غسل صحت کے لئے رقص وسرود کا اہتمام ہوتا ہے جو اور زیادہ قبیح اور گناہ ہے۔

بہشتی زیور میں ہے:

"بعض شہروں میں یہ آفت ہے کہ ختنہ میں غسل صحت کے روز خوب راگ باجہ ناچ رنگ ہوتا ہے، کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں...... غرض ان ساری حرکات اور گناہوں کو موقوف کرنا چاہیے"۔(۱)

فتاوی قاضی خان میں ہے:

الاقلف اذااغتسل من الجنابة ولم يصل الماء تحت الجلدة وغسل ما فضل من الجلدة على رأس الحشفة ومايخرج منه البول عن رأس الحشفة يخرج من الجنابة لان ذلك خلقي،وعن بعضهم انه لا يخرج.(۲)

فتاوی قاضی خان میں ہے:

"ولو كان الرجل اغلف وخرج البول من احليله وبقي في غلفته نقض الوضوء"۔ (۳)

---

(۱) بهشتی زیور حصه ششم ص:۱۵ "ختنه کی رسموں کا بیان"

(۲) فتاویٰ قاضیخان(۱/۳۸) کتاب الطهارة،باب الوضوء والغسل

(۳) فتاویٰ قاضیخان(۱/۴۰) کتاب الطهارة،فصل فی ماینقض الوضوء

فتاوی قاضی خان میں ہے:

"و اذا اغتسل الاقلف من الجنابة قال ابوبکر البلخیؒ: یجب علیه ایصال الماء تحت الجلدة کما تجب المضمضة والاستنشاق علی الجنب"۔(۱)

غیر مختون کا وضو

غیر مختون کا وضو میں ختنہ کی کھال کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔

فتاوی قاضی خان میں ہے:

"ولو توضأ ولم یوصل الماء تحت الجلدة جاز"۔(۲)

غیر مختون کی عبادات کا حکم

غیر مختون کی عبادات کے بارے ایک اہم اصول

عبادات کی دو اقسام ہیں:

(۱) وہ عبادات جن کا تعلق عبادت کرنے والے سے ہے، کسی اور سے اس کا تعلق نہیں ہوتا جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، اعتکاف، حج اور عمرہ

(۲) وہ عبادات جن کا تعلق صرف عبادت کنندہ سے نہیں ہوتا بلکہ اس کا اثر دوسروں کی عبادت، مال یا جان سے بھی جڑتا ہے جیسے امامت، شہادت وغیرہ۔

غیر مختون کی پہلی قسم کی عبادات مطلقاً مقبول اور درست ہیں، ختنہ نہ کرنے کی وجہ سے ان میں کراہت بھی نہیں آتی، ختنہ خواہ عذر کی وجہ سے چھوڑا ہو یا بلا عذر، بلا عذر چھوڑنے پر گناہ ہے لیکن گناہ کا تعلق اس کی ذات سے ہے عبادات پر اس کا اثر نہیں پڑتا۔ اور دوسری قسم کی عبادات کے بارے یہ تفصیل ہے کہ اگر غیر مختون نے عذر شرعی کی وجہ سے ختنہ

---

(۱) فتاوی قاضیخان(۳/ ۲ ۳۱) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی الختان،

(۲) فتاوی قاضیخان(۲/ ۳۱۲) کتاب الحظر والا باحة، فصل فی الختان،

چھوڑا ہے تو وہ ان عبادات کا اہل ہے چنانچہ وہ امام بھی بن سکتا ہے اور اس کی شہادت بھی قبول ہے، کیونکہ عذر کی وجہ سے ترک ختنہ عدالت میں مخل نہیں اور اگر بلا عذر، سنت سے اعراض یا استخفاف کے طور پر ختنہ چھوڑا ہے تو وہ فاسق وفاجر ہے، اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اور وہ امامت کا اہل نہیں ہے، اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔

محیط برہانی میں ہے:

"قال ابویوسفؒ: وتجوز شهادة الاقلف اذاكان عدلاً وكذا عن الحسن البصريؒ، وهذا لان قبول الشهادة يعتمد العدالة والعدالة لا تنعدم بترك الختان اذاترك الختان لعذر، وهذالأن الختان وان كان سنة عندنا، الا ان ترك السنة انما يوجب الفسق اذا كان الترك على وجه الاعراض عن السنة...... الخ"۔(۱)

اور اگر وہ ختنہ کی مشروعیت ہی کا قائل نہیں ہے بلکہ منکر ہے تو شعارِ اسلام کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔ لہٰذا اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہے۔

غیر مختون کی نماز کا حکم

اگر کسی کا ختنہ نہیں ہوا تو بلا عذر ترک کی وجہ سے گناہ ضرور ہوگا لیکن وہ جو نماز ادا کرتا ہے اگر نماز کی دوسری شرائط، ارکان، فرائض اور واجبات کی مکمل رعایت کرتا ہے تو اس کی نماز ادا ہو جائے گی، ترکِ ختنہ کی وجہ سے دوسرے اعمال غارت نہیں ہوتے۔

یہ جو مشہور ہے کہ غیر مختون کا نہ وضو صحیح ہے اور نہ نماز، یہ غلط مشہور ہوا ہے۔

کفایت المفتی میں ہے:

سنا گیا ہے کہ بے ختنہ بالغ مسلمان کی پیشاب کی پاکی نہیں ہوتی، اور اس وجہ سے اس کی نماز بھی درست نہیں ہوتی؟

(۱) المحيط البرهاني (۱۳/ ۱٦٤) كتاب الشهادة، الفصل بيان من تقبل شهادته

جواب: بے ختنہ مسلمان کے ناپاک رہنے کا شبہ ضرور رہتا ہے لیکن یہ مطلب نہیں کہ وہ پاک نہیں ہوسکتا اور یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ غیر مختون ہمیشہ بے نمازی رہتا ہے۔(۱)

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

"عن الحسنؒ قال: اذااسلم الرجل فخشی علی نفسه العنت ان اختتن لم یختتن وتوکل ذبیحته وتقبل صلوته وتجوز شهادته"۔ (۲)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں جب آدمی مسلمان ہوجائے اور ختنہ کرائے تو اسے اپنے اوپر تکلیف اور مشقت کا خطرہ ہے تو ختنہ نہ کرانے کی اجازت ہے اور اس کا ذبیحہ کھایا جائے گا اور اس کی نماز قبول ہے اور اس کی شہادت درست ہے۔

ایک شبہ اور اس کے جوابات

اس پر شبہ یہ ہوسکتا ہے کہ بعض روایات میں تصریح ہے کہ اقلف یعنی غیر مختون کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ السنن الکبریٰ بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول منقول ہے۔

"عن ابن عباسؓ قال: لاتقبل صلوة رجل لم یختتن"۔(۳)

یعنی غیر مختون آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

"عن قتادةؒ قال کان ابن عباسؓ یکره ذبیحة الاغرل ویقول: لاتجوز شهادته ولا تقبل صلوته"۔(٤)

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ غیر مختون کا ذبیحہ مکروہ ہے اور اس کی شہادت مردود اور اس کی نماز غیر مقبول ہے۔

---

(۱) کفایت المفتی(۲/۴۵ ۳) کتاب الختان والخفاض

(۲) مصنف عبدالرزاق(۱۱/ ۱۷۵،باب الفطرة والختان،رقم الحدیث : ۲۰۲٤۹)

(۳) السنن الکبریٰ للبیهقی(۸/ ۳۲۵) کتاب الاشربة والحدفیها،باب السلطان یکره علی الاختتان اوالصبی وسیدالملوك یأمران به وماورو فی الختان،

(٤) مصنف ابن ابی شیبة(۷/ ۳۳۹) کتاب الاقضیة،باب فی شهادة الاقلف و مصنف عبدالرزاق (٤/ ٤٨٣) کتاب الحج،باب فی ذبیحة الاقلف

اس کے متعدد جوابات ہیں مثلاً

(۱) یہ عبداللہ بن عباسؓ کی ذاتی رائے ہے، حکم شرعی نہیں ہے۔

(۲) یہ تشدید و تغلیظ اور مبالغہ پر محمول ہے، یعنی نماز تو قبول ہوتی ہے لیکن ختنہ کی ترغیب دینے کے لئے کہہ دیا کہ غیر مختون کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(۳) صحتِ صلوٰۃ اور چیز ہے اور قبولیت صلوٰۃ اور، صحتِ صلوٰۃ کا مدار صحت شروط، ارکانِ فرائض اور واجبات پر ہے، صحتِ صلوٰۃ کے نتیجہ میں مکلف فرض اور ذمہ داری سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور اس کا تعلق دنیا سے ہے، جب کہ قبولیت کا تعلق نماز کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، قبولیت کے نتیجہ میں ثواب ملتا ہے اور اس کا تعلق آخرت سے ہے، یہ ہوسکتا ہے کہ آدمی کی نماز تو صحیح ہو لیکن قبول نہ ہو۔

(۴) علامہ عینیؒ نے البنایۃ میں شیخ ابونصر بغدادیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ کی مراد مسلمان نہیں بلکہ مجوسی ہے۔

"وقال الشيخ ابونصر البغداديؒ : وانما اراد به المجوسي"۔(۱)

وجہ اور علت

عبداللہ بن عباسؓ کے ہاں غیر مختون کی نماز اس لئے نہیں ہوتی کہ ان کے ہاں غیر مختون کی طہارت اور وضو صحیح نہیں ہوتا جو کہ نماز کے لئے شرط ہے اور وضو اور طہارت اس لئے درست نہیں کہ ان کے ہاں قلفہ کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری ہے، اگر ختنہ نہ کیا گیا ہو تو قلفہ پانی کے نیچے پہنچنے سے مانع ہوگا نیز قلفہ کے نیچے جو نجاست ہوگی وہ بھی دور نہ ہو گی۔ لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ قلفہ کے اندرونی حصہ (باطن) میں داخل ہے اور اس تک پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔

---

(۱) البناية فى شرح الهداية (۱۱/٤٠٨) كتاب الشهادة، باب من لا يقبل شهادته

غیر مختون کی امامت

غیر مختون کی امامت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ختنہ کے مسنون ہونے کا ہی قائل نہیں، اس لئے اس نے ختنہ نہیں کرایا تو وہ شعارِ اسلام کا منکر ہے لہٰذا وہ کافر ہے اور امامت کا اہل ہر گز نہیں اور اگر ختنہ کو سنت مانتا ہے لیکن ختنہ پر قدرت کے باوجود نہیں کرتا تو وہ فاسق وفاجر ہونے کی وجہ سے مستقل امامت کا مستحق نہیں ہے۔ اور اگر وہ خود ختنہ کے مسنون ومشروع ہونے کا قائل ہے لیکن کسی وجہ سے اس کا ختنہ نہیں ہوسکا تو والدین کی کوتاہی کی وجہ سے اس پر وبال نہیں لہٰذا وہ چند شرائط کے ساتھ امامت کرا سکتا ہے، وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) وہ بڑی عمر میں ختنہ کرانے کی قدرت نہ رکھتا ہو، سخت تکلیف ہوتی ہو۔

(۲) استنجاء، غسل، بول، طہارت ونظامت میں احتیاط سے کام لیتا ہو اور اس کا مکمل خیال رکھتا ہو۔

لہٰذا اگر اسے ختنہ کرنے کی طاقت ہے، اس کے باوجود نہیں کراتا، یا ختنہ کرانے میں سخت تکلیف ہے اس وجہ سے معذور ہے لیکن استنجاء، غسل اور تطہیر وتنظیف احتیاط سے نہیں کرتا تو ان صورتوں میں وہ امامت کا اہل نہیں ہے۔

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں ہے:

سوال: ایک حافظ قرآن کی عمر تقریباً ۳۵ سال ہے، ختنہ نہیں ہوئی، لوگ امامت پر اعتراض کرتے ہیں، کیا ان کو ختنہ کرانا جائز ہے اور امامت درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس کو ختنہ کرالینا ضروری ہے کہ یہ شعائر اسلام میں سے ہے اور امامت اس کی درست ہے۔(۱)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

ختنہ سنت ہے جو شخص بلا عذر اس کو چھوڑ دے وہ تارک سنت ہے، اگر باوجود قدرت

(۱) فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل (۱۹۶/۳)

دوسعت کے بدن کو غسل واستنجاء میں پاک نہیں رکھتا ہے تب اس کو امام ہرگز نہ بنایا جائے، اگر پاک رکھتا ہے تو اس کی امامت درست ہے، نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی، اگرچہ اس تارکِ سنت کے مقابلہ میں عاملِ سنت کی امامت مقدم ہے۔(۱)

نیز فتاوی محمودیہ میں بوجہ عذر تارک ختنہ کے بارے ہے:

اس سے امامت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔فقہاء نے اس کو باب کراہتِ امامت میں شمار نہیں کیا ہے۔(۲)

کفایت المفتی میں ہے:

سوال: بے ختنہ بالغ مسلمان باختنہ مسلمانوں کی امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ استنجاء اور طہارت میں احتیاط کرتا ہو تو وہ ختنہ والے مسلمان کی امامت بھی کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو، ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو۔(۳)

ختنہ شدہ غیر مختون ہو جائے تو اس کی امامت

ایک آدمی کا ختنہ ہوا ہے لیکن عمر گذرنے کے ساتھ ساتھ قلفہ کی کھال بڑھ گئی اور وہ دوبارہ غیر مختون بن گیا تو اسے دوبارہ ختنہ کرنا ضروری ہے، بشرطیکہ اس کی قدرت رکھتا ہو لیکن اگر قدرت نہیں رکھتا اور استنجاء، غسل وغیرہ میں طہارت کی احتیاط کرتا ہے تو اس کی امامت درست ہے۔

احسن الفتاویٰ میں ہے:

سوال: کوئی ختنہ شدہ مولوی صاحب فی الحال کسی وجہ سے بے ختنہ ہو جائے تو وہ مولوی صاحب شرعاً مسجد کا امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ (۶/ ۲۷۸) باب الامامہ

(۲) فتاویٰ محمودیہ (۶/ ۲۷۸)

(۳) کفایت المفتی (۲/ ۳۴۶) کتاب الختان والخفاض نیز (۳/ ۸۴) کتاب الصلوۃ۔

جواب: اس کی امامت صحیح ہے۔(۱)

ختنہ کرنے والے (خاتن) کی امامت

شرعاً ختنہ کرنا جائز عمل ہے اور اسے بطور پیشہ اپنانے میں بھی کوئی عیب نہیں ہے لہٰذا جو شخص اجرت لے کر یا بلا اُجرت بچوں کا ختنہ کرتا ہے یعنی خاتن، اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔(۲)

اذان واقامت کا حکم

غیر مختون کی اذان واقامت شرعاً جائز اور درست ہے، اس میں کوئی کراہت نہیں ہے البتہ بلا عذر ختنہ ترک کرنے والے کی اذان واقامت مکروہ ہیں کیونکہ وہ فاسق وفاجر ہے۔

نمازِ جنازہ کا حکم

غیر مختون کی نمازِ جنازہ پڑھنا ضروری ہے خواہ اس نے عذر کی وجہ سے ختنہ چھوڑا ہو یا بلا عذر، اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا ہے تو یہ مخلِ عدالت بھی نہیں ہے اور اگر بلا عذر چھوڑا ہے تو فاسق ہے لیکن فاسق کی نمازِ جنازہ بھی ادا کرنا ضروری ہے۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ غیر مختون کی نماز جنازہ ادا نہیں ہوتی لیکن یہ ان کی ذاتی رائے ہے، نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اس بارے عمومی فتویٰ نہ دیا ہو، اپنے زمانہ خلافت میں سیاسۃً غیر مختون کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی ہو یا پڑھنے سے منع کیا ہو۔

فقہ حضرت علی میں ہے:

زید بن علیؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اغلف (جس کا ختنہ نہ

---

(۱) احسن الفتاویٰ(۹/ ۶۰) مسائل شتی

(۲) ماخذہ: فتاوی دارالعلوم دیوبند(۳/ ۱۶۱) باب الامامة

ہوا ہو) کا جنازہ نہیں ہوگا کیونکہ اس نے ایک بہت بڑی سنت یعنی اختتان ضائع کر دی تھی، ہاں اگر اس نے اپنی جان کے خوف سے ختنہ نہ کرایا ہو تو یہ الگ بات ہے۔(۱)

ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''اس پر قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر فاسق کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے حالانکہ یہ بات بعید ہے''۔

روزہ اور اعتکاف کا حکم

گزشتہ اصول کی رو سے غیر مختون کا روزہ اور اعتکاف بھی جائز اور درست ہیں اگر چہ اس نے عمداً ختنہ ترک کیا ہو۔

حج وعمرہ کا حکم

غیر مختون کا حج اور عمرہ درست اور صحیح ہیں اور اس کو حج وعمرہ کا پورا ثواب ملے گا، ختنہ نہ کرانے سے حج وعمرہ کی صحت پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا اگر چہ عمداً ترک ختنہ کیا گیا ہو۔

اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ بعض احادیث میں غیر مختون کو حج کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

"عن ابی برزةؓ عن النبی ﷺ فی الاقلف، یحج بیت الله قال لا حتی یختتن وفی روایة الاسفاطی قال: سمعت منیة قال: سمعت ابا برزةؓ قال: سألنا رسول الله ﷺ عن رجل اقلف یحج بیت الله قال: لا حتی یختتن "۔(۲)

ابو برزہ اسلمیؓ کی روایت ہے نبی کریم ﷺ نے غیر مختون کے بارے میں فرمایا کہ وہ جب تک ختنہ نہ کرائے حج نہ کرے اور دوسری روایت میں ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے غیر مختون کے حج بیت اللہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

(۱) فقه حضرت علیؓ: ۵۰۷ ماده صلوٰة، مسئله: ۲۷، الروض النضیر (۲/۴۹۶)

(۲) السنن الکبری للبیهقی (۸/۳۲۴) کتاب الاشربة والحدفیها، باب السلطان یکره

نہیں یہاں تک کہ ختنہ کرالے۔

"عن ابی برزة رضی الله عنه قال سألنا رسول الله صلی الله علیه وسلم عن رجل اقلف یحج بیت الله قال لا حتی یختتن رواه ابن المنذر"۔(۱)

"عن منية عن جدها ابی برزة الاسلمیؓ قال: سألوا النبی صلی الله علیه و سلم عن رجل اقلف یحج بیت الله تعالیٰ ؟فقال: لا. نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذلك حتی یختتن"۔ (۲)

اسی طرح کی روایت حضرت بریدہؓ سے بھی مروی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت بریدۃ اسلمیؓ کی مذکوہ روایت ضعیف ہے لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"وحديث بریدةؓ فی حج البیت لا یثبت"۔(۳)

یعنی حج کے بارے حضرت بریدہؓ کی حدیث ثابت نہیں ہے۔

اور اگر ان روایات کی صحت تسلیم کرلی جائے تو یہ تغلیظ وتشدید پر محمول ہیں۔

غیر مختون کا نکاح جائز ہے

شرعاً غیر مختون کا نکاح منعقد ہوجاتا ہے، بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ غیر مختون کا نکاح نہیں ہوتا یہ غلط ہے۔(۴)

---

(۱) التلخیص الحبیر(۳۲۱/۵) کتاب الختان،

(۲) المطالب العالیة مع اتحاف الخیرة (۳۰۷/۷) باب الترهیب من ترك الاختتان، کتاب الادب رقم الحدیث(۱۲۷۸۲)اخرجه ابویعلی فی مسنده (۴۲۷/۱۳، ح ۷۴۳۳)به

(۳) احکام القرآن (۷۰/۲) البقرة : ۱۲۴۔

(۴) وردالمحتار (۳۷۱/۶) کتاب الکراهية،فصل فی المس والنظر،فتاویٰ محمودیه (۵۰۲/۱۰)باب النکاح الصحیح. کفایت المفتی(۳۴۶/۲) کتاب الختان والخفاض۔

عزیز الفتاویٰ میں ہے:

''یہ غلط ہے کہ بدون ختنہ کے نکاح درست نہیں ہے، یہ جاہلوں کی باتیں ہیں، بدون ختنہ ہوئے نکاح درست ہے''۔(۱)

بے ختنہ کی اولاد کا نکاح مختون کی اولاد سے جائز ہے

جس مسلمان کا ختنہ نہیں ہوا اس کی اولاد کا نکاح ختنہ شدہ مسلمان کی اولاد سے جائز ہے، ختنہ نہ کرانے سے غیر مختون کی اولاد کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بعض لوگوں کا خیال کہ غیر مختون کی اولاد کا نکاح نہیں ہوسکتا غلط ہے۔(۲)

غیر مختون کی اولاد ثابت النسب ہے

غیر مختون کی جو اولاد پیدا ہوگی وہ اسی سے ثابت ہوگی، یہ خیال باطل ہے کہ غیر مختون کی اولاد اس سے ثابت النسب نہیں ہے۔

غیر مختون ہونا تنسیخ نکاح کا سبب نہیں

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر شوہر غیر مختون ہو تو بیوی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے، لیکن یہ بات غلط ہے، غیر مختون ہونا تنسیخ نکاح کا سبب نہیں ہے، اگر عدالت نے شوہر کے محض غیر مختون ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ کر دیا تو ایسا فیصلہ شرعاً باطل ہے۔

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

''ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کو غلط کہنا اور شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی کرنا صحیح نہیں، ان کو آپس میں ملنے سے ہرگز نہ روکیں، ختنہ سنت ہے اور اس کی تاکید ہے مگر

---

(۱) عزیز الفتاویٰ (ص: ۱۰۷) کتاب السنة والبدعة

(۲) ماخذہ: کفایت المفتی (۲/ ۳٤٦)

اس کی وجہ سے نکاح ناجائز نہیں ہوتا"۔(۱)

غیر مختون کے عقود ومعاملات

غیر مختون کے تمام عقود ومعاملات بیع وشراء اجارہ، مضاربت شرکت، وکالت، مکاتبت، کفالت وغیرہ شرعاً صحیح اور منعقد ہیں، ان کے منعقد یا صحیح نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے، دوسری طرف بقاء کے لئے ان امور کا ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر زندگی نہیں گذاری جاسکتی۔

غیر مختون کا قاضی بننا

غیر مختون قاضی اور جج بن سکتا ہے اور اس کے فیصلے شرعاً اور قانوناً نافذ العمل ہیں، کیونکہ قضاء کی وہی شرائط ہیں جو شہادت کی ہیں اور صحیح قول کے مطابق غیر مختون گواہ بن سکتا ہے لہٰذا وہ قاضی بھی بن سکتا ہے۔

غیر مختون کی گواہی

غیر مختون کی گواہی فی نفسہ قبول ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی اور چیز مخل شہادت نہ ہو نیز اس نے جان بوجھ کر یا استخفافاً ختنہ نہ چھوڑا ہو اور اب ختنہ کرانے میں مشکل ہو۔

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ غیر مختون کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

"عن علقمة ان علیاؓ کان لایجیز شهاده الاقلف۔ جمرة الجزری تروه لایجوز الاحتجاج بخبره"۔(۲)

حضرت علقمہؒ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ غیر مختون کی گواہی جائز قرار نہیں دیتے تھے۔ لیکن اول تو یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند مین جمره جزری قابل احتجاج نہیں

(۱) فتاویٰ محمودیہ (۱۰/ ۲۰۵) باب النکاح الصحیح

(۲) السنن الکبری (۸/۳۲۵) کتاب الشرب والحد فیها باب السلطان بکره علی

ہے جیسا کہ امام بیہقیؒ نے اس کی تصریح کردی ہے۔

دوسرے جمہور کا قول راجح ہے، یہ حضرت علیؓ کی اپنی رائے ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے انہوں نے کسی خاص موقع پر غیر مختون کی شہادت کسی اور وجہ سے رد کی ہو اور راوی نے اسے مطلق نقل کردیا ہو۔قرآن وسنت اور فقہی اصول کی روشنی میں محض ترک ختنہ رد شہادت کا سبب نہیں بنتا۔

حضرت علیؓ کے علاوہ ابن عباسؓ اور امام مالکؒ وغیرہ حضرات سے بھی منقول ہے کہ غیر مختون کی گواہی مردود ہے۔

"عن قتادة قال كان ابن عباس رضي الله عنه يكره ذبيحة الاغرل ويقول: لاتجوز شهادته ولا تقبل صلوته"۔(۱)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ غیر مختون کے ذبیحہ کو مکروہ سمجھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ غیر مختون کی گواہی جائز نہیں اور اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔

اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں:

(۱) یہ عبداللہ بن عباسؓ کی ذاتی رائے ہے حکم شرعی نہیں ہے۔

(۲) یہ سیاست، زجر وتوبیخ اور عبرت دلانے پر محمول ہے یعنی امام وقت اس کی گواہی اس لئے قبول نہ کرے تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ہو اور وہ ختنہ کا اہتمام کریں، اس کی گواہی قبول نہ کرنا حکم کلی نہیں ہے۔

(۳) علامہ عینیؒ نے البنایہ میں شیخ ابو النصر البغدادیؒ سے نقل کیا ہے کہ ابن عباسؓ کا یہ قول مسلمان کے بارے میں نہیں، مجوسی کے بارے ہے۔(۲)

اوجز المسالک میں ہے:

---

(۱) مصنف ابن ابی شيبة (۷/۳۳۹) كتاب الاقضية، باب في شهادة الاقلف وفي مصنف عبدالرزاق (۴/۴۸۲) كتاب الحج باب في ذبيحة الاقلف وكذا في باب الفطرة و الختان (۱۱/۱۷۵)

(۲) شرح الهدايه (۱۱/۴۰۸) كتاب الشهادة

"وروى ابن جيب عن مالك:من تركه من غير عذرولاعلة لم تجز امامته و لاشهادته،ووجه ذلك عندى ان ترك المروة مؤثر فى ردالشهادة ومن ترك الاختتان من غير عذر فقد ترك المروة فلم تقبل سنهادته"۔(۱)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بلا عذر اور بغیر علت کے ختنہ چھوڑتا ہے نہ اس کی امامت جائز ہے اور نہ اس کی گواہی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی مروت والے عمل کو چھوڑنا ردشہادت میں مؤثر ہے اور جو شخص بلا عذر ختنہ چھوڑتا ہے وہ تارک مروّت ہے کیونکہ ختنہ مروّت میں شامل ہے لہٰذا اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔

یہ قول تغلیظ وتشدید پر محمول ہے۔

"عن الحسنؒ قال:اذا اسلم الى الرجل فخشى (نقل)"۔(۲)

صحیح یہ ہے کہ اگر وہ بلا عذر ختنہ نہیں کرتا بلکہ سنت سے اعراض کرتا ہے تو فاسق ہے اور اصلاً اس کی گواہی قابل قبول نہیں ہے لیکن فاسق کے بارے میں فتویٰ اس پر ہے کہ اگر وہ ذومروۃ اور ذووجاہت ہو تو اس کی گواہی قبول ہوتی ہے لہٰذا مختون کا بھی یہی حکم ہوگا۔

قربانی کا حکم

غیر مختون کی قربانی شرعاً درست اور صحیح ہے اگر چہ وہ ختنہ پر قدرت رکھتا ہو اور جان بوجھ کر ختنہ نہ کرتا ہو کیونکہ اس کی وجہ سے وہ گناہ گار ہے لیکن گناہ گار اور فاسق کی قربانی بھی صحیح ہے اور اگر وہ صاحبِ نصاب ہے تو قربانی واجب ہے۔

ذبیحہ کا حکم

صحیح اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ غیر مختون کا ذبح درست اور ذبیحہ حلال ہے۔

---

(۱) اوجزالمسالك(۲۳۹/۱٤) باب ماجاء فى السنة فى الفطرة،

(۲) مصنف عبدالرزاق(۱۷۵/۱۱)باب الفطرة والختان حديث (۲۰۲٤۹)

محیط برہانی میں ہے:

"قال ابويوسف:وتجوز شهادة الاقلف اذاكان عدلا وكذا عن الحسن البصرى وهذا لان قبول الشهادة يعتمد العدالة والعدالة لاتنعدم بترك الختان اذاترك الختان لعذروهذالان الختان وان كان سنة عندنا الاان ترك السنة انمايوجب الفسق اذاكان الترك على وجه الاعرض عن السنة وعندنا لوترك الختان على وجه الاعراض عن السنة لاتقبل شهادته وانما تقبل اذاترك بعذر،قيل:العذر فى ذلك الكبراوخوف الهلاك"۔(۱)

مرد کے ختنہ کا طریقہ

مرد کے ختنہ کا صحیح اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ حشفہ کے اوپر جو زائد کھال (Fore skin) ہے،اس زائد کھال کو غلفہ (Prepuse) کہا جاتا ہے،وہ ساری کاٹ دی جائے۔اور اس کی آسان صورت یہ ہے کہ زائد کھال کو باہر کی طرف کھینچ لیا جائے اور حشفہ کو اندر کی طرف کر لیا جائے حشفہ اتنا اندر ہو جائے کہ مزید گنجائش نہ ہو تو حشفہ کے سرے سے باہر کی طرف جتنی کھال ہے وہ سب کاٹ دی جائے،اس طرح ساری سپاری کھل جائے گی۔

ختنہ کا رکن

مرد کے ختنہ کی کم از کم مقدار اور رکن یہ ہے کہ زائد کھال کی اکثر مقدار کٹ جائے، اگر آدھی یا اس سے بھی کم کٹ گئی تو ختنہ ادا نہ ہوا لہٰذا ختنہ کا اعادہ ضروری ہے اصل حکم تو یہ ہے کہ پوری کھال کاٹ دی جائے اور ساری سپاری کھل جائے لیکن چونکہ اکثر بھی بعض

(۱) المحيط البرهانى(۱۳/۱٦٤) كتاب الشهادة

مسائل واحکام میں کل کے قائم مقام ہے اس لئے اکثر کا کاٹ دینا بھی کافی ہے۔اگر کل کی کھال کٹ گئی تو یہ حقیقی ختنہ ہے اور اگر اکثر کٹ گئی تو یہ حکمی ختنہ ہے۔(۱)

اگر اکثر کھال نہیں کٹی تو ختنہ کا اعادہ ضروری ہے لیکن اگر رسولی یا کسی اور وجہ سے مزید کھال نہ کٹ سکتی ہو یا سخت تکلیف ہو تو نہ کاٹنے کی گنجائش ہے۔

امدادالاحکام میں ہے:

نصف حشفہ کا ظاہر ہونا ختنہ کے لیے کافی نہیں ہے،اس واسطے اس لڑکے کا ختنہ کرنا چاہئے البتہ اگر حجام یوں کہے کہ اب کھال کا کاٹنا ممکن نہیں یا کھال کو ختنہ کے واسطے کھینچنے میں سخت تکلیف ہوتی ہو تو پھر ختنہ معاف ہے۔(۲)

امدادالاحکام میں ہے:

اگر نصف سے کم یا نصف کھال قطع ہوئی ہے تو دوبارہ ختنہ کی ضرورت ہے بشرطیکہ بچہ کو زیادہ تکلیف ناقابل برداشت نہ ہو،اگر اس تھوڑی سی کھال کے کھینچنے اور دراز کرنے میں تکلیف زائد ہو جو ناقابل برداشت ہو تو بچہ کو ایسی تکلیف دینے کی ضرورت نہیں بلکہ معتبر دیندار حجاموں کو دکھایا جائے اگر وہ کہیں کہ اس کی ختنہ دوبارہ دشوار ہے اور تکلیف سخت ہوگی تو اس کی ختنہ نہ کی جائے۔اھ(۳)

آج کل ختنہ کے وقت بچہ کو سم کر دیا جاتا ہے اور اس کو ختنہ کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی لہٰذا محض تکلیف تکمیل ختنہ میں رکاوٹ نہیں البتہ اگر رسولی وغیرہ کا عذر ہو تو باقی کھال نہ کاٹنے کی گنجائش ہے جیسا کہ امدادالاحکام کے حوالے سے اس سے پہلے بیان ہوا ہے۔

صحت یاب ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ کامل سپاری نہیں کھلی

بچہ کا ختنہ ہو گیا اور بچہ صحت مند بھی ہو چکا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ کامل سپاری نہیں کھل

---

(۱) ردالمحتار(٦/٧٥١)والمحیط البرھانی(٨/٨٥)

(۲) امداد الاحکام(٤/٤٣٠)مسائل متفرقہ

(۳) امداد الاحکام (٣/ ٢٥٣) کتاب الصید ......الخ

سکی تو شرعاً دیکھا جائے گا کہ اگر اکثر کھل گئی ہے تو درست ہے ختنہ ادا ہو گیا لیکن اگر اکثر سپاری نہیں کھلی تو ختنہ دوبارہ کرنا پڑے گا۔(۱)

ختنہ میں نجابت کا معیار

جس کا قلفہ اور اس کی کھال طویل ہو اس کا ختنہ بہتر طریقہ سے ہو سکتا ہے اس میں کمی نہیں رہتی لہٰذا یہ اس کی نجابت کی علامت ہے اور اس میں جتنا طول کم ہوگا اتنا ہی ختنہ مشکل ہوگا۔

عمدۃ القاری میں ہے:

"القلفة وبطولها يعرف نجابة الصبی"۔(۲)

ختنہ کے بعد کھال دوبارہ بڑھ گئی تو اعادہ ختنہ کا حکم

کسی کا مکمل ختنہ کرالیا گیا اور حشفہ بالکل کھل گیا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ کھال دوبارہ لمبی ہوگئی تو دوبارہ ختنہ کرانے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کھال اتنی لمبی ہوگئی کہ سارا ختنہ چھپ گیا ہے تو ختنہ کا اعادہ ضروری ہے لیکن اگر سارا حشفہ نہیں چھپا تو اعادہ ضروری نہیں ہے۔

محیط برہانی میں ہے:

"وفی فوائدالرستغفی"اختتن الصبی ثم طال جلدته ان صار بحال تستر حشفته يقطع ومالا فلا"۔(۳)

اصول سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کھال کے لمبا ہونے سے سارا حشفہ یا اکثر یا آدھا چھپ جائے تو ختنہ کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ اس صورت میں ختنہ کا رکن نہیں پایا جارہا ہاں

(۱) ماخذه :فتاوىٰ رحيميه(۱۰/ ۱۳٤)

(۲) عمدة القاری (۵۳/۱۱) کتاب الانبياء،

(۳) فی المحیط البرهانی(۸۵/۸)

اگر نصف سے بھی کم چھپا ہو تو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

پیدائشی مختون کا ختنہ

اگر بچہ پیدائشی طور پر ختنہ شدہ ہے کیا اس کا دوبارہ ختنہ کیا جائے؟ اس بارے یہ تفصیل ہے کہ (۱) اگر اس کا ختنہ مکمل ہے، حشفہ اور سپاری کامل طور پر ظاہر ہے تو اس کی ختنہ کی ضرورت نہیں ہے، یہی ختنہ کافی ہے، امام قرطبیؒ احکام القرآن میں نقل کرتے ہیں:

قال الميمونی:قال لی احمد:ان ههنا رجلا ولدله ولد مختون فاغتم لذلك غما شديدا فقلف له : اذا كان الله فد كفاك المؤنة فما غمك بهذا ؟

میمونیؒ فرماتے ہیں مجھے امام احمد بن حنبلؒ نے بتایا کہ یہاں ایک شخص کے ہاں مختون بچہ پیدا ہوا تو وہ اس کی وجہ سے بہت غمزدہ ہوا میں نے اس سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری مشقت اور خرچہ بچالیا اور خود کفایت کردی تو تمہیں غم کس چیز کا ہے؟

(۲) اور اگر ختنہ مکمل نہیں ہے، کچھ باقی ہے تو ختنہ کی تکمیل کر دی جائے۔ (۲)

مرقاۃ میں ہے:

" غالب الكتب مشحون بان الختان سنة ولكن ان لم يولدمختونا ختانا تاما وانما قيدناه به مما فی الخلاصة ومجمع الفتاویٰ صبی ......الخ(۳)

جو مختون پیدا ہو کیا اس کا ختنہ چاند نے کیا ہوتا ہے؟

جو بچہ مختون پیدا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے، اس میں کسی کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسے بچے کا ختنہ چاند نے کیا ہوتا ہے، یہ غلط خیال ہے اس

---

(۱) احکام القرآن(۱/۶۹)سوره البقرة : ۱۲٤ ـوكذا فی زاد المعاد (۱/۵۰)

(۲) رد المحتار(٦/٧٥١)

(۳) المرقاة(۸/۲۸۹) كتاب اللباس،باب الترجل، الفصل الاول،

کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

زادالمعاد میں ہے:

"وحدثنی صاحبنا ابوعبدالله محمدبن عثمان الخليلی المحدث ببيت المقدس انه ولد كذلك وان اهله لم يختنوه والناس يقولون لمن ولد كذلك: ختنه القمر وهذا من خرافاتهم"۔(۱)

کیا مختون پیدا ہونا نبی ﷺ یا کسی پیغمبر کی خصوصیت ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مختون پیدا ہونا نبی ﷺ یا کسی پیغمبر کی خصوصیت ہے عام انسان مختون پیدا نہیں ہوسکتا یہ بات غلط اور وہم ہے نیز مشاہدہ کے خلاف ہے نیز خود نبی ﷺ کے مختون پیدا ہونے میں اختلاف ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسی یا ایک سو بیس سال کی عمر میں ختنہ کرنا بے شمار روایات سے ثابت ہے۔ زادالمعاد میں لکھتے ہیں:

"وليس هذا من خواصه ﷺ فان كثيرا من الناس يولد مختونا"۔(۲)

مختون پیدا ہونا نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے نہیں ہے کیونکہ بہت سے لوگوں کا مختون پیدا ہونا مشاہدہ سے ثابت ہے۔

ختنہ کرانا کس کے ذمہ ہے؟

اس بارے یہ تفصیل ہے کہ جب تک بچہ نابالغ ہے اس کا ختنہ والد کے ذمہ ہے بشرطیکہ بچہ میں ختنہ کا تحمل ہو، اگر والد اس کا ختنہ نہیں کراتا تو والد اپنے فرض منصبی میں کوتاہی کرنے اور ترکِ سنت کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔ اور اگر بچے کا والد موجود نہ ہو تو اس کے دوسرے اولیاء بترتیب عصبہ و وراثت اس کا ختنہ کریں گے چنانچہ اگر باپ نہ ہو تو دادا کی ذمہ داری

---

(۱) زادالمعاد(۱/۵۰)

(۲) زاد المعاد(۱/۴۹)

ہے، اگر دادا بھی نہ ہو تو بھائی پھر بھتیجے پھر چچا پھر چچازاد کی ذمہ داری بنتی ہے۔
اور اگر کوئی شخص بالغ ہو گیا مگر اس کا ختنہ ابھی تک نہیں ہوا تو اب ختنہ کرنا خود اس کے ذمہ ہے، اگر خود ختنہ کرسکتا ہو تو کرالے ورنہ بیوی، باندی سے کرالے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو مرد سے بھی کراسکتا ہے۔

☆ مذکورہ افراد میں کسی نے وصی مقرر کر دیا تو ختنہ وصی کے ذمہ ہوگا۔
فتاوی عالمگیری میں ہے:

"وللاب ان يختن ولده الصغير و يحجمه ويدا و يه كذا فى وصى الاب"۔(۱)

☆ اگر باپ یا اس کا وصی ختنہ کرنا جانتا ہو تو وہ خود بھی بچے کا ختنہ کر سکتے ہیں۔(۲)

☆ اگر شرعی ولی نے گنجائش اور بچے کی قدرت کے باوجود بچے کا ختنہ نہیں کرایا تو ظاہر ہے کہ بلوغ کے بعد اس کا ختنہ ہوگا اور کشفِ عورت لازم آئے گا چونکہ کوتاہی ولی نے کی تھی لہٰذا اس کا گناہ اس کو ہوگا۔

☆ اگر ولی نے بچہ کا ختنہ قبل از بلوغ اس لئے نہیں کیا کہ اس میں تحمل نہ تھا تو ولی پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور تحمل نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ بچہ بہت کمزور ہے جان کو خطرہ، تکلیف اور درد مراد نہیں کیونکہ آج کل مختون کو ایسی ادویات دی جاتی ہیں کہ اس کو درد کا احساس ہی نہیں ہوتا۔

وصی یتیم بھی ختنہ کراسکتا ہے

یتیم کا وصی یتیم کا ختنہ کراسکتا ہے خواہ والد نے وصی مقرر کیا ہو یا قاضی نے۔(۳)

---

(۱) الهندية (٥/٤٣٧)

(۲) الهنديه (٥/٤٣٧) كتاب الكراهية

(۳) الدر المختار (٤/٢٧٤) كتا ب اللقيط

باپ خود بھی بچے کا ختنہ کر سکتا ہے

اگر باپ یا اس کا وصی ختنہ کرنا جانتا ہو تو وہ خود بھی بچے کا ختنہ کر سکتے ہیں۔(۱)

بالغ کے ختنہ کا حکم

اگر کوئی مسلمان بالغ ہو گیا لیکن کسی وجہ سے اس کا ختنہ نہیں ہو سکا تو بعد از بلوغ بھی اس کا ختنہ مسنون ہے، ختنہ عام حالات میں معاف نہیں ہے۔

”عن علی بن الحسین بن علی عن ابیہؓ قال: وجدنا فی قائم سیف رسول اللہ ﷺ فی الصحیفۃ ان الاقلف لا یترک فی الاسلام حتی یختتن ولو بلغ ثمانین سنۃ وھذا حدیث ینفرد بہ اھل البیت بھذ االاسناد“۔(۲)

حضرت علی بن حسین سے روایت ہے ہم نے صحیفہ میں رسول اللہ ﷺ کی تلوار میں رکھی گئی ایک پرچی کے بارے میں پڑھا اس میں لکھا تھا کہ غیر مختون کو اسلام میں نہیں چھوڑا جائے گا جب تک وہ ختنہ نہ کرائے اگر چہ وہ اسی سال کا ہو جائے۔

حضرت شاہ صاحبؒ انتظاماً بالغ کے ختنے کے قائل ہی نہیں ہیں۔(نقل از نومسلم کا ختنہ)

لیکن صحیح یہ ہے کہ بالغ کا ختنہ بھی مشروع اور سنت ہے۔ خاص طور پر اگر اس کے ختنہ نہ کرانے میں کوئی مفسدہ ہو تو اسے ختنہ پر مجبور بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً وہ ختنہ کی اہمیت ہی کا قائل نہیں ہے یا اس کی فعل دوسروں کے لیے ترکِ ختنہ کا جواز پیدا کر رہا ہے۔(۳)

غیر مختون بالغ مسلمان کی ختنہ کرانا اگر کسی وجہ سے ضروری ہو جائے تو جائز ہے مثلاً وہ ختنہ کی اہمیت سے عملاً محترز ہو یا اس کی وجہ سے دوسرے کے لئے یہ رسم قائم ہو جانے کا

---

(۱) الهندية(٥/ ٤٣٧) كتاب الكراهية

(۲) السنن الكبرى للبيهقي(٨/ ٣٢٥) كتاب الاشربة الخ باب السلطان يكره الخ وكذا فی كنز العمال (١٦/ ١٨١) الفصل الثالث فی الختان۔

(۳) كفايت المفتی(٢/ ٣٤٦)

احتمال ہو۔حاکم وقت اسے ختنہ پر مجبور بھی کرسکتا ہے اوراگروہ جبر کی وجہ سے فوت ہو گیا تواس کا خون بھی معاف ہے،حاکم پر دیت اور قصاص نہیں کیونکہ حاکم نے ایک جائز کام کیا ہے۔

درمختار میں ہے:

"ومن بلغ غیر مختتون اجبره الحاکم علیه فان مات فهوهدرلموته من فعل ماذون فیه شرعاً"۔(۱)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

''بلاعذر شدید بالغ سے بھی ختنہ ساقط نہیں ہوتا''۔(۲)

البتہ اگرکوئی عذر ہوتو بالغ کا ختنہ چھوڑنا بھی درست اور صحیح ہے،عذر یہ ہے کہ مثلاً اسے ناقابل برداشت تکلیف ہورہی ہے اوراس کے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ وہ تکلیف اور درد ختم کرنے والی ادویات خرید سکے یا وہاں دستیاب نہیں ہیں یا ختنہ کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے لیکن ختنہ کے بعد زخم درست نہ ہوگا یا وہ انتہائی کمزور ہے یا بوڑھا ہے ختنہ سے کسی عضو کے تلف ہونے یا مرجانے کا خدشہ ہے۔

اگر بالغ خود ختنہ کرسکتا ہوتو بہتر یہ ہے کہ خود اپنا ختنہ کرے کیونکہ اس میں کشفِ عورت کا مسئلہ کھڑا نہ ہوگا اوراگرخود نہ کرسکتا تو اگر بیوی ہے تو بیوی اس کا ختنہ کرادے اوراگر بیوی نہیں ہے لیکن نکاح کرنے کی استطاعت ہے تو نکاح کرلے یا اگر باندی خریدنے کی طاقت ہے تو باندی خریدلے بیوی یا باندی اس کا ختنہ کرادیں۔اوراگران میں سے کوئی صورت نہیں بن پارہی تو دوسرا شخص بھی اس کا ختنہ کرسکتا ہے اورضرورت کی وجہ سے اس کے سامنے کشفِ ستر جائز ہے۔

درمختار میں ہے:

"وحجته الختان وقیل فی ختان الکبیراذاامکنه ان یختتن نفسه فعل والالم

(۱) الدرالمختار(٦/٧٥١)

(۲) فتاویٰ محمودیه(١٩/ ٤٦٦)

یفعل الاٰن لایمکنہ النکاح او شراء الجاریۃ والظاھر فی الکبیر انہ یختتن ویکفی قطع الاکثر"۔(۱)

امام کرخیؒ فرماتے ہیں کہ حمامی بھی بالغ کا ختنہ کرسکتا ہے۔(۲)

اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ لوگ عموماً حماموں میں ننگے نہاتے ہیں اور حمامی سے پردہ کا اہتمام نہیں کرتے لہٰذا اس سے ختنہ کرانا بھی جائز ہے، لیکن یہ قول ضعیف ہے، اول تو سب حماموں میں ایسا نہیں ہوتا، اگر ہو بھی تو ایک گناہ سے دوسرے گناہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

بالغ خود بھی اپنا ختنہ کرسکتا ہے

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ بالغ شخص خود بھی اپنا ختنہ کرسکتا ہے بلکہ اگر اس کو ختنہ کا طریقہ آتا ہو اور اکیلے ختنہ کرنے میں مشکل پیش نہ آتی ہو تو اس کا اپنا ختنہ کرلینا افضل ہے، کیونکہ دوسرے سے کرانے میں کشفِ عورت ہے۔(۳)

مردے کا ختنہ

اگر کسی کا ختنہ نہیں ہوا تھا اور فوت ہو چکا تو اب اس کا ختنہ نہیں کیا جائے گا خواہ وہ بچہ ہو یا بالغ اور خواہ مرد ہو یا عورت، کیونکہ وہ مکلّف ہی نہیں رہا، نہ قرآن وسنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے، یہی صحیح ہے۔

☆ امام نوویؒ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں:

"ولومات انسان غیر مختون ففیہ ثلثۃ اوجہ لاصحابنا الصحیح المشور انہ

---

(۱) الدرالمختار(۶/۳۸۶) کتاب الحظر والاباحۃ

(۲) الھندیۃ(۵/ ۴۳۷) کتاب الکراھیۃ

(۳) الدرالمختار (۶/ ۳۸۳) کتاب الحظر والاباحۃ۔

لا یختتن صغیرا کان او کبیرا والثانی یختن والثالث یختن الکبیر دون الصغیر"۔(۱)

☆ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے۔

"وسئل: اذامات الصبی وھو غیر مختون ھل یختتن بعدموته فاجاب ولا یختتن احد بعد الموت"۔(۲)

لقیط کا ختنہ کون کرائے؟

لقیط وہ بچہ کہلاتا ہے جو کسی کو کہیں سے ملا ہو، جو شخص اسے اٹھا لیتا ہے اسے ملتقط کہا جاتا ہے، شرعاً ایسے بچے کا ختنہ حاکم وقت کے ذمہ ہے اور وہ بیت المال سے خرچہ ادا کرے گا، اور اگر حاکم وقت یا اس کا نائب ملتقط کو اس کے ختنہ کی اجازت دیدے تو درست ہے، اس صورت میں اگر ختنہ کی وجہ سے بچہ ہلاک ہو گیا تو نہ ملتقط پر ضمان ہے اور نہ خاتن پر، کیونکہ انہوں نے اجازت لے کر ختنہ کیا ہے لہٰذا اسے جنایت نہ کہیں گے اور اگر ملتقط نے حاکم وقت یا اس کے نائب مجاز کی اجازت کے بغیر ختنہ کر دیا اور بچہ ہلاک ہو گیا تو اس صورت میں ضمان ہے اور ضمان میں یہ تفصیل ہے کہ اگر خاتن کو پتہ نہ ہو کہ یہ لقیط ہے اور ملتقط حاکم کی اجازت کے بغیر ختنہ کرا رہا ہے بلکہ اس نے سمجھا کہ یہ اسی کا بچہ ہے تو ضمان ملتقط پر ہے اور اگر خاتن کو پوری صورت حال کا پتہ تھا تو ضمان خاتن پر ہے۔

درمختار میں ہے:

فلو فعل فھلك ضمن ولو علم الختان انه ملتقط ضمن ذخیرة وفی الشامیة (قوله ولیس له ختنه) الظاهر ان هذا لوبدون اذن السلطان اونائبه، فلواذن صح لان ولا یته له کما یأتی ولذا کان لوصی الیتیم ان یختنه"۔(۳)

(۱) شرح صحیح مسلم (۱۲۸/۱)

(۲) فتاویٰ ابن تیمیة (۴/ ۴۰۳) باب المیاہ

(۳) الدر المختار (۲۷۴/۴) کتاب اللقیط، ولیس له ختنه

ختنہ اور پردہ

جس کا ختنہ کیا جاتا ہے عمر کے لحاظ سے اس کی چار حالتیں بنتی ہیں:

(۱) چار سال یا اس سے کم عمر کا بچہ ہو، ایسے بچہ کا شرعاً ستر دیکھنا ویسے بھی جائز ہے۔

(۲) چار سال سے سات سال تک عمر ہو۔ ایسے بچے کی دونوں شرمگاہیں ستر میں داخل ہیں، باقی جسم ستر اور پردے میں شامل نہیں ہے۔

(۳) سات سے دس سال کا ہو، اس کا ستر مزید سخت ہو جاتا ہے چنانچہ دونوں شرمگاہوں کا ارد گرد حصہ بھی ستر میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۴) دس سال سے زیادہ عمر ہو، اس کا حکم بالغ شخص کی طرح ہے، اگر مرد ہو تو اس کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک ہے اور اگر عورت ہے تو چہرے، دونوں ہاتھوں اور قدمین کے علاوہ سارا بدن ستر میں داخل ہے۔ (۱)

آخری تین حالتوں کے بارے میں اصول یہ ہے کہ ضرورت کے وقت ایسے افراد کا ستر کھولنا جائز ہے جیسے علاج و معالجہ، آپریشن وغیرہ، ختنہ بھی شرعی ضرورت ہے لہٰذا ختنہ کے لئے ستر کھولنا چند قیود و شرائط کے ساتھ جائز اور درست ہے۔

(۱) جنس اپنی جنس کے سامنے ستر کھولے لہٰذا مرد کا ختنہ مرد کرے اور عورت کا عورت۔

(۲) کشف عورت بقدرِ ضرورت ہو، بلاضرورت زیادہ ستر کھولنا جائز نہیں ہے، لان الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ۔

(۳) خاتن کے علاوہ صرف اتنے افراد ختنہ کے عمل میں شریک ہوں جن کی واقعی ضرورت ہے، ضرورت سے زائد افراد شریک نہ ہوں۔

(۴) ختنہ ایسی جگہ کیا جائے جو مخفی ہو، غیر متعلقہ افراد کی نظر ستر پر نہ پڑے۔

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الدر المختار (۱/ ۴۰۷) کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ

بدائع صنائع میں ہے:

"فلا بأس ان ينظر الرجل من الرجل الى موضع الختان ليختنه او يداو يه بعد الختن"۔(۱)

فتاوی بزازیہ میں ہے:

"يجوز النظر الى فرج الرجل للختن"۔(۲)

عناداً ختنہ نہ کرنے والے کو مجبور کرنا

اگر کوئی شخص اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہے تو اس پر سختی کرنا اور ختنہ پر مجبور کرنا مناسب نہیں ہے، ہاں اگر کوئی آدمی باوجود قدرت کے جان بوجھ کر عناداً ختنہ نہیں کرتا تو اس کو ختنہ پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔(۳)

اس کو ختنہ پر مجبور کرنے سے مراد یہ ہے کہ بذریعہ عدالت یا جرگہ اس کا ختنہ کرایا جائے اور اسے اس کا قائل کیا جائے یا اس کے ساتھ تعلقات ختم کر دیئے جائیں تا کہ وہ باز آجائے۔ البتہ حاکم وقت اس کا زبردستی بھی ختنہ کراسکتا ہے۔

ختنہ نہ کرانے والے سے قطع تعلق

جو شخص بلا عذر اپنا ختنہ چھوڑتا ہے یا اپنی اولاد کا ختنہ نہیں کراتا تو ایسے شخص سے قطع تعلق جائز ہے۔

کفایت المفتی میں ہے:

"مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسے بچوں کے ختنے کرانے پر مجبور کریں اور نہ مانے تو اس کو

(۱) بدائع الصنائع(۵/۱۲۳) کتاب الاستحسان،

(۲) البزازية على هاش الهندية (۶/۳۷۲) كتاب الكراهية،

(۳) ماخذہ : کفایت المفتی(۲/ ۳۴۶)

حکمت اور موعظ حسنہ کے ساتھ سمجھائیں یہاں تک کہ وہ اپنی ضد سے باز آجائے، سختی سے صرف یہ مراد ہے کہ مسلمان اس کو اپنی تقریبات شادی وغمی میں شرکت کی دعوت نہ دیں، اس کے یہاں تقریبات میں شریک نہ ہوں"۔(۱)

ختنہ کے وقت دیئے گئے ہدایا کا حکم

بچے کے ختنہ کے وقت لوگ جو تحفے تحائف اور ہدایا دیتے ہیں یا بچے کے سامنے رکھ دیتے ہیں وہ کس کے ہیں، بچے کے ہیں یا والدین کے؟ اس بارے صحیح یہ ہے کہ اول تو ہدیہ دینے والے کی تصریح کو دیکھا جائے گا، اگر اس نے تصریح کر دی ہے کہ یہ بچہ کے لئے یا اس کے والد یا والدہ کے لئے ہدیہ ہے تو اس کے مطابق عمل ہوگا، اگر تصریح نہ کی تو دوسرے درجہ میں قرائن وشواہد سے فیصلہ کیا جائے گا۔

لہٰذا اگر ہدیہ بچے کے قابل ہے مثلاً بچے کے ناپ کے برابر کپڑے ہیں یا کھلونا ہے تو وہ بچے کا ہے اور اگر وہ چیز بچے کے ساتھ خاص نہیں ہے تو ہدیہ کرنے والا اگر بچے کے والد کا رشتہ دار ہے تو ہدیہ والد کا شمار ہوگا اور اگر والدہ کا رشتہ دار یا اس کی جان پہچان والا ہے تو والدہ کو ملے گا۔

درمختار میں ہے:

"وضعوا اهدايا الختان بين يدى الصبى فمايصلح له كثياب، فالهدية له والا فان المهدى من اقرباء الاب اومعارفه فلأب اومن معارف الام فللام قال هذا لصبى ام لا ولوقال اهديت للاب اوللام فالقول له وفى الشامية (قوله فالقول له)لانه هوالمحلك"۔(۲)

(۱) کفایت المفتی (۳۴۸/۲)

(۲) الدرالمختار (۶۹۶/۵) کتاب الهبة،

خاتن اور ڈاکٹر پر ضمان کا حکم

اگر خاتن یا ڈاکٹر سے دوران ختنہ بچے کا حشفہ کٹ گیا تو اس کی وجہ سے ضمان لازم ہے پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ حشفہ کا بعض حصہ کٹے گا یا کل حشفہ کٹے گا؟ اگر بعض حصہ کٹ گیا تو اس صورت میں حکومت عدل ہے اور اگر کل حشفہ کٹ گیا تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔

(۱) بچہ موت سے بچ گیا، اس صورت میں پوری دیت واجب ہے۔

(۲) اگر بچہ فوت ہو گیا تو آدھی دیت واجب ہے۔ امام زیلعیؒ فرماتے ہیں:

"هذا من اعجب المسائل حيث وجب الاكثر بالبرء والاقل بالهلاك"

یعنی یہ عجیب مسئلہ ہے کہ اگر بچہ موت سے بچ گیا تو پوری دیت واجب ہے اور اگر فوت ہو گیا تو آدھی واجب ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ شرعاً عضو کامل کا ضائع کرنے پر پوری دیت آتی ہے جیسے زبان وغیرہ، اب پہلی صورت میں پوری دیت اس لئے لازم ہے کہ جب بچہ تندرست ہو گیا، موت سے بچ گیا تو چونکہ اس کا حشفہ کاٹا گیا اور وہ عضو کامل ہے لہٰذا اس پر کامل دیت لازم ہے، جیسے اگر خالد نے بکر کا حشفہ کاٹ دیا اور بکر زندہ رہا تو پوری دیت واجب ہے، اور دوسری صورت میں آدھی دیت اس لئے واجب ہے کہ اس کی موت کا سبب دو فعل ہیں۔

(۱) ختنہ کی کھال کاٹنا، اس کی اجازت تھی لہٰذا ضمان نہیں آنی چاہیے۔

(۲) حشفہ کا کاٹنا، اس کی اجازت نہ تھی لہٰذا اس کے مطابق دیت آنی چاہیے، دونوں افعال کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ آدھی دیت ادا کرے گا۔(۱)

☆ حشفہ کے کاٹنے میں پوری دیت واجب ہونے کی وجہ شامی میں اس طرح بیان کی

(۱) الدرالمختارمع ردالمحتار (۲۹/٦) كتاب الاجارة ضمان الاجير

گئی ہے:

"والحشفة اصل فی منفعة الایلاج والدفق"۔(۱)

یعنی دخول اور منی کے ٹپکنے میں اصل کا حشفہ ہونا ہے لہٰذا اس کے ضائع کرنے سے پوری منفعتِ مقصودہ ختم ہو جاتی ہے۔

☆ حکومت عدل سے مراد یہ ہے کہ جنایات اور تاوانوں کو جاننے والے دو عادل تعیین کریں کہ اس کی کیا قیمت اور تاوان بنتا ہے، وہ جتنا بتادیں اتنا ضمان دیدیا جائے۔

☆ مذکورہ دیت یا آدھی دیت خود ڈاکٹر یا خاتن پر واجب نہیں ہے بلکہ اس کی عاقلہ پر واجب ہے۔

☆ مذکورہ حکم تب ہے کہ غلطی سے حشفہ کاٹا ہو اگر جان بوجھ کر کاٹا ہے تو خاتن پر قصاص ہے۔

☆ مذکورہ حکم آزاد بچے کے بارے میں ہے، اگر بچہ غلام ہو تو خاتن پر دیت کی بجائے غلام بچے کی قیمت لازم ہے اور اس بارے تفصیل یہ ہے کہ اگر بچے نے خود خاتن یا ڈاکٹر کو ختنہ کی اجازت دی اور اس نے ختنہ کیا اور حشفہ کٹ گیا تو ڈاکٹر اور خاتن پر پوری قیمت واجب ہے خواہ بچہ بچ جائے یا فوت ہو جائے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ کی اپنی اجازت معتبر نہیں خاص طور پر وہ غلام بھی ہے لہٰذا ڈاکٹر نے غیر ماذون کام کیا ہے، ہاں اگر مولی نے اجازت دی تھی تو بچے کے فوت ہونے کی صورت میں آدھی قیمت اور جان بچ جانے کی صورت میں پوری قیمت واجب ہوگی۔(۲)

اولیاء پر ضمان نہیں ہے

شرعاً جو حضرات بچے کے اولیاء ہوتے ہیں اور بچہ کا ختنہ ان کے ذمہ ہے ختنہ سے بچہ اگر ہلاک ہو جائے تو ان پر ضمان نہ ہوگا۔

---

(۱) ردالمحتار (۶/۵۷۵) کتاب الدیات

(۲) الدرمع الرد (۶/ ۶۲۴) قبیل باب القسامة

بچے کے اولیاء کی ترتیب

سب سے پہلے والد بچے کا ولی ہے پھراس کا وصی پھر دادا پھر دادا کا وصی پھر بھائی پھراس کا وصی پھر چچا پھراس کا وصی، ماموں اوراس کا وصی بچے کا ختنہ نہیں کرسکتا اگر چہ بچہ اس کی پرورش میں ہواور چچا کے وصی میں دونوں قول ہیں۔ والدہ ختنہ کراسکتی ہے البتہ اس کا وصی نہیں کراسکتا۔ ملتقط (بچے کو اٹھانے والا) لقیط (جو بچہ کہیں گرا پڑا ملا ہو) کا ولی نہیں ہے لہٰذا اگر ختنہ کرایا اور نقصان ہوگیا تو اس پر ضمان ہے۔ (۱)

مذکورہ حکم تب ہے کہ ڈاکٹر نے بچے کے اولیاء کی اجازت کے بغیر ختنہ کیا ہو یا ان کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت سے کیا ہے لیکن ختنہ کے لئے جتنی کھال کاٹنی ضروری تھی اس نے اس سے زیادہ کاٹ دی یا حشفہ کاٹ دیا یا زخمی کر دیا یا غفلت اور لاپرواہی سے نقصان ہوا تو ضمان ہے، اگر ڈاکٹر ختنہ کرنے کا اہل اور ماہر ہے اولیاء کی اجازت سے ختنہ کیا اور بقدر ضرورت ہی کھال کاٹی پھر بھی خون زیادہ نکل گیا یا زخم نے طول پکڑ لیا اور باوجود علاج و معالجہ کے درست نہ ہوا اور بچہ فوت ہوگیا یا نقصان ہوگیا تو ڈاکٹر پر ضمان نہیں ہے۔ (۲)

ڈاکٹر سے ہسپتال میں ختنہ کرانا

آج کل ہسپتالوں اور طبی مراکز میں بچوں کے ختنہ کا اچھا انتظام ہوتا ہے، طبی سہولیات بھی میسر ہوتی ہیں اور تجربہ کار ڈاکٹر کمپوٹر یا دوسرا عملہ ختنہ کرتا ہے، شرعاً ان سے ختنہ کرانا جائز ہے۔

لیڈی ڈاکٹر سے بچہ کا ختنہ کرانا

لیڈی ڈاکٹر سے بچے کا ختنہ کرانا جائز ہے کیونکہ چھوٹے بچے کا ستر عورت واجب نہیں

(۱) الهندية (۵/ ۴۳۷) كتاب الكراهية

(۲) البزازية مع الهندية (۵/ ۸۹)

ہے، خاتون بھی اسے دیکھ سکتی ہے۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل میں ہے:

سوال: ہمارے ہاں میٹرنٹی ہوم میں لڑکے کا ختنہ لیڈی ڈاکٹر کرتی ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی اہمیت اور اس کے جائز و ناجائز ہونے کا تعین کریں، کیونکہ بعض لوگ اس کو غلط اور مکروہ کہتے ہیں۔

جواب: شرعاً کوئی حرج نہیں۔(۱)

عورت کے ختنہ کی شرعی حیثیت

مرد کے مقابلہ میں عورت کے ختنہ کی اہمیت کم ہے، اس کی تاکید زیادہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ عورت کا ختنہ بالاتفاق شعار نہیں ہے، اس بارے فقہاء کرام اور ائمہ عظام کے مسلک کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

احنافؒ کا مسلک

احنافؒ کے ہاں اس بارے پانچ قول ملتے ہیں:

(۱) عورت کا ختنہ مستحب ہے، اس بارے احادیث اور کتب فقہ میں مکرمہ کا لفظ آیا ہے، مکرمہ کا معنی مستحب اور افضل ہے۔

(۲) عورت کا ختنہ مسنون ہے۔

(۳) مکروہ ہے۔ (۴) واجب ہے۔ (۵) فرض ہے۔

لیکن صحیح قول پہلا ہے کہ عورت کا ختنہ مستحب ہے۔

درمختار میں ہے:

"وختان المرأة ليس بسنة بل مكرمة للرجال وقيل سنة"۔

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل (۵۱/۸)

وفی الشامیة (قوله بل مكرمة للرجال)لانه الذفی الجماع زیلعی(قوله وقیل سنة) جزم به البزازی معللا بانه نص علی ان الخنثی تختن ولوكان ختانها مكرمة لم تختن الخنثی لاحتمال ان تكون امرأة ولكن لاكالسنة فی حق الرجال۔

اقول:ختان الخنثی لاحتمال كونه رجلاوختان الرجل لايترك فلذا كان سنة احتياطاً ولا يفيد ذلك سنيته للمرأة تأمل وفی كتاب الطهارة من السراج الوهاب اعلم ان الختان سنة عندنا للرجال والنساء۔(۱)

محیط برہانی میں ہے:

"واختلفت الرواية فی ختان النساء،ذكرفی بعضهاانهاسنةهكذاحكی عن بعض المشائخ واستدل هذاالقائل بما ذكرمحمدؒفی كتاب الخنثی:ان الخنثی تختتن ولوكان مكرمة لكان لايختتن لانه يحتمل انه امرأة وعلی هذا التقدير لايجوزللرجل ان يفعل ذلك ويحتمل انه رجل وعلیٰ هذا التقدير لا يجوز للمرأة ان تفعل ذلك فتعذر الفعل لا نعدام الفاعل فيسقط.ذكرشمس الائمة الحلوانیؒ فی ادب القاضی للخصاف : ان ختان النساء مكرمة۔(۲)

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

"فی خزانة الفتاویٰ ......اختلفوا فی ختان المرأة قال فی ادب القاضی مكروه وفی موضع آخر سنة قال بعض العلماء واجب وقال بعضهم فرض قلت والصحيح انه سنة ......الخ

فتاوی بزازیہ میں ہے:

---

(۱) الدرالمختار(۶/ ۷۵۱) مسائل شتی

(۲) المحیط البرهانی(۸/ ۸۵)كتاب الكراهية والاستحسان

(۳) المرقاة(۸/۲۸۹)كتاب اللباس،باب الترجل،الفصل الاول

" ختان النساء سنة لان النص ان الخنثى يختتن ولو كان ختانها مكرمة لاسنة لم يختتن الخنثى لاحتمال ان يكون امرأة ولكن لا كالسنة فى حق الرجال"۔(۱)

عورت کے ختنہ کی شرعی حیثیت کے بارے میں فقہ حنفی سے مزید وضاحت

جن حضرات نے عورت کا ختنہ مسنون کہا ہے اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان فرمائی ہے کہ امام محمدؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ خنثیٰ کا ختنہ کیا جائے گا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کے ختنہ کی طرح عورت کا ختنہ بھی مسنون ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ خنثیٰ یا تو مرد ہو گا یا عورت، اگر مرد ہے تو عورت اس کا ختنہ نہیں کر سکے گی۔ اور اگر عورت ہے تو مرد اس کا ختنہ نہیں کر سکے گا، بہر صورت فعل محظور کا ارتکاب کرنا پڑے گا۔ اور محظور کا ارتکاب فعل مسنون کے لئے تو ہو سکتا ہے محض مستحب کے لیے نہیں ہو سکتا، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا ختنہ مسنون ہے، اس استدلال کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں:

(۱) اس اصول کو اگر مان لیا جائے تو پھر عورت کا ختنہ واجب ہونا چاہیے کیونکہ حرام کا ارتکاب واجب کے لئے ہی کیا جا سکتا ہے۔

(۲) علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ خنثیٰ کا ختنہ اس احتمال کی بنیاد پر کیا جاتا ہے کہ شاید وہ مرد ہو اور مرد کا ختنہ چھوڑنا صحیح نہیں ہے لہٰذا خنثیٰ کا ختنہ بھی احتیاطاً مسنون قرار دیا گیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورت کا ختنہ مسنون ہے۔

تطبیق

مذکورہ اقوال میں ترجیح پہلے قول کو حاصل ہے کہ عورت کا ختنہ مستحب ہے لیکن ان

(۱) الفتاویٰ البزازیۃ (۲/ ۴۹۰) کتاب الکراھیۃ، التاسع فی المتفرقات

اقوال میں تطبیق بھی دی جاسکتی ہے اور تطبیق یہ ہے کہ جن حضرات نے عورت کے ختنہ کو سنت لکھا ہے اس سے سنت غیر مؤکدہ مراد ہے، اس قول کا مآل بھی یہی ہوا کہ عورت کا ختنہ مستحب ہے۔ علامہ شامیؒ نقل کرتے ہیں:

"ولکن لا کالسنة فی حق الرجال"۔(۱)

یعنی عورتوں کا ختنہ مردوں کے ختنہ کی طرح مسنون نہیں بلکہ اس سے کم درجہ کا ہے۔

مستحب شرعی یا طبعی؟

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ عورت کا ختنہ مستحب ہے لیکن احادیث اور فقہی عبارات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے ختنہ کا مستحب ہونا مستحب شرعی نہیں ہے، ارشادی اور طبعی ہے یعنی عورت کے ختنہ کو جو مشروع قرار دیا گیا ہے اس میں بندہ کے شرعی مصالح کو مدنظر نہیں رکھا گیا بلکہ دنیاوی اور طبعی مصالح وفوائد کو مدنظر رکھا گیا ہے اور عورت کے ختنہ کے بارے میں جو حکم آیا ہے وہ امرِ ارشادی ہے۔ لہٰذا اگر عورتوں کا ختنہ اجتماعی طور پر بھی چھوڑ دیا جائے تو اس میں کسی قسم کا گناہ نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ عورت کے ختنہ کے جو فوائد ہیں وہ حاصل نہیں ہو رہے، یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہندو پاک میں عورتوں کا ختنہ بالکل متروک ہے اور اکثر عرب ممالک میں بھی اس پر عمل نہیں ہو رہا۔

عورت کا ختنہ مستحب طبعی یا ارشادی ہے اس کا قرینہ یہ ہے کہ جن احادیث میں عورت کے ختنہ کا امر ہے، اس کی وجہ ایسے الفاظ میں بیان کی گئی ہے جس سے اس کا استحباب طبعی ہونا مترشح ہوتا ہے، وہ الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) فان ذلك احظی للمرأة: ختنہ عورت کے لئے زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

(۲) احب الی البعل : یعنی عورت کا ختنہ شوہر کے ہاں پسندیدہ ہے۔

(۱) ردالمحتار (٦/٧٥١)

(۳)اسرٰی للوجه : یعنی فرج کی سطح کے لئے خوبصورتی کا ذریعہ ہے۔

(۴)احظی عندالزوج: یعنی عورت کا ختنہ شوہر کے ہاں فضیلت والا ہے، بعض روایات میں "فانه احظی عندا زواجکن" کے الفاظ آئے ہیں۔

(۵)انور للوجه: یعنی چہرے کے لئے خوبصورتی ہے۔

(٦)ابهی ملوجه : یعنی چہرے کے لئے خوبصورتی ہے۔

(۷)انضر للوجه : یعنی چہرے کے لئے خوبصورتی ہے۔

ان روایات کی تفصیل عورت کے ختنہ کے فوائد ومصالح کے عنوان میں ملاحظہ ہو۔

(۸) فقہاء کرامؒ نے اس کی وجہ لکھی ہے: لانہ الذنی الجماع۔ ردالمحتار (۷۵۱/٦) یعنی مختون عورت سے جماع کرنے میں مرد کو لذت زیادہ حاصل ہوتی ہے۔

عورتوں کا ختنہ چونکہ مستحب طبعی ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء کرام نے عورت کے ختنہ کو جائز لکھا ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

''قوی یہ ہے کہ عورتوں کی ختنہ سنت نہیں ہے جائز ہے اس میں مردوں کا مفاد ہے کہ الذ ہے جماع میں''۔(۱)

کفایت المفتی میں ہے:

''(عورتوں کا ختنہ) مردوں کی خوشنودی کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ مردوں کے ختنہ کی طرح سنت مستقلہ مؤکدہ نہیں ہے''۔(۲)

مالکیہ کا مؤقف

مالکیہ حضرات کے ہاں بھی عورت کا ختنہ مندوب ومستحب ہے، سنت یا ضروری نہیں ہے۔

۱)......حاشیہ دسوقی میں ہے:

(۱) فتاوىٰ رحيميه (۱۰/ ۱۳۵) كتاب الحظر والاباحة، باب الختان

(۲) كفايت المفتى (۲/ ۲٤۷)

"وحکمها ...... وهوفی الذکور سنة واما خضاض الانثی فمندوب"۔(۱)

۲)......رسالہ ابن ابی زید میں ہے:

"والختان للرجال سنة والخفاض للنساء مکرمة"۔(۲)

۳)......الفواکہ میں ہے:

وخامسة الخصال الختان للرجال ...... (مکرمة)بضم الراء وفتح المیم ای کرامة بمعنی مستحب لامره ﷺبذلك ویستحب فیه الستر بحیث لایطلع علیه غیر الفاعلة والمفعول بها ولذلك لا یصنع للخفاض طعام بخلاف الختان فیجوزان یشهر ویدعی الیه الناس۔(۳)

شافعیہ کا مذہب

شافعیہ کے ہاں عورت کے ختنہ کے بارے میں دوقول ملتے ہیں:

(۱)وجوب (۲) سنت۔

لیکن صحیح قول پہلا ہے لہٰذا ان کے ہاں مرداورعورت دونوں کا ختنہ واجب ہے۔ اگر کوئی عورت ختنہ نہ کرائے تو شوہر اس کو ختنہ پر مجبور کرسکتا ہے۔

۱)......شرح المہذب میں ہے:

(فرع)الختان واجب علی الرجال والنساء عندناوبه قال کثیرون من السلف کذا حکاه الخطابی و ممن اوجبه احمد وقال مالك وابوحنیفة سنة فی الجمیع وحکاه الرافعی وجهالنا وحکی وجهاثالثا انه یجب علی الرجل وسنة فی المرأة وهذا ان الوجهان شاذان والمذهب الصحیح

(۱) حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر(٦/٣٩١)باب العقیقة

(۲) رسالة ابن ابی زید القیروانی مع الفواکه الدوانی(٨/١٨١) باب فی الفطرة والختان وحلق الشعر......الخ

(۳) الفواکه الدوانی(٨/١٨٦)لاحمدبن غنیم التفراوی

المشهور الذى نص عليه الشافعى وقطع به الجمهور انه واجب على الرجال والنساء۔(۱)

۲)روضۃ الطالبین میں ہے:

الثالثة:الختان واجب فى حق الرجال والنساء وقيل سنة وقيل واجب فى الرجل سنة فى المرأة والصحيح المعروف هوالاول۔(۲)

۳)......شرح النووی میں ہے:

"وهوعندالشافعى واجب على الرجال والنساء جميعاً۔"(۳)

۴)......کشف القناع میں ہے:

" وللرجل اجبار زوجته المسلمة عليه كالصلوٰة."(٤)

حنابلہ کا مذہب

حنابلہ کے ہاں عورت کے ختنہ کے بارے دوقول ملتے ہیں:

(۱)وجوب (۲)استحباب

صحیح یہ ہے کہ حنابلہ کے ہاں عورت کا ختنہ مستحب ومندوب ہے۔

۱)......الفروع میں ہے:

ويجب الختان وعنه على غيرامرأة وعنه يستحب،قال شيخنا:يجب اذا وجبت الطهارة والصلوٰة ......الخ۔(۵)

۲)......الانصاف میں ہے:

---

(۱) المجموع شرح المهذب(۱/۳۰۰)كتاب الطهارة

(۲) روضة الطالبين وعمدة المفتين(۳/ ٤۸۷)كتاب ضمان اتلاف الامام،

(۳) شرح النووى على صحيح المسلم(۱/۱۲۸)باب خصال الفطرة،

(٤) كشف القناع(۱/۲۲۲)كتاب الطهارة

(۵) الفروع لابن مفلح(۱/۹۸)

"وسنة الوضوء قوله(ويجب الختان)هذا المذهب مطلقاً......وعنه يجب على الرجال دون النساء ......وعنه لايجب مطلقاً اختاره ابن ابی موسیٰ قال ابن تميم:قال ابن ابی موسیٰ هوسنة للذكور."(۱)

۳)......شرح منتہی الارادات میں ہے:

(ويجب ختان ذكر)...... (ويجب ختان انثى)(۲)

خلاصہ مذاہب

خلاصہ یہ کہ امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں عورت کا ختنہ مستحب ومندوب ہے اور امام شافعیؒ کے ہاں واجب ہے، راجح قول ائمہ ثلاثہ کا ہے کہ عورت کا ختنہ مستحب ومندوب ہے۔ان اقوال سے معلوم ہوا کہ عورت کا ختنہ مرد کے ختنہ سے کم درجہ کا ہے۔ابن قدامہؒ المغنی میں نقل کرتے ہیں:

"قال احمد:الرجل اشد وذلك ان الرجل اذ الم يختتن فتلك الجلدة مدلاة على الكمرة ولاينقى ما ثم والمرأة اهون"۔(۳)

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ختنہ کے بارے مرد کا معاملہ زیادہ سخت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی کا ختنہ نہ کیا جائے تو ختنہ کی کھال قلفہ پر لٹکی رہتی ہے اور وہاں کی صفائی صحیح طور پر نہیں ہو پاتی، اس کے مقابلہ میں عورت کا ختنہ خفیف اور ہلکا کا ہے۔

دلائل وجوب

پہلی دلیل:

(۱)عن ضحاك بن قيسؓ قال: كان بالمدينة امرأة يقال لهاام عطية تخفض

(۱) الانصاف(۱/۱۹۱) كتاب الطهارة،باب السواك

(۲) شرح منتهي الارادات (۱/۷۹) كتاب الطهارة،باب السواك وغيره من سنن ......

(۳) المغنى(۱/۸٤)

الجواری فقال لها رسول اللهﷺ یا ام عطیة اخفضی ولاتنهکی فانه اسری للوجه واحظی عندالزوج۔(۱)

(۲)ذکر الضحاك بن قیس الاکبرؓ عن الضحاك بن قیس قال: کانت بالمدینة امرأة تخفض النساء یقال لها ام عطیةؓ فقال لهارسول اللهﷺ:اخفضی ولاتنهکی فانه انضر للوجه واحظی عندالزوج واورده الذهبی فی التلخیص دسکت عنه۔(۲)

ضحاک بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت لڑکیوں کا ختنہ کرتی تھی اسے ام عطیہ کہا جاتا تھا نبی کریمﷺ نے اس سے فرمایا کہ ختنہ کرو اور اس میں مبالغہ نہ کرو کیونکہ یہ فرج کے سر کے لئے تروتازگی اور شوہر کے ہاں لذت کا ذریعہ ہے۔

یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے، اس میں امر کا صیغہ ہے اخفضی اور امر وجوب کے لئے آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کا ختنہ بھی واجب ہے۔

جواب(۱)

اس حدیث کے اکثر طرق میں امر کا صیغہ موجود نہیں ہے۔

جواب(۲)

جن طرق میں امر کا صیغہ موجود ہے ان میں خود ختنہ کا حکم دینا مقصود نہیں مقصود ختنہ میں مبالغہ سے منع کرنا ہے لہٰذا یہ امر مقید ہے اور امر مقید میں اصل مقصود قید ہوتی ہے اس لئے اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

جواب(۳)

اگر مان لیا جائے کہ ختنہ کا امر مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ امر ندب واستحباب کے

(۱) السنن الکبری للبیهقی(۸/۳۲۵) کتاب الاشربة الخ

(۲) مستدرك الحاکمؒ (۴/ ۲۴۵)تابع کتاب معرفة الصحابة،

لئے ہے وجوب کے لئے نہیں اور اس کا قرینہ خود ان روایات میں موجود ہے وہ یہ کہ امر کی وجہ اور علت فانہ اسری للوجہ، انضر للوجہ اور احظی عند الزوج بیان کی گئی ہے جس میں مصالح دنیاویہ کو بیان کیا گیا ہے، اس طرح یہ حدیث استحباب وندب کی دلیل بن گئی۔

دوسری دلیل:

"عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله ﷺ: اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل ...... رواه الترمذی وابن ماجه.(۱)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد کا مقام ختنہ عورت کے مقام ختنہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

شافعیہ حضرات نے اس حدیث سے بھی وجوبِ ختنہ پر استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں عورتیں ختنہ کراتی تھیں۔

"وفی قول النبی ﷺ (اذا التقی الختانان وجب الغسل) دلیل علی ان النساء کن یختتن".(۲)

جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں خواتین کا ختنہ ہوتا تھا لیکن کیا ان کا ختنہ واجب تھا؟ یہ بات حدیث سے ثابت نہیں ہوتی، اس حدیث میں جس طرح وجوب کا احتمال ہے، ندب واستحباب کا احتمال بھی ہے لہٰذا اس سے کوئی فریق بھی استدلال نہیں کر سکتا۔

تیسری دلیل:

وہ عورت کے ختنہ کو مرد کے ختنہ پر قیاس کرتے ہیں یعنی مرد کا ختنہ واجب ہے تو عورت کا بھی واجب ہونا چاہیے اور دونوں کے درمیان علتِ مشترکہ فضلہ ہے یعنی دونوں کے ختنہ میں زائد از ضرورت عضو کاٹا جاتا ہے۔

---

(۱) مشکوٰة المصابیح (۱/ ٤٨) باب الغسل

(۲) کشف القناع عن متن الاقناع (۱/ ۲۲۲) کتاب الطهارة، باب السواك وغيره

"ولان هناك فضلة فوجب ازالتها كالرجل وقت وجوبه"۔(۱)

اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کے ختنہ کو مرد کے ختنہ پر قیاس کرنا رد المختلف الی المختلف کے قبیل سے ہے جو کہ حجت نہیں ہے یعنی ہمارے ہاں مرد کا ختنہ بھی واجب نہیں ہے لہٰذا عورت کا ختنہ اس پر قیاس بھی نہیں ہوسکتا، امام شافعیؒ کے ہاں مرد کا ختنہ واجب ہے لیکن یہ ہمارے خلاف حجت نہیں ہے۔

چوتھی دلیل:

عن عبداللہ بن عمرؓ مرفوعاً یانساء الانصار اختضبن غمساواخفضن ولاتنهكن فانه احظى عندازواجكن....رواه ابن عدی والبزار۔ (۲)

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا اے انصار کی عورتو مکمل خضاب کرو اور ختنہ کرو لیکن ختنہ میں مبالغہ نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے مردوں کے ہاں بہتر ہے۔

جواب (۱) یہ حدیث ضعیف ہے، مسند بزار کی سند میں مندل بن علی اور ابن عدی کی سند میں خالد بن عمرو قرشی دونوں ضعیف راوی ہیں۔

جواب (۲) فانہ احظیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ ختنہ کا حکم ندب و استحباب پر محمول ہے نیز اس سے پہلے خضاب کا حکم ہے وہ بالاتفاق وجوب پر محمول نہیں ہے۔

دلائل استحباب

پہلی دلیل:

بہت سی احادیث میں عورتوں کے ختنہ کو ''مکرمۃ'' کہا گیا ہے اور مکرمہ کا معنی مستحب اور مندوب کے ہیں۔

---

(۱) کشف القناع عن متن الاقناع(۱/۲۲۲)

(۲) عون المعبود(۱۴/۱۰۷)

(۱)حدثنا عبد الله حدثنی ابی، حدثنا سریج حدثنا عهاد یعنی بن العوام عن الحجاج عن ابی الملیح بن اسامة عن ابیهؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: الختان سنة للرجال مکرمة للنساء۔ (۱)

حضرت اسامہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے اعزاز ہے۔

(۲)(لعله الولی) و سید المملوك یأمران به و ماورد فی الختان اخبرنا ابوبکر بن الحارث الفقیه انبأنا ابو محمد بن حیان ثنا عبد ان ثنا ایوب الوزان ثنا الولید بن الولید ثنا ابن ثوبان عن محمد بن عجلان عن عکرمة عن ابن عباسؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الختان سنة للرجال مکرمة للنساء هذا اسناد ضعیف و المحفوظ موقوف ۔(۲)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ علیہ سے روایت ہے نبی علیہ اسلام نے ارشادفرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے بہتر ہے۔

(۳)وفیها ایضاً اخبرناه هلال بن محمد بن جعفر الحفار انبأنا الحسین بن یحی بن عیاش القطان ثنا ابراهیم بن مجشر ثنا وکیع بن الجراح عن سعید بن بشیر عن قتادة عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: الختان سنة للرجال و مکرمة للنساء۔(۳)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے فضیلت ہے۔

واخبرنا ابو عبدالله الحافظ وابومحمد بن ابی حامد المقری قالا حدثنا

(۱) مسنداحمدبن حنبل(۳۸۱/۷)مسند اسامة الهذلی ، رقم الحدیث (۲۰۷٤٤)

(۲) السنن الکبری للبیهقی (۳۲۵/۸) کتاب الاشربة و الحد فیها ،،و کذا فی الطبرانی ۱۱ (۱۱۵۹۰).

(۳) السنن الکبری للبیهقی (۳۲۵/۸) کتاب الاشربة و الحد فیها ، باب

ابوالعباس محمد بن يعقوب ثنا ابراهيم بن سليمان البرلسى ثنا ابراهيم بن الحجاح ثنا حفص بن غياث عن الحجاج عن ابى المليح بن اسامة عن ابيه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم:الختان سنة للرجال و مكرمة للنساء۔ الحجاج بن ارطاة لا يحتج به وقيل عنه عن مكحول عن ابى ايوب وهومنقطع۔(۱)

(٤)وفيها ايضاً اخبرنا على بن محمد المقرى ابنأنا الحسن بن محمدبن اسحاق ثنا يوسف بن يعقوب ثنا محمد بن ابى بكر ثنا عبدالواحد بن زياد ثنا حجاج عن مكحول عن ابى ايوب قال قال النبى صلى الله عليه وسلم: الختان سنة للرجال و مكرمة للنساء۔(۲)

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اورعورتوں کے لئے اکرام کاذریعہ ہے۔

(٥) حدثنا عباد بن العوام عن حجاج عن رجل عن ابى المليح عن شداد بن اوس رضى الله عنه قال قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم: الختان سنة للرجال مكرمة للنساء۔ (۳)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت اورعورتوں کے لئے باعث تکریم ہے۔(۴)

ان احادیث کی مزید تفصیل ''دلائلِ سنیت'' کی بحث میں دلیل ثانی کے تحت دیکھی

---

(۱) السنن الكبرى للبيهقى(۸/۳۲۵)...كتاب الاشربة

(۲) السنن الكبرى للبيهقى(۸/۳۲۵)...كتاب الاشربة

(۳) مصنف ابن ابى شيبة (۱۳/٤۷۳) كتاب الادب، باب فى الختان من فعلهارقم الحديث ۲۶۹۹۸)

(٤) رواه الطبرانى فى الكبير(۷/۷۱۱۲، ۷۱۱۳) وابن ابى حاتم فى علل الحديث (۲۲۳۱) من طريق حجاج عن ابى المليح عن ابيه، عن شداد به ولم يذكر "الرجل"۔

جاسکتی ہے۔

دوسری دلیل:

وہ تمام احادیث جن میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اُم عطیہؓ کو عورتوں کے ختنہ کے بارے ہدایت دی کہ عورتوں کا ختنہ کرو لیکن زیادہ مبالغہ نہ کرو، مبالغہ نہ کرنے کی آپ ﷺ نے جو حکمتیں اور مصلحتیں بیان کی ہیں ان کا تعلق دنیاوی فوائداور بدنی اور جسمانی منافع سے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا ختنہ واجب اور ضروری نہیں بلکہ یہ حکم ابتداءً شرعی ہی نہیں بلکہ حصول منافع کے لیے یہ حکم دیا گیا ہے جو مستحب و مندوب ہونے کی نشانی ہے۔

تیسری دلیل:

بعض احادیث میں عورتوں کے ختنہ کے فوائد و مصالح تو بیان ہوئے ہیں لیکن ترکِ ختنہ پر کوئی وعید نہیں آئی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کا ختنہ مستحب و مندوب ہے واجب نہیں ہے۔

چوتھی دلیل:

بعض احادیث میں عورتوں کے ختنہ کی ترغیب تو آتی ہے لیکن اس کا تاکیدی حکم نہیں آیا، معلوم ہوا کہ عورتوں کا ختنہ واجب اور ضروری نہیں، صرف مستحب ہے۔

پانچویں دلیل:

اگر عورتوں کا ختنہ واجب اور فرض ہوتا تو عہد نبوی اور بعد کے ادوار میں اس کا تعامل ہوتا حالانکہ تعامل تو کجا عورتوں کے ختنہ کا کوئی مستند ثبوت بھی نہیں ملتا۔ اور جن حضرات نے حدیث "اذا جاوز الختان الختان" سے عورتوں کے ختنہ کے تعامل پر استدلال کیا ہے اول تو وہ محل نظر ہے، دوسرے وہ تعامل عرفی ہے شرعی نہیں ہے، جس سے وجوب کی

صورت ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

عورت کے ختنہ کی حکمتیں اور مصلحتیں

اس سے قبل مردوں کے ختنہ کی بحث میں ہم نے مردوں کے ختنہ کی تقریباً چودہ مصالح اور حکمتیں لکھی ہیں وہ حکمتیں اور مصلحتیں فی الجملہ عورت کے ختنہ میں بھی پائی جاتی ہیں اور فی الجملہ اس لئے کہا کہ کچھ حکمتیں علی الکمال نہیں پائی جاتیں، احادیث میں ان کے علاوہ بھی عورتوں کے ختنہ کی چند مصالح وحکمتوں کا ذکر آتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱)...... انور للوجه، اسری للوجه، انضر للوجه۔

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

(!) ختنہ فرج اور وجہ فرج کی تروتازگی، نشاط اور عمدگی کا سبب ہے۔

(!!) ختنہ سے عورت کے چہرے پر تروتازگی بشاشت، نشاط اور عمدگی پیدا ہوتی ہے۔

۲)......احظى عندالرجل احب الى البعل، احظى عندالزوج، احظى عندالازواج

یہ الفاظ مختلف احادیث میں آئے ہیں اور احظی کی تفسیر دوسری احادیث میں احب سے کی گئی ہے، گویا احظی کا معنی احب اقرب اور اسعد ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ کی ایک دوسری حدیث میں ہے:

تزوجی رسول الله ﷺ فی شوال وبنی بی فی شوال فای نسائه کان احظی منی؟

نبی ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور شوال میں ہی بناء کی اور آپ کی ازواج مطہرات میں کونسی زوجہ آپ ﷺ کے ہاں مجھ سے زیادہ محبوب اور سعادتمند ہے؟

حضرت عائشہؓ کا اصل مقصد ان لوگوں کی تردید ہے جو شوال میں شادی کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اس حدیث میں احظی کا لفظ آیا ہے، اس کے بارے ابن الاثیر لکھتے ہیں:

ای اقرب الیه منی و اسعدبه،یقال :خظیت المرأة عندزوجهاتحظی حظوة وحظوة بالضم والکسر .(وبالفتح ایضافهومثلث، کما فی تاج العروس)ای سعدت به ودنت فی قلبه واجها۔(۱)

احادیث میں عورت کے ختنہ کے بارے جواحظی اوراس سے ملتے جلتے الفاظ آئے ہیں اس کے دومطلب ہوسکتے ہیں۔

(!) ختنہ شدہ عورت اپنے شوہر کے زیادہ قریب، زیادہ محبوب اورزیادہ نیک بخت اور سعادت مند ہوتی ہے اور یہ حکمت تکوینی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اسے یہ شرف بخش دیتے ہیں۔

(!!) مردکواس سے جماع کرنے میں زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے اور یہ حکمت طبعی اورحسی ہے۔اورفقہاء کرامؒ نے اسی حکمت کو بیان فرمایا ہے۔

۳)......بعض احادیث میں احظی للمرأۃ کے الفاظ آئے ہیں یعنی ختنہ خوداس عورت کے ہاں پسندیدہ اوراچھا عمل ہے،اوراس سے عورت کوزیادہ لذت محسوس ہوتی ہے۔

شایداس کی وجہ یہ ہے کہ ختنہ سے شہوت میں اعتدال آجاتا ہے۔

امام غزالیؒ نے اسری للوجہ کا مطلب اکثر لماء الوجہ ودمہ سے بیان کیا ہے یعنی اس کی وجہ سے چہرے کی رونق بڑھتی اورخون میں اضافہ ہوتا ہے اور''احظی عندالزوج'' کا معنی لکھا ہے احسن فی جماعھا یعنی ایسی عورت جماع میں اچھی ہوتی ہے،فرماتے ہیں کہ اس میں نبی کریم ﷺ نے کنایہ استعمال فرمایا ہے نیزاس طرح کے دنیاوی فوائد ومصالح بیان کرنا آپ ﷺ جیسے اُمی کی جلالت شان ہے۔

احیاءالعلوم میں ہے:

قال رسول الله ﷺ لام عطیة وکانت تخفض:یاام عطیة اشمی ولاتنهکی فانه اسری للوجه واحظی عندالزوج ای اکثر لماء الوجه ودمه واحسن فی جماعهافانظرالی جزالة لفظه فی الکنایة والی اشراق نور النبوة من مصالح

(۱) النهایة فی غریب الحدیث والاثر(۱/۴۰۵) باب الحاء مع الظاء

الآخرة التی اھم مقاصد النبوة الی مصالح الدین ......الخ.(۱)

احادیث وروایات

(۱)عن ام عطیة الالضاریةؓ ان امرأة كانت تختن بالمدینة فقال لها النبی ﷺ: لاتنهكی فان ذلك احظی للمرأة واحب الی البعل.قال ابوداؤد:روی عن عبید الله بن عمر بن عبدالملك بمعناه واسناده قال ابوداؤد:ولیس هوبالقوی "۔(۲)

ام عطیہ انصاریؓ سے مروی ہے مدینہ میں ایک عورت خواتین کا ختنہ کرتی تھی، نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ختنہ میں مبالغہ مت کرو کیونکہ یہ عورت کے لئے فضیلت اورشوہر کے ہاں محبوب ہے۔

عن الضحاك بن قیسؓ قال: كانت بالمدینة امرأة تخفض النساء یقال لها ام عطیةؓ فقال لها رسول الله ﷺ اخفضی ولا تنهكی فانه انضر للوجه واحظی عندالزوج،اورده الذهبی فی التلخیص وسكت عنه.والحدیث ضعیف ولكن صححه الالبانی ۔(۳)

ضحاک بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جو عورتوں کا ختنہ کرتی تھی اسے ام عطیہ کہا جاتا تھا نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ عورتوں کا ختنہ کیا کرو اور ختنہ میں مبالغہ نہ کرو کیونکہ یہ چہرے کے لئے تروتازگی اور شوہر کے ہاں محبوب ہونے کا سبب ہے۔

(۱) احیاء العلوم(۱/۲۰۳)کتاب اسرار الطهارة ، النوع الثانی فیما یحدث فی البدن

(۲) سنن ابی داؤد(۲/۳۷۵)اخر كتاب الادب،باب فی الختان، وكذا فی السنن الكبری (۸/۳۲۵) كتاب الاشربة الخ.

(۳) مستدرك الحاكم(٤/٥٤٥)تابع كتاب معرفة الصحابة، ذكر الضحاك بن قیس الاكبرؓ رقم الحدیث (٦٣٤٥)۔انظرصحیح سنن ابی داؤد(۳/۹۸۹)

(۳)ولرزين: اشمى ولاتنهكى فانه انور للوجه واحظى عند الرجل.(۱)

امام رزینؒ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ام عطیہؓ سے فرمایا کہ ختنہ کم سے کم کرو اور اس میں مبالغہ نہ کرو، اس لئے کہ یہ چہرے کی روشنی اور نور کا ذریعہ اور مرد کے ہاں سعادت مندی کا سبب ہے۔

(٤)عن ام عطية الانصاريةؓ ان رسول الله ﷺ امر خاتنة تختتن فقال: اذا ختنت فلا تنهكى فان ذلك احظى للمرأة واحب الى البعل.(۲)

ام عطیہ انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ختنہ کرنے والی ایک عورت کو حکم دیا اور فرمایا کہ جب تم ختنہ کرو تو مبالغہ مت کرو کیونکہ یہ عورت کے ہاں عمدگی اور مرد کے ہاں محبت کا سبب ہے۔

(٥)وفيها ايضاً عن ضحاك بن قيسؓ قال: كان بالمدينة امرأة يقال لها ام عطية تخفض الجوارى فقال لها رسول الله ﷺ يا ام عطية اخفضى ولاتنهكى فانه اسرى للوجه واحظى عندالزوج -(۳)

ضحاک بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جسے ام عطیہ کہا جاتا تھا وہ بچیوں کا ختنہ کرتی تھی، نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اے ام عطیہ ختنہ کرو لیکن بہت زیادہ گوشت نہ کاٹو کیونکہ یہ چہرے کیلئے تروتازگی اور شوہر کے ہاں سعادت کی نشانی ہے۔

(٦)وفيها ايضاً عن انسؓ عن النبى ﷺ اذا خفضت فاشمى ولاتنهكى فانه اسرى للوجه واحظى عندالزوج-(٤)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ام عطیہؓ سے فرمایا کہ ختنہ اتنا ہی کرو جتنی خوشبو سونگھی جاتی ہے (یعنی کم کرو) اور مبالغہ سے کام نہ لو کیونکہ یہ چہرے کی

(۱) جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد(۲/ ۸۲٤) رقم الحديث (٥٩١٦)

(۲) السنن الكبرى للبيهقى(۸/ ۳۲٥) كتاب الاشربة الخ

(۳) السنن الكبرى للبيهقى(۸/ ۳۲٥) كتاب الاشربة الخ ـ وكذافى كنز العمال(١٦/ ١٨١) كتاب النكاح الفصل الثالث فى الختان.

(٤) السنن الكبرى للبيهقى(۸/ ۳۲٥) كتاب الاشربة الخ

عمدگی، بشاشت کا ذریعہ اور شوہر کے ہاں محبوب بن جانے کا سبب ہے۔

(۷)عن عبدالله بن عمرؓ مرفوعاً یانساء الانصار اختضبن غمساواخفضن ولاتنهكن فانه احظى عنداز واجكن. رواه ابن عدی والبزار۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے انصار کی عورتو خضاب خوب کرواور ختنہ کرو لیکن ختنہ میں مبالغہ مت کرو کیونکہ یہ تمہارے شوہروں کے ہاں پسندیدہ ہے۔

اخف ہونے کی وجوہ

مرد کے ختنہ کی تاکید زیادہ ہے اور عورت کا ختنہ اس کے مقابلہ میں اخف اوراہون ہے،غور کرنے سے اس کی کئی وجوہ سامنے آئیں:

(۱)ختنہ کی جو حکمتیں اور مصالح ہیں وہ مرد کے ختنہ میں علی الکمال پائی جاتی ہیں اور عورت کے ختنہ میں اس کے مقابلہ میں علی النقصان پائی جاتی ہیں۔اس طرح عورت کے ختنہ کے فوائد کم ہیں۔

(۲)اگر مرد کا ختنہ نہ کیا جائے تو طہارت ونظامت میں دقت پیش آتی ہے لیکن عورت کا ختنہ نہ کرنے کی صورت میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

مغنی میں ہے:

قال احمد:الرجل اشد وذلك ان الرجل اذا لم يختتن فتلك الجلدة مدلاة على الكمرة ولا ينقى ما ثم والمرأة اهون۔(۲)

(۳)مرد کے ختنہ کی تشہیر کی اجازت ہے اگرچہ تشہیر کا اہتمام مقصود نہیں،اسی طرح اس کے لئے تقریب کرانے کی بھی اجازت ہے لیکن عورت کے ختنہ میں تشہیر اور تقریب کا

---

(۱) عون المعبود (۱۰۷/۱٤) کتاب الادب.

(۲) المغنی لا بن قدامة (٨٤/١) فصول فی الفطرة،

اہتمام منع ہے۔

(۴) احادیث وآثار سے مرد کے ختنہ کی اہمیت ثابت ہوتی ہے بلکہ اس کی ترغیب آتی ہے لیکن عورت کے ختنہ کی اہمیت اور ترغیب ثابت نہیں ہوتی۔

(۵) مردوں کا ختنہ قطعی طور پر حکم شرعی ہے فوائد ومصالح اس کے تابع اور ضمنی ہیں جب کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا ختنہ مردوں کے فائدہ کے لئے مشروع ہے لانہ احظی عندالزوج یہ حکمت ہر ختنہ میں پایا جانا ضروری نہیں ہے ممکن ہے بعض مردوں کے ہاں غیر مختونہ عورت طبعاً پسندیدہ اور احظی ہو۔

اشمام وانہاک کے معنی

ام عطیہؓ کے مذکورہ واقعہ میں "اشــمــی ولا تنھـکـی" کے الفاظ آئے ہیں، ان میں لاتنھکی، اشمی کی تفسیر ہے، اشمی اشمام سے ہے، اشمام کے معنی ہیں خوشبو سونگھانا اور خوشبو جب سونگھی جاتی ہے تو اثر پہنچتا ہے یا کچھ استعمال ہو جاتی ہے لیکن ساری ختم اور فنا نہیں ہوتی، ختنہ میں اشمام کے معنی ہے تھوڑا سا ختنہ کرنا، ختنہ کا گوشت بالکل ختم نہ کرنا، اس کی تفسیر بھی عدم انہاک سے آئی ہے، انہاک کے معنی ہیں مبالغہ کرنا یعنی ختنہ میں مبالغہ مت کرو۔(۱)

مبالغہ سے ممانعت کی وجہ

عورت کے ختنہ میں مبالغہ منع ہے یعنی ختنہ کی گھٹلی کا کچھ حصہ کاٹنا چاہیے ساری نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کے ختنہ کی ایک حکمت ومصلحت شہوت میں کمی اور اعتدال پیدا کرنا ہے، اگر ساری گھٹلی کاٹ دی جائے تو عورت کی شہوت بالکل ختم ہو جائے گی۔ اور اگر ختنہ نہ کیا جائے تو عورت میں شہوت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ عورت کا کامل ختنہ عیب

(۱) النهاية فى غريب الحديث والاثر(۲/۵۰۳)باب الشين مع الميم ومجمع بحار الأنوار (۳/۲۵۸)باب الشين مع الميم.

اور نقص شمار ہوتا ہے، صحیح البخاری مع فتح الباری میں یہ واقعہ آتا ہے کہ حضرت حمزہؓ کے مقابلہ میں سباع آیا تو حضرت حمزہؓ نے اس سے فرمایا: یا سباع یا ابن ام انمار مقطعۃ البظور یعنی اے عورتوں کا مکمل ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے۔ بظور بظر کی جمع ہے، عورت کے مادہ تولید کو کہا جاتا ہے یعنی ایسا ختنہ جس سے مادہ تولید ختم ہو جائے۔(۱)

عون المعبود میں ہے:

"فان ذلك احظى للمرأة واحب الى البعل وذلك لان الجلدالذى بين جابنى الفرج والغدة التى هناك وهى النواة اذكان دلكاًدلكاًملائماباالاصبع اوبالحكم من الذكرتلتذكمال الذة حتى لاتملك نفسها وتنزل بلاجماع فان هذاالموضع كثيرالاعصاب فيكون حسه اقوى ولذه الحكة هناك اشد و لهذا امرت المرأة فى ختانهاالابقاء بعض النواة والفدة لتلتذبها بالحك ويحبها زوجها بالملاعبة معها وليتحرك فى المرأة ويذوب،لان منيها بارد بطئى الحركة فاذاذاب وتحرك قبل الجماع بسبب الملاعبة يسرع انزالها انزال الرجل فان منى الرجل لحرارته اسرع انزالا وهذاكله سبب لا زدياد المحبة والالفة بين الزوج والزوجة وهذا الذى ذكرته هو مصرح فى كتب الطب"۔

شبہ اور اس کا حل

شریعت نے عورت کے ختنہ کا جو حکم دیا ہے اس میں اُبھرے ہوئے حصہ کا معمولی جزء کاٹا جاتا ہے، اس ختنہ کے فوائد جدید طب اور میڈیکل سائنس بھی تسلیم کرتی ہے البتہ ابھرا ہوا سارا حصہ کاٹنا یا اس کے ساتھ اردگرد کے کنارے بھی کاٹ دینا جائز نہیں ہے اس سے عورت کی شہوت بالکلیہ ختم ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات عورت کا مادہ تولید ہی ختم ہو جاتا ہے

(۱) صحيح البخارى مع فتح البارى(۷/۲۹۵)

(۲) عون المعبود(۱۴/۱۰۶)كتاب الادب،باب فى الختان،

جس کے بے شمار مفاسد اور نقصانات ہیں......اسی طرح ختنہ بھی ماہر فرد سے کرانا چاہیے، بعض اوقات ناتجربہ کار سے کرالیا جاتا ہے۔ بعض اوقات غلط آلات کے ذریعہ کرالیا جاتا ہے جس سے بہت نقصان ہوتا ہے، بعض اوقات رتق کی بیماری پیدا ہوجاتی ہے اور بعض اوقات جماع کی خواہش انتہائی کم ہوجاتی ہے۔

رابطہ عالم اسلامی کے مجمع فقہی کے رکن ڈاکٹر محمد علی البار لکھتے ہیں:

"هكذا نستطيع ان نقول بكل ثقة ان خفض المرأة لايسبب اى مشاكل صحيحة اذا كانت الادوات معقمة واذاكانت الخاتنة لم تنهك واكتفت بازالة القلفة دون ازالة البظر بكامله (واحيانايزال الشفران ايضاً)......بل هناك العديد من الفوائد الدينية والصحية للختان ..."(۱)

مذکورہ تفصیل سے اس شبہ کا جواب بھی آگیا کہ بہت سے ڈاکٹر عورتوں کے ختنہ کو نقصان دہ سمجھتے ہیں، جواب کا حاصل یہ ہے کہ عورتوں کا ختنہ اگر مبالغہ کے ساتھ کیا جائے تو وہ نقصان دہ ہے، اگر معمولی کیا جائے جیسا کہ شرعی طریقہ ہے تو وہ مفید اور درست ہے چنانچہ اس کے فوائد اطباء اور ڈاکٹر بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اپنا نام نہ بتانے کی وجہ

مذکورہ روایات میں جو روایات خود حضرت ام عطیہ انصاریہؓ سے منقول ہیں ان میں صرف اتنا ہے کہ مدینہ میں ایک عورت بچیوں کا ختنہ کرتی تھی، ام عطیہؓ نے اپنا ذکر نہیں کیا، اس کی شاید وجہ یہ ہو کہ بعض لوگ اس عمل کو اچھا نہ سمجھتے ہوں، اس لئے انہوں نے اپنے بارے نہ بتایا البتہ اس پر شبہ ہوسکتا ہے کہ پھر دوسرے صحابہٴ کرامؓ حضرت انس بن مالک اور ضحاک بن قیسؓ وغیرہ حضرات نے ام عطیہؓ کے نام کی تصریح کیوں کردی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ختنہ کرنا فی نفسہ کوئی برا عمل ہے اور نہ حقیر پیشہ، اس لئے صحابہ کرام نے جن

(۱) اسرار الختان تتجلى فى الطب الحديث (ص: ۱۰۲)

حضرات کے سامنے ذکر کیا وہ اسے حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، ان کے مخاطب اس بات کو سمجھتے ہوں گے اور حضرت ام عطیہؓ کے مخاطبین اس پیشہ کو برا سمجھتے ہوں گے۔

ام عطیہؓ کا مختصر تعارف

ام عطیہ انصاریہ مشہور صحابیہ ہیں۔ ان کا نام نسیبہ ہے البتہ والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے حارث اور بعض نے کعب لکھا ہے، یحیٰ بن معین اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ والد کا نام کعب ہے لیکن ابو عمر فرماتے ہیں کہ کعب ام عمارہ کے والد کا نام ہے۔(۱)

اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ ام عمارہ کا نام بھی نسیبہ ہے۔ پھر بعض حضرات نے نُسَیْبہ (مصغر) نقل کیا ہے اور بعض نے نَسِیْبہ نقل کیا ہے۔

ام عطیہ انصاریہؓ نے نبی کریم ﷺ کی بیٹی زینبؓ کو غسل میت دیا تھا، اسی وجہ سے کئی صحابۂ کرام اور تابعین غسل بالخصوص غسل میت کے مسائل کے بارے میں ام عطیہؓ سے رجوع کرتے تھے، حضرت انسؓ بن مالک، محمد بن سیرین، حفصہ بنت سیرین وغیرہ حضرات آپ کے شاگرد ہیں۔

"قال ابن عبدالبر: كانت تغزومع رسول الله تمرض المرضى وتداوى الجرحى شهدت غسل ابنت النبي ﷺ وكان جماعة من الصحابة و علماء التابعين بالبصرة ياخذون عنها غسل الميت"۔(۲)

ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ ام عطیہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتیں اور بیماروں کی بیمار پرسی کرتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور نبی ﷺ کی بیٹی کے غسل میں حاضر تھیں، صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت اور بصرہ کے علماء تابعین آپ سے غسل میت کے مسائل پوچھتے تھے۔ حضرت ام عطیہؓ کی غسل میت کے بارے میں

(۱) اسد الغابة فى معرفة الصحابة (۳/۴۵۱)

(۲) تهذيب التهذيب (۱۲/۴۰۴)

احادیث صحیح بخاری، کتاب الجنائز میں موجود ہیں۔

ختنہ فرعونی

عورت کا مکمل ختنہ کرانا شرعاً ممنوع ہے اور اس کے متعدد نقصانات ہیں، بعض عرب ممالک میں اس طرح کا ختنہ اب بھی ہوتا ہے، اسے فرعونی ختنہ کہا جاتا ہے، عرب کے مشہور عالم عطیہ الخمیس لکھتے ہیں:

بہت سے عرب ملکوں میں بالخصوص سوڈان (اور صومالیہ) میں جو خفاض فرعونی (فرعونی ختنہ) رائج ہے جس میں پوری کھال اور ابھرا ہوا حصہ جڑ سے کاٹ دیا جاتا ہے یہ قطعاً حرام اور خلاف سنت ہے بلکہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے، صحت کے لئے اس کے نتائج بہت خطرناک ہیں، مرد اور عورت دونوں ہی اس میں اس جنسی لذت سے محروم ہو جاتے ہیں جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کا انسان پر انعام ہے اور عورت کے چہرے کی رونق اور تروتازگی اور آب وتاب ختم ہو جاتی ہے۔(۱)

عورت کے ختنہ کا طریقہ

عورت کا ختنہ کا طریقہ یہ ہے کہ فرج میں دخولِ ذکر کے محل کے اوپر مرغ کی کلغی یا گھٹلی کی طرح ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے اس کے سرے سے تھوڑا سا حصہ کاٹ دیا جائے۔

معجم لغۃ الفقہاء میں ہے:

"الختان ...... فی حق المرأة قطع بعض جلدة عالية مشرفة على الفرج"۔(۲)

(Circumcision) یعنی عورت کے فرج میں جو ابھری ہوئی بلند کھال ہوتی ہے اس کا بعض حصہ کاٹنا۔

---

(۱) فقه النساء (ص: ۱۳۲) مترجم

(۲) معجم لغة الفقهاء (ص: ۱۹۳)

جس عورت کی کلغی نہ ہو

جس عورت کے فرج میں پیدائشی طور پر گوشت کا وہ ابھرا ہوا ٹکڑا نہ ہو جس کو ختنہ میں کاٹا جاتا ہے تو اس کا ختنہ ہوگا یا نہیں؟ فقہاء کرام اور شارحین حدیث کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی خواتین میں یہ فضلہ ہوتا ہے اور مغربی خواتین میں نہیں ہوتا۔

اس مسئلہ کا جواب ایک دوسرے مسئلہ پر موقوف ہے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ کامل طور پر مختون پیدا ہو تو کیا تشبہ کے طور پر اس کے موضع ختنہ پر استرہ پھیرا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے دونوں قول ملتے ہیں۔ جن حضرات کے ہاں مختون کے موضع ختنہ پر استرا پھیرا جاتا ہے ان کے ہاں ایسی خواتین کا ختنہ بھی ہوگا اس جگہ استرہ پھیرا جائے گا اور جن کے ہاں مختون کے موضع ختنہ پر استرہ نہیں پھیرا جاتا عورت کے موضع ختنہ پر بھی نہیں پھیرا جائے گا۔(۱)

☆ ہمارے ہاں کامل مختون کے موضع ختنہ پر استرہ نہیں پھیرا جاتا لہٰذا ایسی خواتین کا تصوراتی ختنہ بھی نہ ہوگا، خاص طور پر اسلئے بھی کہ احناف کے ہاں عورت کا ختنہ مستحب ہے

علاقوں کا فرق

صحیح یہ ہے کہ عورتوں کا ختنہ ہر علاقے میں مشروع ومندوب ہے، کسی علاقے کے ساتھ خاص نہیں ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عورتوں کا ختنہ گرم ممالک میں کیا جائے گا، سرد ممالک میں نہیں۔

احسن الفتاویٰ میں ہے:

”بعض نے عورتوں کے ختنہ کے بارے میں یہ تفصیل بیان کی ہے کہ بعض ممالک میں مستحب ہے اور بعض میں نہیں، بعض کتب طبیہ میں اس کی وجہ یہ نظر سے گزری ہے کہ

(۱) فتح الباری (۱۰/ ۴۱۸) کتاب اللباس، باب قص الشارب۔

گرم ممالک میں بظر کچھ لمبا ہوتا ہے اس لئے اسے کاٹ دیا جاتا ہے"۔(۱)

مرد اور عورت کے ختنہ میں فرق

احادیث وروایات، آثار اور تعامل امت اور عباداتِ فقیہہ سے مرد وعورت کے ختنہ میں چند فروق معلوم ہوتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مردوں کا ختنہ بالاتفاق شعائر اسلام میں سے ہے لیکن عورت کا ختنہ شعار نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شعائر اسلام امتیازی علامات وخصوصیات کو کہا جاتا ہے، یہ خصوصیت مرد کے ختنہ میں موجود ہے لیکن عورت کے ختنہ میں نہیں، ایک تو اس لئے کہ مرد کا ختنہ مکمل اور واضح ہوتا ہے، ہر شخص جان سکتا ہے کہ فلاں مختون ہے اور فلاں غیر مختون جب کہ عورت کا ختنہ معمولی ہوتا ہے، ہر شخص اس کو پہچان ہی نہیں ہوسکتا، دوسرے اس لئے کہ مرد کا ختنہ ظاہر میں ہوتا ہے، حادثہ کے وقت آسانی سے مختون اور غیر مختون کا فیصلہ ہوسکتا ہے جب کہ عورت کا ختنہ باطن میں ہوتا ہے، چونکہ عورت کا ختنہ شعار نہیں ہے اس لئے اکثر ممالک اسلامیہ میں عورتوں کا ختنہ متروک ہے۔

(۲) مرد کے ختنہ کی تاکید اشد اور زیادہ ہے جب کہ عورت کا ختنہ اس کے مقابلہ میں اخف ہے۔احسن الفتاویٰ میں ہے:

"لڑکیوں کا ختنہ الذفی الجماع ہونے کی وجہ سے مستحب ہے نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں"۔(۲)

کفایت المفتی میں ہے:

"عورتوں کے ختنہ کو بعض فقہاء نے سنت اور بعض نے مکرمت یعنی ایک اچھی اور شرافت کی بات بتایا ہے لیکن یہ سنتِ مؤکدہ اور ضروری نہیں ہے اگر کیا جائے تو اچھا ہے نہ کیا جائے تو کوئی شرعی الزام یا مؤاخذہ نہیں ہے۔بخلاف لڑکوں کے ختنہ

(۱) احسن الفتاویٰ (۹/۲۴) مسائل شتی

(۲) احسن الفتاویٰ (۹-۲۲/)

کے کہ وہ سنتِ مؤکدہ ہے"۔(۱)

(۳) بعض آثار میں مرد کا ختنہ چھوڑنے پر وعیدوں کا ذکر ہے بعض کے ہاں اس کی نماز ادا نہیں ہوتی، بعض کے ہاں حج اور بعض کے ہاں اس کی گواہی تک قبول نہیں لیکن عورت کا ختنہ ترک کرنے پر نہ گناہ کا ذکر ہے اور نہ وعیدیں آئی ہیں۔

کفایت المفتی میں ہے:

"اس پر سب متفق ہیں کہ اس (عورت کا ختنہ) کی کوئی تاکید نہیں ہے۔ ختنہ نہ کرانے میں کوئی گناہ یا ملامت نہیں ہے"۔(۲)

(۴) غیر مختون نو مسلم کو ختنہ کرانے کا حکم حدیث میں آیا ہے اور فقہاء کرام نے بھی اس کی تاکید لکھی ہے لیکن غیر مختونہ نو مسلمہ کو کسی حدیث میں ختنہ کا امر نہیں آیا اور نہ فقہاء کرامؒ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔

(۵) مرد کو ختنہ پر مجبور کیا جاتا ہے اور عورت کو نہیں۔

(۶) عورت کے ختنہ میں اخفاء ہے، اس کی تشہیر منع ہے جب کہ مرد کے ختنہ کی تشہیر جائز ہے۔

"ویستجب فیه الستر بحیث لایطلع علیه غیر الفاعلة والمفعول بها ولذلك لایصنع للخفاض طعام بخلاف الختان فیجوز ان یشتهر ویدعی الیه الناس"۔(۳)

حضرت حکیم الامتؒ نے امداد الفتاویٰ میں اس فرق کو یوں لکھا ہے کہ مرد کے ختنہ میں عدم اخفاء ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ اس میں اخفاء کا اہتمام نہیں ہے اور عورت کے ختنہ میں اصل اخفاء ہے یعنی اس میں اخفاء کا اہتمام کرنا چاہیے۔(۴)

---

(۱) کفایت المفتی (۲/۳٤٥)

(۲) کفایت المفتی (۲/۳۷۷)

(۳) الفواکه الدوانی (۸/۱۸٦)

(٤) امداد الفتاوی (٤/۲۳۹)

(۷) مرد کے ختنہ میں دعوت فی نفسہٖ جائز ہے اور سلف سے اس کا ثبوت ملتا ہے جب کہ عورت کے ختنہ میں دعوت کا ثبوت کسی سے نہیں ملتا اور اس میں دعوت ستر کے خلاف ہے۔(۱)

(۸) مرد کا ختنہ بالاتفاق عمومی ہے ہر علاقے کے مردوں کو حکم ہے جب کہ بعض حضرات کے ہاں عورت کے ختنہ میں تفصیل ہے کہ گرم ممالک میں عورتوں کا ختنہ ہونا چاہئے اور سرد علاقوں میں نہیں۔

(۹) مرد کا ختنہ سنتِ مستقلہ ہے، اس کا بیوی سے کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ عورت کا ختنہ مستقلہ نہیں ہے بلکہ مرد کے فائدہ اور لذت کے لئے ہے گو کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں خود عورت کا بھی فائدہ اور لذت ہے۔

خنثیٰ کا ختنہ

خنثیٰ کی ابتداءً دو اقسام ہیں:

(۱) جس کا نہ ذکر ہو اور نہ فرج، پیشاب ناف وغیرہ سے کرتا ہو، ایسے خنثیٰ کا ختنہ نہیں ہوگا لعدم المحل فیہ۔

(۲) جس کا ذکر بھی ہو اور فرج بھی، اس کے ختنہ کے بارے یہ تفصیل ہے کہ سب سے پہلے اس کی جنس متعین کرنے کی کوشش کی جائے گی اور دیکھا جائے گا کہ وہ پیشاب کس شرمگاہ سے کرتا ہے اگر ذکر سے کرتا ہے تو وہ مرد کے حکم میں ہے اور اس کا ختنہ مسنون ہے اور سمجھا جائے گا کہ اصل عضو ذکر ہے اور فرج زائد عضو ہے اور اگر فرج سے پیشاب کرتا ہے تو وہ عورت کے حکم میں ہے اور اس کا ختنہ مستحب ہے اور اس کا ختنہ عورتوں کی طرح ہوگا۔

اور اگر پیشاب دونوں راستوں سے نکلتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ دونوں سے اکھٹے

(۱) امداد الفتاویٰ (۲۳۹/۴)

نکلتا ہے یا آگے پیچھے؟ اگر آگے پیچھے ہو تو جس عضو سے پہلے نکلتا ہے اس کا اعتبار ہے۔ اگر ذکر سے پہلے نکلتا ہے تو وہ مرد ہے اور اگر فرج سے پہلے نکلتا ہے تو وہ عورت ہے۔ پہلے کا اعتبار دو وجہ سے کیا جاتا ہے ایک تو اس لئے کہ معارضہ کے وقت اسبقیت قابل ترجیح ہے دوسرے اس لئے کہ جب ایک سے پہلے پیشاب نکل گیا تو اس کے مطابق حکم لگ جائے گا اس کے بعد اگر دوسرے عضو سے نہ نکلے تو پہلا حکم برقرار رہے گا اور اگر دوسرے سے نکل پڑے تو اس سے پہلے والا حکم متغیر نہ ہوگا۔

اور اگر دونوں سے یکبارگی نکلتا ہے تو امام صاحبؒ کے ہاں وہ خنثٰی مشکل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اگر دونوں سے برابر خروج ہو تو خنثٰی مشکل ہے لیکن اگر ایک سے زیادہ اور ایک سے کم ہو تو جس عضو سے زیادہ خروج ہو اس کا اعتبار ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ کثرت اور زیادت کو سبقیت پر قیاس کرتے ہیں یعنی تعارض کے وقت جس طرح سبقیت کو ترجیح دی جاتی ہے اسی طرح کثرت بھی قابل ترجیح ہے۔

امام صاحبؒ بول کی کثرت کا اعتبار نہیں کرتے اس کی تین وجوہ ہیں:

(۱) کثرت بول کی بنیاد مخرج کی کشادگی ہے اور مخرج کی کشادگی کو وجہ ترجیح نہیں بنا سکتے ورنہ تو عورت کا مخرج مرد کے مخرج سے کشادہ ہی ہوتا ہے۔

(۲) کثرت وقلت کا تعلق بول سے ہے مبال (مخرج بول) سے نہیں جب کہ تعیین جنس میں بول کا اعتبار نہیں ہوتا، مبال کا اعتبار ہوتا ہے۔(۱)

(۳) علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ اصول ہے کہ نفس دلیل میں اضافہ قابل ترجیح نہیں ہوتا اور یہاں خروج خود دلیل ہے لہٰذا اس کی قلت وکثرت دلیل کی جنس سے ہوئی، اس لئے قابل ترجیح نہیں ہے جیسے فیصلہ شہادت کی بنیاد پر ہوتا ہے کسی نے دو گواہ پیش کر دیئے اور دوسرے نے چار، تو چار کو ترجیح نہ ہوگی بلکہ دونوں شہادتیں برابر ہوتی ہیں۔(۲)

---

(۱) المبسوط(۱۱۷/۳) کتاب الخنثی

(۲) ردالمحتار (۷۲۷/٦) کتاب الخنثی

امام سرخسیؒ نے المبسوط میں نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کثرت کی وجہ سے ترجیح دینے کو قبیح تصور کرتے تھے امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ کسی نے امام صاحبؒ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا قاضی پیشاب کیل کر کے فیصلہ کرے گا کہ ذکر سے کم نکل رہا یا فرج سے؟(۱)

خنثیٰ مشکل کے ختنہ کے بارے یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ نابالغ ہے قریب البلوغ بھی نہیں ہے تو اس کا ختنہ مرد بھی کرسکتا ہے اور عورت بھی کیونکہ خنثیٰ مشکل حقیقت میں بچی ہے یا بچہ ، دونوں صورتوں میں مرد بھی اس کا ختنہ کرسکتا ہے اور عورت بھی ، مرد تو اس لئے کہ اگر چہ بچہ قابل شہوت اور مراہق ہو مرد اس کا ختنہ کرسکتا ہے۔ یہاں وہ غیر مراہق ہے لہٰذا بطریق اولیٰ جائز ہے اور اگر بچی ہے تو چونکہ قابل اشتہاء نہیں ، اس لئے جائز ہے اور عورت اس لئے کرسکتی ہے کہ عورت قابل اشتہاء مراہقہ کا ختنہ کرسکتی ہے اور یہاں غیر مراہقہ ہے لہٰذا اس کا ختنہ بطریق اولیٰ جائز ہے اور اگر بچہ ہے تو چونکہ قابل شہوت نہیں ہے اس لئے عورت اس کا ختنہ کرسکتی ہے۔(۲)

نیز یہ بھی وجہ بن سکتی ہے کہ اگر بچہ بہت چھوٹا ہے تو اس پر ستر کے احکام ہی جاری نہیں ہوتے ، اس کا ستر ویسے بھی دیکھنا جائز ہے۔ ذکرہ ابن عابدین فی حاشیتہ فی شروط الصلوٰۃ۔

اور اگر خنثیٰ مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کا ختنہ مشروع ہے جس کا طریقہ آگے آرہا ہے لیکن اس کا ختنہ نہ مرد کرسکتا ہے اور نہ عورت ، کیونکہ وہ قابل اشتہاء ہے۔ اب اگر مرد اس کا ختنہ کرتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ بچی ہو اور مرد کا قابل اشتہاء لڑکی کے ستر کو دیکھنا جائز نہیں کالبالغۃ اور عورت اس لئے نہیں کرسکتی کہ ہوسکتا ہے کہ وہ بچہ ہو اور عورت کا قابل اشتہاء لڑکے کا ستر دیکھنا جائز نہیں کالبالغ ، ایسے مراہق خنثیٰ مشکل کے ختنہ کرانے کی یہ صورت ہے کہ اگر خنثیٰ مالدار ہے تو اس کا ولی اس کے مال سے ختنہ جاننے والی باندی

(۱) المبسوط(۳۰/ ۱۱۷)

(۲) المحیط البرھانی(۲۳/ ٤٦١) کتاب الخنثی،احکام الخنثی المشکل

خرید لے اور وہ خنثیٰ کا ختنہ کردے پھر اسے بیچ دیا جائے اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو ولی اپنے مال سے اسی کے لئے باندی خرید لے، جب ختنہ ہو جائے بیچ دے، جب ولی اسے باندی خرید کر دے گا تو وہ مالک بن جائے گا، ان دونوں صورتوں میں باندی خنثیٰ کا ختنہ کرسکتی ہے کیونکہ اگر خنثیٰ مذکر ہو تو باندی اس کا تنگیز دیکھ سکتی ہے اور اگر مؤنث ہو تو عورت (باندی) عورت (خنثیٰ) کا تنگیز دیکھے گی یعنی ایک جنس اپنی جنس کو دیکھے گی اور یہ مرد کے عورت کے تنگیز کو دیکھنے سے اخف اور ہلکا ہے اور حالتِ عذر میں جائز ہے۔

اور اگر خنثیٰ کا ولی اور باپ بھی فقیر ہو تو بیت المال کے مال سے اسی کے لئے باندی خریدی جائے کیونکہ یہ ایک ضرورت ہے اور بیت المال مسلمانوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے قائم کیا جاتا ہے، جب وہ اس کا ختنہ کردے تو امام وقت باندی بیچ کر اس کی قیمت بیت المال میں جمع کرادے۔(۱)

البتہ اس پر شبہ یہ ہے کہ بیت المال کے مال سے اس خنثیٰ کے لئے باندی خرید کر اس کو ہبہ کی جائے گی یا نہیں، اگر ہبہ نہیں کی جاتی تو مشکل اب بھی قائم ہے کیونکہ باندی بیت المال کی ہے، اس کا خنثیٰ کا ستر دیکھنا جائز نہیں اور اگر خرید کر اسے ہبہ کردی جاتی ہے تو خنثیٰ نابالغ ہے امام وقت کو اس کی باندی بیچ کر قیمت بیت المال میں جمع کروانے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ اس کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ ابھی باندی نہ بیچی جائے بلکہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو وہ خود یا اس کی اجازت سے بیچ کر ثمن بیت المال کو دیدیا جائے۔

ایک حیلہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خنثیٰ مراہق کا کم مہر کے عوض کسی عورت سے شرعی نکاح کرا دیا جائے، اس کی بیوی اس کا ختنہ کرادے پھر وہ اس کی بیوی ہی رہے گی اور جب وہ بالغ ہو جائے تو طلاق دیدے، یہ حیلہ امام محمدؒ نے ذکر نہیں کیا۔ بعد کے فقہاء کرام نے ذکر کیا ہے، اس پر بعض حضرات نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حیلہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہ خنثیٰ مشکل ہے، جب تک اس کی جنس متعین نہ ہو اس کا نکاح ہی موقوف ہے اور نکاح

(۱) المحیط البرھانی (۲۳/۴۶۲)

موقوف میں دوسرے کا ستر دیکھنا صحیح نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ نکاح ظاہر میں موقوف ہے۔ اگر حقیقت کو دیکھا جائے تو حیلہ مفید ہے کیونکہ حقیقت میں وہ یا مذکر ہوگا، یا مؤنث، اگر مذکر ہو تو نکاح منعقد ہو جائے گا اور اگر مؤنث ہو تو نکاح تو منعقد نہ ہوگا لیکن دونوں کی جنس ایک ہے یعنی دونوں مؤنث ہیں لہٰذا اس میں اپنی جنس کا ستر دیکھنا پڑے گا جو کہ اخف ہے اور بوقتِ ضرورت جائز ہے۔

اور امام محمدؒ نے اس حیلہ کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ ایسی صورت میں عورت معلق ہو کر رہ جائے گی، ظاہر میں نہ بیوی ہوگی، اور نہ آزاد کہ اپنی مرضی سے دوسری جگہ نکاح کر سکے کیونکہ مراہق اس کو طلاق دینے کا اہل نہیں ہے۔(۱)

آج کل چونکہ باندیاں موجود نہیں ہیں، اس لئے آخری حیلہ ہی کارگر اور موزوں ہے اور خنثی چونکہ مراہق یعنی قریب البلوغ ہے اس لئے عورت کے معلق رہنے کا عرصہ بھی کوئی زیادہ نہیں بنتا، تاہم ختنہ کا کوئی خاص وقت نہیں ہے، اس لئے بلوغ کے جتنا زیادہ قریب نکاح کیا جائے زیادہ بہتر رہے گا تاکہ عورت زیادہ معلق نہ ہو۔ اور فقہاء کرام نے آخری حیلہ کا ایک فائدہ یہ بیان کیا ہے کہ باندی خریدنے میں خطیر رقم خرچ ہوتی ہے اس لئے نکاح کی صورت اھون ہے، اس میں کم از کم شرعی مہر مقرر کیا جا سکتا ہے لیکن ہمارے معاشرہ میں نکاح انتہائی مشکل کام بن چکا ہے اور شاید ہی کوئی عورت اس طرح خنثی سے نکاح کے لئے تیار ہو، ایسے حالات میں کسی مرد یا عورت سے اس کا ختنہ کرانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے اور یہ نظر الجنس الی خلاف الجنس سے کم درجہ ہے کیونکہ اس میں نظر الانسان الی المشتبہ پائی جاتی ہے، اس کا نظر الجنس الی خلاف الجنس ہونا یقینی نہیں ہے۔

نیز خنثی چونکہ مراہق ممیز اور سمجھدار ہے لہٰذا وہ خود بھی اپنا ختنہ کر سکتا ہے۔

---

(۱) المحیط البرھانی (۲۳/ ۴۶۲، ۴۶۳)

جس کے دو ذکر یا فرج ہوں اس کے ختنہ کا حکم

جس کے دو ذکر یا فرج ہوں اس کا ختنہ بھی سنت مؤکدہ ہے اور ختنہ کے بارے یہ تفصیل ہے کہ:

(۱) اگر دونوں ذکر اور فرج کام کرتے ہوں تو دونوں کا ختنہ کیا جائے گا۔

(۲) اور اگر ان میں سے ایک کام کرتا ہو اور دوسرا نہیں کرتا تو جو کام کرتا ہے صرف اس کا ختنہ ہوگا اور دوسرے کو عضو معطل سمجھا جائے گا۔

(۳) کون سا کام کرتا ہے اور کون سا کام نہیں کرتا اس کی پہچان اور معیار پیشاب اور انتشار ہے، اگر دونوں میں انتشار اور دونوں سے پیشاب ہوتا ہے تو دونوں کارآمد ہیں اور اگر ایک میں انتشار اور خروج پیشاب دونوں، اور ایک میں صرف انتشار یا پیشاب کا خروج ہو تو دونوں کارآمد شمار ہوں گے، اگر ایک میں صرف ایک علامت پائی جاتی ہے اور دوسرے میں ایک بھی نہیں تو جس میں ایک علامت پائی جاتی ہے وہ کارآمد اور دوسرا ناکارہ شمار ہوگا۔(۱)

☆ انتشار، انزال، جماع، حبل، احبال، حیض وغیرہ ایک ہی علامت ہے۔

☆ اگر کسی کا ذکر بھی ہو اور فرج بھی تو وہ خنثی ہے جس کے مسائل آچکے ہیں لیکن اگر اس کی جنس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ ہو سکے تو ذکر اور فرج دونوں کا ختنہ کر لینا چاہیے تا کہ ختنہ کی ادائیگی کا یقین ہو جائے۔(۲)

مجنوں اور دیوانے کا ختنہ

مجنوں اور دیوانے بچے کا ختنہ بھی مسنون ہے اس کے اور صحیح آدمی کے ختنہ میں کوئی

(۱) ردالمحتار(۶/ ۷۵۱) مسائل شتی

(۲) ردالمحتار(۶/ ۷۵۱)

فرق نہیں ہے کیونکہ جنون ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ سے ختنہ ساقط ہوتا ہو بشرطیکہ اس کا ختنہ کرنا اور اس کے بعد مختون کی حفاظت مشکل نہ ہو، ہاں اگر اس کا ختنہ ہی انتہائی دشوار ہو یا ختنہ تو ہوسکتا ہے لیکن بعد میں مختون کی حفاظت مشکل ہے اور اس سے اس کے ضیاع یا سخت تکلیف کا خطرہ ہے تو اس کا ختنہ ساقط ہے۔(۱)

☆ مذکورہ حکم بچے کا ہے اور اس کی وجہ یہ سمجھ آتی ہے کہ صبی مجنون اگر چہ مکلف نہیں ہے لیکن ختنہ کی ذمہ داری اولیاء پر ہے وہ مکلف ہیں لیکن اگر مجنون بالغ ہو چکا ہے اور اولیاء بچپن میں اس کا ختنہ نہ کر سکے تو تاخیر کی وجہ سے گناہگار ہوں گے بشرطیکہ بچے میں ختنہ کا تحمل ہو اور اس کی حفاظت بھی ہوسکتی ہو لیکن بالغ ہونے کے بعد اس کا ختنہ والدین کی ذمہ داری نہیں ہے اور مجنون خود مکلف نہیں اس سے جس طرح دوسری عبادات ساقط ہیں ختنہ بھی ساقط ہے۔

ختنہ کی عمر اور وقت کے مسائل

ختنہ کس عمر میں کرانا چاہیے، اس بارے اقوال مختلف ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے البتہ صحیح یہ ہے کہ ختنہ کی کوئی عمر یا وقت متعین نہیں ہے، جب بھی بچے میں ختنہ کی برداشت تکلیف اور جراحت کا تحمل اور زخم کے جلد مندمل ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اس کا ختنہ کرا جائے، برداشت پیدا ہونے کے بعد ختنہ جلد از جلد کرانا چاہیے، بلا ضرورت اس میں تاخیر کرنا بہتر نہیں ہے لیکن تاخیر سے ختنہ کرانے سے بھی ختنہ ادا ہوتا ہے، قضاء نہیں، اداء اور قضاء موقت عبادت میں ہوتا ہے، ختنہ غیر موقت عمل ہے۔ نیز اگر ابتداء ہی سے بچہ میں ختنہ کا تحمل ہو یا ولادت کے بعد سات دن تک تحمل پیدا ہو جائے تو ساتویں دن ختنہ کرا دینا بہتر ہے۔ کیونکہ بہت سی روایات میں ساتویں دن ختنہ کرانے کا ذکر آیا ہے۔ ہاں اگر ساتویں دن کے بعد بچہ میں ختنہ کا تحمل پیدا ہو تو ساتویں دن کی رعایت ساقط ہو جائیگی۔

(۱) ماخذہ امدادالاحکام (۳/ ۳۵۴) کتاب الصید والذبائح والاضحیۃ والعقیقۃ

امام ابوحنیفہؒ نے ختنہ کی کوئی خاص مدت متعین نہیں فرمائی اور اسی پر فتویٰ ہے۔امام عینیؒ اس کی وجہ یوں لکھتے ہیں:

"وابوحنیفة رحمه الله لم یقدر للختان وقتا معینا اذالمقادیر بالشرع ولم یرد فی ذلك نص ولااجماع"۔(۱)

یعنی امام ابوحنیفہؒ نے ختنہ کے لئے وقت اس لئے متعین نہیں فرمایا کہ جتنی مقادیر ہیں وہ شریعت سے ہی معلوم ہوسکتی ہیں، اس میں قیاس اور عقل کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا اور ختنہ کے وقت کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی نص موجود ہے اور نہ اجماع امت سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔خلاصہ یہ کہ شریعت کے چار دلائل ہیں:

(۱) کتاب اللہ (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) قیاس

پہلے تین دلائل سے ختنہ کے وقت کا ثبوت نہیں ملتا اور آخری دلیل سے اس کا ثبوت ہو ہی نہیں سکتا۔

اس پر شبہ یہ ہوسکتا ہے کہ بہت سی احادیث سے ساتویں دن ختنہ کرانے کا ثبوت ملتا ہے ایسی احادیث کا ذکر آگے آرہا ہے۔لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث سے زیادہ سے زیادہ ساتویں دن کو ترجیح دینا ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ بچہ کو ختنہ کا تحمل ہو، ان سے وجوبی طور پر ساتویں دن کی تعیین ثابت نہیں ہوتی۔

درمختار میں ہے:

"وقیل العبرة بطاقته وهوالاشبه وفی الشامیة (قوله وهو الاشبه)ای بالفقه زیلعی، وهذه من صیغ التصحیح"۔(۲)

یہ امام ابوحنیفہؒ کا اصول ہے کہ وہ نص کے بغیر مقدار کی تعیین نہیں فرماتے۔

شامی میں ہے:

"بناء علی قاعدة الامامؒ من عدم التقدیر فیما لم یرد به نص من المقدرات

(۱) البنایه شرح الهدایه (۱۱/۴۰۸) کتاب الشهادة

(۲) الدرالمختار (۶/۷۵۱)

وتفويضها الى الرأى تامل"۔(۱)

صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمدؒ سے بھی ختنہ کی عمر کی تعیین منقول نہیں ہے درمختار میں ہے:

"ولم يروعنهما فيه شئى"۔(۲)

امام بزازیؒ نے ختنہ کے وقت کے بارے امام ابوحنیفہ کے تواضع اور کسر نفسی کا عجیب نقل کیا ہے۔

"وسأل الامام عمن قال : اذا بلغ ولدى الختان ولم اختنه فامرأته كذا فى نزل الجزاء ؟ وكان بين يديه غلام اسود فقال : ما انا اعلم فى هذا الاسود"(۳)

امام صاحبؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کہا ہے کہ میرے بچہ ختنہ کی عمر تک پہنچ جائے اور میں اس کا ختنہ نہ کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے، سوال یہ ہے کہ اس کی بیوی کو کب طلاق ہوگی ؟ امام صاحب کے سامنے کالا غلام یا حبشی بچہ بیٹھا تھا امام صاحب نے فرمایا کہ میں اس بارے اس حبشی غلام سے بھی زیادہ نہیں جانتا۔

یعنی جس طرح اس غلام کو یہ مسئلہ معلوم نہیں مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ اور کالے غلام کا ذکر اس لیے کیا کہ غلاموں کو عموماً تعلیم نہیں دی جاتی تھی۔

☆ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ختنہ کی عمر اور وقت کے بارے میں نے کوئی حدیث نہیں سنی۔

فتح الباری میں ہے:

"وعن احمد لم اسمع فيه شيئاً"۔(٤)

(۱) الشامية(٦/٧٥١)

(۲) الدر(٦/٧٥١)

(۳) البزازية(٢/٤٩١) كتاب الكراهية ، التاسع فى المتفرقات

(٤) فتح البارى (١٠/٤٢٠) كتاب اللباس.

اوجز المسالک میں ہے:

(۱)زاد فی خزانة الاکمل : وان کان اصغر منه فهو حسن وان کان فوق ذلك قليلا فلا بأس به ......اه (۱)

خزانہ الاکمل میں لکھا ہے کہ بچہ سات سال سے جتنا کم عمر ہو اس کا ختنہ بہتر ہے اور اگر سات سال سے کچھ زیادہ ہو جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲)قال الشارح: ولا يثبت فی ذلك توقيت فمتی ختن قبل البلوغ كان مصيبا۔(۲)

یعنی ختنہ کی توقیت ثابت نہیں ہے، بلوغ سے قبل جب بھی ختنہ کیا جائے درست ہے۔

فیض الباری میں ہے:

(۳)يستفاد من حال السلف انهم كانوايختتون عندشعورالصبی وكانوا يؤخرون فيه تاخيراحسنا، والاحسن عندی ان يعجل فيه ويختتن قبل سن الشعور فانه ايسر.(۳)

چونکہ احناف کے ائمہ ثلاثہ سے وقتِ ختنہ کے بارے کوئی تصریح منقول نہیں ہے، اس لئے بعد کے فقہاء کرام کے اس بارے مختلف اقوال ہیں۔

(۱)ساتویں دن کیا جائے۔

یہ حضرات اس بارے کچھ احادیث پیش کرتے ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(۲)ساتویں سال کیا جائے، اس قول کی دلیل یہ ہے کہ حدیث کی رو سے ساتویں سال میں بچے کو نماز کا حکم آیا ہے، لہٰذا اس کا ختنہ بھی کرالیا جائے تا کہ نماز کے لئے اچھی طرح طہارت حاصل ہو سکے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اگر سات سال سے کچھ زیادہ عمر ہو جائے تو مضائقہ نہیں اور اگر جلدی ہو جائے تو بہتر ہے۔

---

(۱) اوجزالمسالك (۲٤۲/۱٤)

(۲) اوجزالمسالك (۲٤۲/۱٤)

(۳) فيض الباری(٤۱۳/٤) كتاب الاستيذان،

شامی میں ہے:

"فی الشامية(قوله وقيل سبع)لانه يؤمر بالصلوٰة اذابلغها فيؤمر بالختان حتى يكون ابلغ فی التنطيف قاله فی الكافی،زاد فی خزانة الاكمل وان كان اصغر منه فحسن وان كان فوق ذلك قليلا فلا بأس به"۔

ختنہ کو نماز کی نظیر اس لئے بھی قرار دیا گیا ہے کہ دونوں فعل اگرچہ صبی کے ساتھ خاص ہیں لیکن اس کے مکلف اولیاء ہیں خود بچہ مکلف نہیں۔

اوجزالمالک میں ہے:

"ومن جهة المعنى ان هذاوقت يفهم ويمكن منه امتثال الامروالنهى و هو اول مايؤخذبالشرائع ولذلك يومر بالصلوٰة"۔(۱)

یعنی سات سال کی عمر فہم وادراک کی عمر ہے، اس میں بچے سے امر ونہی کا بجالانا ممکن ہے اور یہ عمر شریعت کے احکام بجالانے کی ابتداء ہے، یہی وجہ ہے کہ اس عمر میں بچے کو نماز کا حکم دیا جاتا ہے۔

"وقال بعضهم:يجوزبعدسبعة ايام من وقت الولادة "۔(۲)

(۳) نویں سال کیا جائے۔

(۴) دسویں سال کیا جائے، اس کی دلیل یہ ہے کہ دس سال کی عمر اس قابل ہوتی ہے کہ اس میں بچے کو تکلیف اور درد میں مبتلا کرنا جائز ہے جیسے متعدد احادیث میں یہ بات آتی ہے کہ بچے کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دیا جائے اور دس سال کی عمر میں نماز کے لئے اسے سزا دی جائے۔

فتح الباری میں قاضی حسینؒ سے نقل کیا ہے۔

وذكر القاضی حسینؒ......لانه حينئذ يوم ضربه على ترك الصلوٰة والم الختان فوق الم الضرب فيكون اولى بالتاخير"۔(۳)

(۱) اوجزالمالك(۱٤/۲٤۱)

(۲) الهندية(٥/٤۳٦)كتاب الكراهية (۳) فتح البارى(۱۰/٤۲۰)

یعنی دس سال سے قبل ختنہ اس لئے نہیں کہ اس عمر میں بچے کو نماز پڑھنے کے لئے مارنے کا حکم نہیں ہے کیونکہ اس میں تکلیف ہوتی ہے تو ختنہ کرانے کی تکلیف مار کی تکلیف سے بڑھ کر ہے لہٰذا ختنہ بطریق اولیٰ دس سال تک مؤخر کرنا چاہئے۔

(۵) ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے فتاویٰ صوفیہ سے نقل کیا ہے کہ ختنہ کا وقت سات سال سے دس سال تک ہے، ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں یہ وقتِ مستحب، افضل واعدل کا بیان ہے وقتِ جوب کا نہیں ہے۔ یہ فقہ حنفی کی ایک روایت اور مشہور غیر متبوع مجتہد وامام لیث بن سعدؒ کا مذہب ہے۔(۱)

(۶) بارہ سال میں ختنہ کرایا جائے، یہ انتہائی مدت ہے، اس سے تاخیر کرانے پر گناہ ہوگا۔

(۷) سات سال سے بارہ سال تک کرایا جائے، سراجیہ میں اس کو مختار کہا ہے۔(۲)

(۸) بالغ ہونے کے بعد ختنہ کرایا جائے۔ علامہ شامیؒ اس کی وجہ لکھتے ہیں:

"لانه للطهارة ولاتجب عليه قبله"۔(۳)

یعنی ختنہ کا مقصود طہارت ہے اور انسان بالغ ہونے کے بعد طہارت کا مکلّف ہوتا ہے اس سے پہلے طہارت واجب نہیں ہے۔

فتح الباری میں ہے:

وقال امام الحرمين: لايجب قبل البلوغ لان الصبى ليس من اهل العبادة المتعلقة بالبدن فكيف مع الالم؟ولا يردوجوب العدة على الصبية لا نه لا يتعلق به تعب بل هومضى زمان محض۔(٤)

امام حرمینؒ فرماتے ہیں کہ بلوغ سے پہلے اس لئے ختنہ واجب نہیں ہے کہ بچہ بدن سے

---

(۱) المرقاة شرح المشكوة(٨/ ٢٨٩) كتاب اللباس باب الترجل ميں

(۲) الهندية(٥/ ٤٣٦) كتاب الكراهية.

(۳) الشامية(٦/ ٧٥١)

(٤) فتح البارى(١٠/ ٤٢٠) كتاب اللباس،

تعلق رکھنے والی عبادات (نماز، روزہ وغیرہ) کا اہل نہیں ہے (حالانکہ ان میں درد اور تکلیف نہیں ہے) تو ختنہ کا اہل کیسے ہوگا جب کہ اس میں درد ہوتا ہے؟۔

اس پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ بچی پر عدت کیوں واجب ہے؟

اس کا جواب دیا کہ اس وجوب میں بچی کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے، عدت محض زمانے کے گزرنے کا نام ہے، وہ بچی پر بھی گزر جاتا ہے۔

ان حضرات نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول سے استدلال کیا ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

بلوغ تک ختنہ موخر کرنا آخری درجہ اور آخری قول ہے، اگر بلوغ کے بعد اولیاء ختنہ نہ کرا سکے تو وہ گناہگار ہوں گے اور اب ختنہ کرانا خود اس لڑکے کی ذمہ داری ہے۔

ختنہ میں تعجیل اور اس کی حکمتیں

ختنہ کے وقت کے بارے اگرچہ اقوال مختلف ہیں لیکن اس بات پر تقریباً سب کا اتفاق ہے کہ بچے میں ختنہ کی برداشت پیدا ہو جائے تو جلد از جلد کرنا افضل اور بہتر ہے۔

بچے کا جلد از جلد ختنہ کرنے میں بہت سی حکمتیں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) سألت مالکاً عنه فقال: لاادری ولکن الختان طهرة فکلما قدمها کان احب۔(۱)

ولیدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت امام مالکؒ سے حضرت جابرؓ کی حدیث کے بارے میں پوچھا جس کے بارے میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن اور حسینؓ کے ختنہ کے بارے ساتویں دن حکم دیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بارے میں علم نہیں البتہ ختنہ طہارت اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے لہٰذا جتنا جلدی کیا جائے بہتر ہے۔

(۲) قال ابوالفرج السرخسی رحمه الله تعالی: فی ختان الصبی وهو صغیر

(۱) فتح الباری (۱۰/ ۴۲۰) کتاب اللباس،

مصلحة من جهة ان الجلد بعد التمييز يغلظ ويخشن فمن ثم جوز الائمة الختان قبل ذلك.(۱)

ابوالفرج سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ چھوٹے بچے کے ختنہ میں یہ مصلحت ہے کہ اس کی کھال نرم، باریک اور پتلی ہوتی ہے، اس کا کاٹنا آسان ہوتا ہے، جوں جوں بچہ سنِ تمیز کو پہنچتا ہے اس کی کھال سخت اور کھردری ہونا شروع ہوتی ہے۔

(۳) عنوان ''ختنہ اور پردہ'' کے تحت ہم نے پردہ کے چار درجات ذکر کئے ہیں

(۱) ایک سے چار سال تک کے بچہ کا ستر دیکھنا جائز ہے۔

(۲) چار سے سات سال تک کے بچے کا دونوں شرمگاہوں کے علاوہ جسم دیکھنا جائز ہے۔

(۳) سات سال سے دس سال کے بچے کی دونوں شرمگاہیں اور ارد گرد کا حصہ ستر ہے۔

(۴) دس سال سے زیادہ عمر کے بچہ کا وہی حکم ہے جو بالغ کا ہے۔

اس تفصیل کے مطابق بچے کا جتنی جلدی ختنہ کرایا جائے گا اتنا ہی بہتر ہے کیونکہ بے پردگی میں تخفیف اور آسانی ہوتی جائے گی۔ اور چار سالوں کے اندر ختنہ کرانے میں کشف عورت بالکل نہ ہوگا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بڑی عمر میں ختنہ کرانے کا حکم ہے اور ختنہ کی ضرورت کے لئے کشف عورت جائز ہے لیکن فقہاء کرام اس بات کی بھی تصریح فرماتے ہیں کہ کشف عورت جتنا کم سے کم ہو بہتر ہے۔

(۴) جلدی اور بچپن میں ختنہ کرانے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ بچے کو علم وشعور نہیں ہوتا، وہ ناسمجھ ہوتا ہے، اچانک اس کا ختنہ کرالیا جاتا ہے اس لئے اس کو درد اور تکلیف کا احساس کم ہوتا ہے۔ اور بچہ جتنا بڑا ہوتا ہے اسے پہلے سے پتہ چل جاتا ہے کہ میرا ختنہ ہونے والا ہے، وہ ڈر کی وجہ سے پہلے سے ہی سہما ہوتا ہے اور اسے جتنا زیادہ احساس اور

(۱) فتح الباری (۱۰/ ٤٢٠) كتاب اللباس،

شعور ہوتا ہے اتنی ہی اسے تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے۔

(۵) چھوٹا بچہ جلد قابو میں آجاتا ہے اور دورانِ ختنہ مزاحمت نہیں کرسکتا جس کی وجہ سے ختنہ بآسانی تکمیل تک پہنچ جاتا ہے اور بخوبی سرانجام دیدیا جاتا ہے، بچہ جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی گرفت میں نہیں آئے گا اور اگر گرفت میں آگیا تو عمل ختنہ کے دوران بھی مزاحمت کرے گا جس کی وجہ سے نقصان ہوسکتا ہے۔

(۶) چھوٹے بچے کا زخم جلدی درست ہوجاتا ہے۔

"خصال الفطرة العشرة والختان فی الصغر افضل منه عند التمییز لانه اسرع برء ا"۔(۱)

(۷) بچے کا ختنہ اگر جلدی کردیا جائے تو اس کے ذریعے بچوں کو بستر پر پیشاب کرنے کی بیماری سے ایک حد تک بچایا جاسکتا ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ کا اثر

جو حضرات کہتے ہیں کہ بلوغ کے بعد یا قریب البلوغ ختنہ کرانا چاہئے انہوں نے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول سے استدلال کیا ہے:

عن سعید بن جبیر قال: سئل ابن عباسؓ عنه مثل من انت حین قبض النبی ﷺ؟ قال أنا یومئذ مختون، قال: وکانوا لا یختنون الرجل حتی یدرک۔(۲)

وعن سعیدبن جبیر عن ابن عباسؓ : قبض النبی ﷺ وانا ختین.

سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ جس وقت نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تھا اس وقت آپ کس طرح تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اس وقت ختنہ شدہ تھا اور فرمایا کہ لوگ آدمی کا ختنہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے۔

(۱) الفقه الاسلامی وادلته (۱/۴۶۵)

(۲) صحیح البخاری مع فتح الباری (۱۱/۱۰۴) کتاب الاستیذان، باب الختان بعد الکبر و نتف الابط.

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے نبی ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ میں مختون تھا۔
حضرت شاہ صاحبؒ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ اثر تاخیر شدید پر محمول ہے۔
فیض الباری میں ہے:

"اماقول ابن عباسؓ انه كان مختونا حين قبض النبی ﷺ فيدل على التأخير الشديد و معنى قوله: انايومئذ مختون ای فی الحالة الراهنة لانه يحكى عن اختتانه فی الماضی"۔(۱)

تعارض اور اس کا حل

نبی کریم ﷺ کے انتقال کے وقت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی عمر کیا تھی؟ اس بارے کافی تعارض ہے، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس پر مفصل علمی بحث فرمائی ہے، اہلِ علم کے لئے ان کی بحث بعینہ نقل کی جاتی ہے۔
فتح الباری میں ہے:

قال الاسماعيلی ......والاحاديث عن ابن عباسؓ فی هذامضطربة،قلت: و فی كلامه نظر ......دعوى الاضطراب مردودة مع امكان الجمع او الترجيح فان المحفوظ الصحيح انه ولدبالشعب وذلك قبل الهجرة بثلاث سنين فيكون له عند الوفاة النبوية ثلاث عشرة سنة وبذلك قطع اهل السير و صححه ابن عبدالبرؒ واورده بسند صحيح عن ابن عباسؓ انه قال: ولدت و بنوهاشم فی الشعب وهذا لا ينافی قوله "نا هزت الاحتلام " ای قاربته و لا قوله "وكانو الا يختنون الرجل حتى يدرك" لاحتمال ان يكون ادرك فختن قبل الوفاة النبوية وبعدحجة الوداع واماقوله "واناابن عشر" فمحمول على الغاء الكسر وروى احمدمن طريق اخرى عن ابن عباسؓ انه كان

(۱) فيض الباری(٤/٤١٣) كتاب الاستيذان،

حينئذ ابن خمس عشرة ويمكن رده الى رواية ثلاث عشرة بان يكون ابن ثلاث عشرة وشيئى وولدفى اثناء السنة فجبرالكسرين بان يكون ولدمثلا فى شوال فله من السنة الاولىٰ ثلاثة اشهرفاطلق عليهاسنة وقبض النبى ﷺ فى ربيع فله من السنة الاخيرة ثلاثة اخرى واكمل بينهما ثلاث عشرة ، فمن قال ثلاث عشرة الغى الكسرين ومن قال خمس عشرة جبرهما والله اعلم(۱)

ساتویں دن سے پہلے ختنہ کرانا مکروہ ہے؟

مذکورہ اقوال سے معلوم ہوا کہ ولادت کے ساتویں دن سے قبل ختنہ کرانے کا کوئی قول نہیں ہے، کم ازکم مدت سات دن ہے لیکن کیا ساتویں دن سے قبل ختنہ کرانا مکروہ ہے؟ خاص طور پر اس لئے اس مسئلہ کا جاننا ضروری ہے کہ آج کل ہسپتالوں میں ولادت کے دن بھی ختنہ کرالیا جاتا ہے اور بڑی سہولت کے ساتھ ہوجاتا ہے، عصر حاضر کے عظیم فقیہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے ساتویں دن سے قبل ختنہ کو مکروہ لکھا ہے:

"ويكره الختان قبل اليوم السابع من الولادة"۔(۲)

لیکن اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ قرآن وحدیث سے ختنہ کی مدت کی وجوبی تحدید وتعیین ثابت نہیں ہے، اصل حکم یہ ہے کہ جب بچہ میں تحمل پیدا ہو تو ختنہ کرایا جائے ، اگر علاج ومعالجہ سے ختنہ کا تحمل پیدا ہوجائے تو بھی درست ہے، اس اصول کی روشنی میں ساتویں دن سے قبل ختنہ کرانے میں کوئی کراہت معلوم نہیں ہوتی بشرطیکہ ختنہ کی سہولیات دستیاب ہوں اور بچے میں تحمل پیدا ہوچکا ہو خواہ علاج ومعالجہ کے ذریعہ ہو، علامہ زحیلی نے کراہت کی دلیل اور وجہ بیان نہیں فرمائی، وجہ شاید یہ ہو کہ اتنی عمر کے بچے میں ختنہ کا تحمل نہیں ہوتا لیکن مذکورہ تفصیل سے واضح ہوچکا کہ آج کل کی جدید سہولیات کی وجہ سے تحمل پیدا ہوجاتا ہے۔

---

(۱) فتح البارى(۱۱/۱۰٦)

(۲) الفقه الاسلامى وادلته (۱/٤٦٥)

ساتویں دن ختنہ کرانے کا حکم

ساتویں دن ختنہ کرانا اگرچہ سنت نہیں ہے لیکن متعدد روایات میں ساتویں دین ختنہ کرانے کا ذکر ملتا ہے لہٰذا اگر بچے میں ساتویں دن ختنہ کا تحمل پیدا ہو جائے خاص طور پر اس زمانے میں بچے کو سُن کر کے ختنہ کرایا جاتا ہے اور اس کے بعد علاج و معالجہ کی تمام تر سہولیات دستیاب ہوتی ہیں، ایسی صورت میں ساتویں دن ختنہ کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

احادیث و آثار

(۱) عن جابرؓ قال: عق رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين وختنهما لسبعة ايام۔(۱)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سات دن پورے ہونے پر حضرت حسن اور حسینؓ کی طرف سے عقیقہ فرمایا اور ان کا ختنہ کرایا۔

عمدۃ القاری میں علامہ عینیؒ نے اور التلخیص الحبیر میں حافظ عسقلانیؒ نے یہ حدیث مستدرک حاکم سے نقل کی ہے لیکن انتہائی سعی و کوشش کے باوجود یہ حدیث ہمیں مستدرک میں نہ مل سکی۔ لعله سقط فيه۔(۳)

(۲) وروى عن فاطمةؓ انها كانت تختن ولدها يوم السابع۔(٤)

حضرت فاطمہؓ سے مروی ہے کہ وہ اپنی اولاد کا ختنہ ساتویں دن کرایا کرتی تھیں۔

(۳) عن ابى جعفر قال: كانت فاطمةؓ تعق عن ولدها يوم السابع وتسميه

(۱) السنن الكبرى للبيهقيؒ (۸/۳۲٤) باب السلطان يكره على الاختتان او الصبى اوالولى وسيدالملوك يامران به وماوردفى الختان، كتاب الاشربة والحدفيها،

(۲) شعب الايمان (٦/۳۹٤) والمعجم الاوسط (۸/۱۲) والمعجم الصغير (۲/۱۲۲)

(۳) عمدة القارى (۱٥/٤۰۳) كتاب الاستيذان

(٤) الجامع لاحكام القرآن للقرطبى (۲/٦۹) سورة البقرة، رقم الآية ۱۲٤

وتختنه وتحلق رأسه وتصدق بوزنه ورقا.(١)

ابوجعفرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ ساتویں دن اپنی اولاد کا عقیقہ کرتیں اور ان کا نام رکھتیں اور ان کا ختنہ کرتیں اور ان کا سر مونڈتیں اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرتیں۔

(٤)وزادالصغيرعن جابرؓ:انه ﷺ ختنهماالسبعة ايام-(٢)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ساتویں دن حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے ختنہ کا حکم فرمایا۔

(٥)(ابن عباس)قال:سبعة من السنة فى الصبى يوم السابع يسمى ويختتن و يماط عنه الاذى تثقب اذنه ويعق عنه ويلطخ رأسه بدم عقيقته ويتصدق بوزن شعره ذهبااوفضة لـلا وسط وفى اعذب الموارد تحته:ورجاله ثقات"۔(٣)

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بچے کے بارے ساتویں دن سات چیزیں سنت ہیں:

(۱)بچے کا نام رکھا جائے۔

(۲)اس کا ختنہ کیا جائے۔

(۳)اس کا سر مونڈھا جائے اور بالوں کی تکلیف کو ہٹایا جائے۔

---

(١) مصنف ابن ابى شيبة(١٢/٣٢٧) كتاب العقيقة،باب فى اى يوم تذبح العقيقة؟ رقم الحديث:٢٤٧٤١،

(٢) جمع الفوائدمن جامع الاصول ومجمع الزوائد(٢/٥٥٧)باب العقيقة والفرع والعتيرة،رقم الحديث(٣٩٨٦)

وفى اعذب الموارد فى تخريج احاديث جمع الفوائدتحته: وفيه محمد بن السرى وثقه ابن حبان وغيره وفيه لين كذا فى مجمع الزوائد (٤/ ٥٩)

(٣) جمع الفوائدمن جامع الاصول ومجمع الزوائد(٢/٥٥٧)باب العقيقة والفرع والعتيرة، رقم الحديث(٣٩٩٥)كذا فى مجمع الزوائد(٤/٥٩)وكذا فى مجمع البحرين فى زوائد المعجمين (٢/١٩٦) و الطبرانى الاوسط (١/١٧٦)،رقم الحديث : ٥٥٨۔

(۴)اس کے کان چھیدے جائیں۔

(۵)اس کا عقیقہ کیا جائے۔

(۶)اور عقیقہ کا خون اس کے سر پر ملا جائے۔

(۷)اس کے بالوں کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کی جائے۔

واضح رہے کہ ان میں سے چھٹا امر منسوخ ہے یعنی عقیقہ کا خون بچے کے سر پر ملنا جائز نہیں ہے۔

(٦)عن جابرؓ ان النبی ﷺ عق عن الحسن والحسین وختنهما لسبعة ایام"۔(۱)

ابوالشیخؒ نے کتاب العقیقہ میں حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے سات دن مکمل ہونے پر حضرت حسن اور حسین کا عقیقہ کیا اور ان کا ختنہ کرایا۔

(٧)اخرج البیهقی عن موسی بن علی بن رباح عن ابیه ان ابراهیم ختن اسحاق لسبعة ایام وختن اسماعیل عند بلوغه۔(۲)

قال مکحول:ان ابراهیم صلوات الله وسلامه ختن ابنه اسحاق لسبعة ایام وختن ابنه اسماعیل لثلاث عشرة سنة.(۳)

ابراہیمؑ نے حضرت اسحاقؑ کا ختنہ سات دن مکمل ہونے پر کیا تھا اور حضرت اسماعیل کا ختنہ ان کے بلوغ پر کیا تھا۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت اسحاقؑ کا ساتویں دن ختنہ کئے جانا تواتر سے ثابت ہے۔

ماجاء فی السنة من الفطرة،وفی التمهید: تواترعن جمع من العلماء ان

---

(۱) الدرالمنثور(۱/۲۵٤)البقرة:۱۲٤، واخرج ابوالشیخ فی کتاب العقیقة والبیهقیؒ

(۲) الدرالمنثور(۱/۲۵٤)البقرة:۱۲٤، واخرج ابوالشیخ فی کتاب العقیقة والبیهقیؒ
زاد المعاد (۱/۵۱)

(۳) عمدة القاری(۱۵/٤۰۳)

ابراهيمؑ ختن اسماعيل لثلاثة عشرة سنة واسحق لسبعة ايام۔(۱)

(۸)۔۔۔اختتنوااولادكم يوم السابع فانه اطهرواسرع نباتاللحم واروح للقلب۔(۲)

(ابوحفص عمر بن عبداللہ بن زاذان فی فوائدہ والدیلمی عن علیؓ) حضرت علیؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ولادت کے ساتویں دن اپنی اولاد کا ختنہ کیا کرو کیونکہ ختنہ طہارت ونظافت کا سبب ہے اوراس کی وجہ سے گوشت جلدی اگتااور بڑھتا ہے اوراس سے دل کوزیادہ راحت ملتی ہے۔

مذکورہ روایات میں اگرچہ کلام ہے لیکن مجموعی طور پر یہ احادیث قابل استدلال ہیں اوران سے قدر مشترک کے طور پر ساتویں دن ختنہ کرنے کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

وجوہِ ترجیح

اگر بچے میں ولادت کے بعد سے ہی ختنہ کا تحمل ہوتو ساتویں دن ختنہ کرانے کو ترجیح حاصل ہےاوراس کی وجوہِ ترجیح مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مذکورہ احادیث وآثار سے ساتویں دن کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

(۲) اس میں تعجیل ہےاورختنہ میں تحمل پیدا ہوجانے کے بعد تعجیل بالاتفاق افضل ہے۔

(۳) اس سے پہلے تعجیل ختنہ کی جو حکمتیں نقل کی ہیں وہ سب اس میں پائی جاتی ہیں مثلاً

(۱) اس سے طہارت جلدی حاصل ہوگی۔

(۲) کھال پتلی ہوتی ہےاورختنہ آسانی سے ہوجاتا ہے۔

(۳) کشف عورت کا بھی کوئی مسئلہ نہیں بنتا۔

(۴) درداورتکلیف کا احساس کم ہوتا ہے۔

(۵) بچہ چھوٹا ہوتا ہےاسے قابو کرنا آسان ہوتا ہےاوروہ مزاحمت سے قاصر ہے۔

---

(۱) اوجزالمسالك(۱۵/ ۲٤۱)

(۲) كنزالعمال(۱٦/۱۸۱) كتاب النكاح،في الختان،رقم الحديث(٤٥٣٠٤)

(۶) اس کا زخم جلد درست ہوتا ہے۔

(۴) ولادت کے ساتویں دن عقیقہ کی دعوت بالاتفاق مشروع ہے اور ختنہ کی دعوت فی نفسہ جائز ہے، اگر ان دونوں کو جمع کرلیا جائے تو ختنہ کی دعوت پر شبہ بھی نہ رہے گا، ضمناً اور طبعاً ادائیگی ہوجائے گی۔

(۵) عقیقہ اور ختنہ جمع کرنے سے وقت اور مال کی بچت ہے۔

ساتویں دن ختنہ کرانے میں یہود کے ساتھ مشابہت کا شبہ اور اس کے جوابات

ساتویں دن ختنہ کرانے پر یہ شبہ اور اعتراض ہے کہ یہودی بھی ساتویں دن ختنہ کراتے ہیں لہٰذا اس میں یہود کے ساتھ مشابہت ہے اور بہت سے حضرات نے اسے مکروہ بھی لکھا ہے بلکہ چاروں فقہوں میں کراہت کی تصریح ملتی ہے۔

اوجز المسالک میں ہے:

"ونقل ابن المنذرعن الحسن ومالك كراهة الختان يوم السابع لانه فعل اليهود"۔(۱)

شرح منتہی الارب میں ہے:

"......وكره ختان فى سابع الولادة للتشبه باليهود"۔(۲)

فروع میں ہے:

"ويكره يوم السابع للتشبه باليهود"۔

اوجز المسالک میں ہے:

"قال ابن وهب: قلت لمالك اترى ان تختن الصبى يوم السابع؟ فقال: لا

(۱) اوجزالمسالك(۱۴/۲۴۰)

(۲) شرح منتهى الارادات (۱/۷۹) كتاب الطهارة، باب السواك من سنن الفطرة

(۳) الفروع لابن مفلح(۱/۹۸)

اری ذلك انما ذلك من عمل اليهود ولم يكن من عمل الناس الا حديثاً"۔(۱)

الشرح الکبیر لابن قدامہ میں امام مالکؒ کا قول نقل کیا ہے کہ امام مالکؒ ساتویں دن ختنہ کے قائل ہیں لیکن شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ نے اوجز المسالک میں اس قول کو رد فرمایا ہے۔(۲)

شافعیہ میں سے امام نوویؒ نے شرح مسلم میں ساتویں دن ختنہ کو مستحب لکھا ہے۔(۳)

"واذا قلنا بالصحيح استحب ان يختن فی اليوم السابع من ولادته".

لیکن امام غزالیؒ نے ساتویں دن سے تاخیر کرنے کو مستحب لکھا ہے اور وجہ مخالفت یہود تحریر کی ہے۔

"واما التطهير بالختان فعادة اليهود فی اليوم السابع من الولادة ومخالفتهم بالتاخير الى ان يثغر (يسقط الاسنان) الولد احب وابعد عن الخطر"۔(٤)

جواب اول:

مذکورہ اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ساتویں دن ختنہ کرتے ہیں لیکن ''یہودیت اور ختنہ'' کے عنوان کے تحت ہم معتمد ماٰخذ سے نقل کر چکے ہیں کہ یہودی آٹھویں دن ختنہ کرتے ہیں بلکہ آٹھویں دن کو ضروری سمجھتے ہیں۔ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

''کتاب احبار۱۲:۳ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے:اور آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جائے''۔(۵)

تورات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ننانوے سال کی عمر میں ختنہ کرایا تھا

(۱) اوجز المسالك(١٤/٢٤١)وكره جماعة الختان يوم السابع،

(۲) اوجز المسالك (١٤/٢٤١)

(۳) شرح مسلم(١/١٢٨)

(٤) احياء علوم الدين(١/٢٠٢)كتاب اسرار الطهارة

(۵) مقدمه بائبل سے قرآن تك (١/١٣٥)

اور اس موقعہ پر خدا نے ان کا نام ابرام {ABRAm} سے بدل کر ابراہم abraham کر دیا تھا جس کے معنی ہیں لاکھوں افراد کا باپ۔

یہودیت میں ختنے کا عمل آٹھویں دن کیا جانا ضروری ہے، خواہ اس دن یوم سبت ہو یا یوم کپور جن میں ہر کام کرنے کی ممانعت ہوتی ہے، تاہم اگر بچے کی صحت کے پیش نظر ڈاکٹر ختنہ ملتوی کر دینے کا مشورہ دے تو پھر آئندہ ختنے کا عمل یوم سبت یا یوم کپور پر انجام دینے کی ممانعت ہو جاتی ہے۔

ختنے میں آٹھویں دن کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اگر بچے کی ختنہ آٹھویں دن سے پہلے کرالی گئی ہو، تب بھی آٹھویں دن ختنے کے مقام سے خون کا ایک قطرہ گرایا جانا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے ڈاکٹر کی بجائے اس کام کے لئے مامور کسی مذہبی فرد بنام Mohel کو بلانا چاہئے جو نہ صرف اس عمل کی مذہبی باریکیوں سے بھی آگاہ ہوتا ہے بلکہ اسے کھال کاٹنے کا عمل بھی آتا ہے۔ بالفرض اگر کسی علاقے میں موہل موجود نہ ہو تو اسے کسی اور علاقے سے ڈھونڈھ کر لانا چاہئے۔(۱)

لہٰذا ساتویں دن ختنہ کرنے میں تشبہ کا شبہ ختم ہو گیا ہے اور جن علماء کرام وفقہاء عظام نے یہودیوں کا ساتویں دن ختنہ کرنا لکھا ہے وہ بھی ثقہ ہیں ہوسکتا ہے کہ پہلے زمانہ میں ساتویں دن کرتے ہوں اور اب آٹھویں دن کرنا شروع کیا ہو۔

جواب ثانی:

اگر مان لیا جائے کہ یہودی ساتویں دن ختنہ کرتے ہیں تو ہمارے یہاں یہودی موجود نہیں ہیں، اس لئے تشبہ کا شبہ نہ رہے گا۔ اس بارے اصول یہ ہے کہ جس تشبہ سے قرآن وحدیث میں منع کیا گیا ہے وہ ناجائز ہے خواہ متشبہ بہ قوم وہاں موجود ہو یا نہ ہو، جیسے عاشورہ کے ایک روزہ سے مشابہت کی وجہ سے منع کر دیا گیا ہے لہٰذا وہ ہر صورت منع ہے لیکن جس تشبہ سے قرآن وحدیث میں منع نہ کیا گیا ہو، علمائے کرام نے اپنے زمانہ کے کفار کا عمل

(۱) یہودی مذہب مہد سے لحد تک (ص ۱۳۱ تا ۱۳۲) رضی الدین سید، بیت اسلام

دیکھ کر مشابہت سے منع کیا ہو، یہ ممانعت عارضی ہوتی ہے جہاں متشبہ بہ قوم نہ ہو وہاں اس فعل کا کرنا جائز ہے، ساتویں دن ختنہ کرنے سے قرآن حدیث میں نہیں منع کیا گیا بلکہ علماء کرام نے ہی منع کیا ہے۔

ولادت کا ساتویں دن میں شمار ہوگا؟

ختنہ ساتویں دن کیا جائے تو کیا ولادت کا دن بھی سات دنوں میں شمار ہوگا یا نہیں؟ مثلاً اگر کوئی بچہ جمعہ کے دن ۱۲ بجے پیدا ہوا ہے تو اگر جمعہ کا دن بھی سات دنوں میں شمار کیا جائے تو ختنہ آئندہ جمعرات کو کرنا چاہیے اور اگر شمار نہ کیا جائے تو ختنہ آئندہ جمعہ کو کرنا پڑے گا؟ اس بارے فقہاء احناف کے ہاں زیادہ وضاحت نہیں ملی اور اس کی اتنی اہمیت بھی نہیں ہے کیونکہ ساتویں دن کو بشرطِ تحمل صرف ترجیح حاصل ہے ساتویں دن ختنہ کرنا مستحب بھی نہیں لہٰذا اس بات کے پیش نظر ولادت کا دن شمار کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں عقیقہ میں ساتویں دن کی رعایت مستحب ہے وہاں اس کی اہمیت ہے اور ہم نے اپنی کتاب ''مسائل عقیقہ'' میں باحوالہ لکھا ہے کہ عقیقہ میں ولادت کے دن کو شمار کیا جائے گا۔

ختنہ میں چونکہ اس کی اہمیت نہیں اس لئے فقہاء احناف نے اس بارے میں کچھ نہیں لکھا، البتہ شافعیہ کے ہاں دونوں قول ہیں۔

(۱) شمار کیا جائے گا۔

"وهل يحسب يوم الولادة من السبع ام تكون سبعة سواه وجهان اظهرهما يحسب يوم الولادة يحسب "۔(۱)

(۲) شمار نہیں کیا جائے گا۔

" قوله (ويحسب يوم ولادته من السبع)......وهذابالنسبة للعقيقة بخلاف الختن فان يوم الولادة لايحسب منهابالنسبة له والفرق بينهماان النظرهنا

(۱) شرح المسلم للنوی(۱/۱۲۸)وکذا فی الفقہ الاسلامی وادلتہ (۱/۴۶۱)۔

للمبادرة الى فعل الخير وا لنظر هناك لزيادة القوة ليتحملها الولد"۔(۱)

ختنہ کے لئے کسی خاص دن کی تخصیص

شرعاً کسی خاص دن ختنہ کرنا ضروری یا سنت نہیں ہے مثلاً جمعہ کے دن یا سوموار وغیرہ کو، لہٰذا اس کا التزام کرنا درست نہیں ہے، کسی بھی دن ختنہ کرایا جاسکتا ہے، دن کی تعیین انتظامی مصلحت کے تحت درست ہے مثلاً جمعہ یا اتوار کو اس لئے ختنہ کیا جائے کہ اس دن چھٹی ہوتی ہے تو یہ درست ہے۔

جس دن یا تاریخ کو پیدا ہوا ہے اس دن میں ختنہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بچہ جس دن یا تاریخ کو پیدا ہوا ہے اسی دن یا تاریخ کو ختنہ کرنا چاہیے مثلاً ہفتہ کے دن یا ۱۰ ذوالحجہ کو پیدا ہوا ہے تو آئندہ جب بھی ختنہ کرنا ہو ہفتہ یا ۱۰ ذوالحجہ کا اہتمام کیا جائے شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس کا التزام غلط ہے۔

نومسلم کے ختنہ کا حکم، مکمل تفصیل

نومسلم کے ختنہ کا بھی وہی حکم ہے جو مسلمان کے ختنہ کا ہے یعنی نابالغ ہو تو ختنہ مسنون ہے اور اگر عورت ہو تو مستحب ہے اور اگر بالغ ہو تو بھی مسنون اور مشروع ہے۔ احادیث میں نومسلم کے ختنہ کی بڑی تاکید آئی ہے، اس بارے قولی اور فعلی دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں، عنوان ''نومسلموں کو ختنہ کی تاکید'' کے تحت ایسی احادیث وآثار ملاحظہ ہوں۔

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

جو ابتداء ہی سے مسلمان ہے اس کے لئے ختنہ کی اتنی اہمیت نہیں جتنی نومسلم کے لئے ہوتی ہے، نومسلم کے ستر عورت کے مقابلہ میں اس ختنہ کی زیادہ اہمیت رکھتی ہے، ختنہ

(۱) حاشية الباجورى على ابن القاسم الغزى(۲/۴۲۳)فصل فى العقيقة

شعائرِ اسلام اور اس کے خصائص میں سے ہے اور خاص اسلامی علامت ہے جس کا نومسلم میں ہونا ضروری ہے......اس لئے نومسلم کا ختنہ ضروری ہے۔(۱)

عزیز الفتاویٰ میں ہے:

سوال: ہم دو بھائی نومسلم ہیں ایک کی عمر ۲۵ سال دوسرے کی ۲۲ سال ہے، اگر ہم لوگوں کو ختنہ کرانی جائز ہے تو ختنہ کرالیں یا جو حکم ہو؟

جواب: چونکہ ختنہ شعارِ اسلام ہے لہٰذا آپ صاحبوں کو ضرور کرانی چاہیے۔ضرورت کی وجہ سے غیر کا نظر کرنا درست ہے۔(۲)

مغنی میں ہے:

قال حنبل: سألت اباعبدالله عن الذمی اذا اسلم، تری له ان یطهر بالختان؟ قال: لابدله من ذلك، قلت: ان كان كبيرا او كبيرة؟ قال احب الی ان یتطهر، لان الحدیث: اختتن ابراهیم وهوابن ثمانین سنة قال تعالیٰ ﴿ ملة ابیکم﴾ -(۳)

حکمت و مصلحت

ختنہ کی جتنی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں وہ نومسلم کے ختنہ میں بھی موجود ہیں، نومسلم کے ختنہ میں مزید حکمت و مصلحت یہ ہے کہ:

(۱) اس سے ارتداد کا راستہ مسدود ہو جاتا ہے، اگر بالکل مسدود نہ ہو تو کمی ضرور آتی ہے، کیونکہ جب نومسلم کا ختنہ ہو چکا ہو گا تو وہ دوسرے دین کی طرف منتقل نہ ہو گا یا وہ لوگ اسے قبول نہ کریں گے۔

(۲) ختنہ کرانے سے اس کا خلوص اور صدق ظاہر ہو گا کہ وہ کسی لالچ اور حرص کی وجہ

(۱) فتاویٰ رحیمیه (۱۳٤/۱۰)

(۲) عزیز الفتاویٰ (ص: ۷٦۷) کتاب الحظر والاباحة

(۳) ابراهیم (الحج: ۷۸)- فی المغنی لابن قدامة (۸٤/۱)

سے اسلام قبول نہیں کرتا، اسلام کو دین حق سمجھ کر قبول کرتا ہے اور اس کے احکام پر دل و جان سے عمل پیرا ہوتا ہے۔

(۳) اسلام قبول کرنے کے چند افعال ہیں: (۱) غسل کرنا (۲) کلمہ پڑھنا (۳) اسلامی نام رکھنا وغیرہ (۴) ختنہ کرانا، ختنہ کے علاوہ باقی اعمال سہل بھی ہیں اور اپنے پیچھے کوئی خاص امتیاز اور علامت نہیں چھوڑتے لہٰذا باقی افعال و اعمال کو معیارِ امتحان نہیں بنایا جاسکتا، ختنہ مشکل بھی ہے اور امتیاز کی علامت بھی، اس لئے اسے امتحان کے لئے معیار بنایا جاسکتا ہے۔

(۴) ختنہ نو مسلم کے ثابت قدم رہنے اور استقامت کی علامت ہے۔

(۵) نو مسلم نے حالتِ کفر میں بالغ ہو کر ختنہ کی مخالفت کی تھی یعنی اس پر عمل نہیں کیا تھا لہٰذا قبول اسلام کے بعد موافقت کرتے ہوئے اسے ختنہ کرنا چاہیے۔

مجموعہ فتاویٰ میں ہے:

”وکافرے کہ مسلمان شدہ ختنہ اش باید کرد، در خزانۃ الروایات می آرد: فی الذخیرۃ ان المسلم یختتن مالم یبلغ فاذا بلغ لم یختتن لان ستر عورۃ البالغ فرض والختان سنۃ فلایترك الفرض للسنۃ والکافراذااسلم یختتن بالاتفاق لمخالفتہ دین الاسلام وھوبالغ“۔(۱)

کافر مسلمان ہوجائے تو بالاتفاق اس کی ختنہ کا حکم ہے، اس لئے کہ وہ بالغ ہونے کے باوجود دینِ اسلام کی مخالفت کرتا تھا (اور جب مخالفت ترک کرنا چاہتا ہے تو پوری طرح چھوڑنا اسی وقت کہلائے گا جب کہ اسلام کے خلاف کوئی ظاہری علامت بھی اس میں باقی نہ رہے۔(۲)

(۶) نو مسلم کا ختنہ تکمیل اسلام اور تتمیم ایمان میں داخل ہے، عہد نبوی میں کچھ یہودیوں نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے خیال کیا کہ ہم اسلام پر بھی عمل کریں گے اور شریعت

(۱) مجموعہ فتاوی (۸۵/۳)(۹۶/۳) باب الختان

(۲) نیز ملاحظہ ہو فتاوی رحیمیہ (۱۳۴/۱۰)

موسوی کے ان احکام پر بھی جن سے اسلام منع نہیں کرتا مثلاً ہفتہ کی تعظیم اور اونٹ کا گوشت باوجود حلال سمجھتے ہوئے نہ کھانا، یہ خیالات اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آئے اور یہ آیت نازل فرمائی:

﴿یایها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة﴾

یعنی اے مومنو اسلام میں کامل طریقہ سے داخل ہو جاؤ۔ البقرہ، نومسلم کو تکمیل اسلام کی خاطر ختنہ کا حکم دیا گیا ہے۔

(۷) نومسلم کے لئے بدنی تبدیلیاں مشروع ہیں جیسے حلق، غسل وغیرہ ختنہ بھی بدنی تبدیلی ہے لہٰذا یہ بھی مشروع ہونا چاہیے۔

عذر کی وجہ سے ترک ختنہ

گزشتہ تفصیل سے واضح ہو گیا ہے کہ نومسلم بچے اور بالغ دونوں کے لئے ختنہ سنتِ مؤکدہ اور عورت کے لئے مستحب ہے، اور اصل حکم یہی ہے کہ نومسلم کا ختنہ کرانا چاہیے تاہم بعض شرعی وجوہات اور اعذار کی وجہ سے نومسلم کا ختنہ چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔

المغنی میں ہے:

"لان الغسل والوضوء وغیرهما یسقط اذا خاف علی نفسه فهذا اولیٰ "۔(۱)

یعنی جب ہلاکت کا خطرہ ہو تو ایسے عذر کی وجہ سے غسل جنابت اور وضو وغیرہ ساقط ہو جاتے ہیں تو ختنہ بطریقِ اولیٰ ساقط ہو جائے گا......الخ

اولیٰ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غسل جنابت اور وضو فرض ہیں جبکہ ختنہ سنت ہے۔

وہ اعذار مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) نومسلم میں ختنہ کا تحمل نہیں ہے، سخت، تکلیف اور مشقت اٹھانی پڑے گی۔

لیکن یہ عذر اس زمانے میں عام متحقق نہیں کیونکہ آج کل ہسپتالوں اور طبی اداروں میں

(۱) المغنی (۱/ ۸۴) باب الآنية

ختنہ سے پہلے ایسی ادویات دی جاتی ہیں جس سے بندہ بے حس اور سم ہو جاتا ہے، اس کو آپریشن یا کسی عضو کے کاٹنے پر کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

احسن الفتاویٰ میں ہے:

دورِ حاضر میں ختنہ کا طریقہ انتہائی سہل و بے ضرر ہے، نئی نئی دواؤں کی ایجاد نے زخم کا جلد مندمل ہونا بھی آسان کر دیا ہے۔(۱)

ہاں یہ بات ترکِ ختنہ کا عذر بن سکتی ہے کہ نو مسلم کے پاس ایسی ادویات خریدنے کی استطاعت موجود نہیں ہے اور کوئی اسے خرچہ دینے کے لیے بھی تیار نہیں یا وہ دور دراز علاقے دیہات اور گاؤں میں رہتا ہے وہاں جدید سہولیات دستیاب نہیں ہیں اور وہ کسی وجہ سے شہر نہیں آسکتا مثلاً زیادہ ضعیف یا معذور ہے یا آ تو سکتا ہے لیکن آنے جانے کے اخراجات پاس موجود نہیں اور دیسی طریقہ سے ختنہ کرانے میں تکلیف نا قابل برداشت ہے تو اس کا ختنہ نہ کرانا جائز ہے۔

(۲) ختنہ کرانے کی استطاعت اور تحمل ہے لیکن شوگر وغیرہ مرض میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے زخم بمشکل مندمل ہوتا ہے جس کی وجہ سے جان کو خطرہ ہے یا سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

(۳) نو مسلم اتنا کمزور اور لاغر ہے کہ ختنہ کرانے سے اگرچہ تکلیف نہیں ہوتی لیکن خون نکلنے اور کمزور ہونے کی وجہ سے جان کا خطرہ ہے یا کسی مرض یا تکلیف میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور اس بارے صرف اس کا اندیشہ کافی نہیں بلکہ اہل معرفت، اطباء اور ڈاکٹر بھی یہ خدشہ ظاہر کریں تب عذر بنے گا۔

عالمگیری میں ہے:

"الشيخ الضعيف اذااسلم ولايطيق الختان ان قال اهل البصر لايطيق يترك لان ترك الواجب بالقدر جائز فترك السنة اولىٰ ۔"(۲)

---

(۱) احسن الفتاویٰ (۶۱/۹)مسائل شتی

(۲) الهندية(۵/۴۳۶)

درمختار میں ہے:

"کشیخ اسلم وقال اهل النظر لایطیق الختان ترك ایضاوفی الشامیة(اهل النظر) ای اهل المعرفة"۔(۱)

فیض الباری میں ہے:

"وکان الشاه اسحاق رحمه الله تعالیٰ یفتی باختتان من اسلم من الکفار و لو کان بالغاً فاتفق مرة ان اسلم کافر کهول فامره بالاختتان فاختتن ثم مات فیه فلذا اتوسع فیه ولا آمر به البالغ فانه یؤذی کثیرا وربما یفضی الی الهلاك"۔ (۲)

حجۃ الاسلام مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کفار میں سے مسلمان ہونے والے شخص کو ختنہ کا حکم فرماتے اگرچہ وہ بالغ ہوتا ایک مرتبہ اتفاق سے بوڑھا کمزور شخص مسلمان ہوگیا آپ نے اسے ختنہ کرانے کا حکم دیدیا تو اس نے ختنہ کرایا پھر ختنہ کی وجہ سے فوت ہوگیا، اس وجہ سے میں اس بارے میں وسعت اور گنجائش سے کام لیتا ہوں اور بالغ کو ختنہ کا حکم نہیں دیتا کیونکہ اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور بعض اوقات آدمی ہلاک ہوجاتا ہے۔

"معتمر قال حدثنی سالم بن ابی الذیال۔ وکان صاحب حدیث۔ قال: سمعت الحسن البصریؒ یقول: اما تعجبون لهذا؟ یعنی: مالك بن المنذر عمد الی شیوخ من اهل کسکر اسلموا ففتشهم، فامربهم فختنوا و هذا الشتاء فبلغنی ان بعضهم مات ولقداسلم مع رسول الله صلی الله علیه وسلم الرومی والحبشی فمافتشواشیئی"۔ (۳)

معتمر فرماتے ہیں کہ مجھے سالم بن ابی الذیال نے جو ایک محدث تھے، بیان کیا ہے میں

---

(۱) الدر المختار (۶/ ۷۵۱)

(۲) فیض الباری (۴/ ۴۱۳) کتاب الاسنیذان

(۳) الادب المفرد (ص ۳۳۴) باب الختان للکبیر رقم الحدیث ۱۲۸۷)

نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے فرماتے ہوئے سنا کہ تمہیں مالک بن منذر پر تعجب نہیں ہورہا؟ اہل کسکر کے کئی عمر رسیدہ لوگ مسلمان ہوئے اس نے جا کر ان کی تفتیش کی اور ان کو اس سردی کے عالم میں ختنہ کا حکم دیا چنانچہ ان کا ختنہ کیا گیا اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے بعض فوت ہو گئے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے زمانہ میں رومی اور حبشیوں نے اسلام قبول کیا تھا اور ختنہ کے بارے ان سے بالکل تفتیش نہیں کی گئی۔

مغنی میں ہے:

"و الحسن یر خص فیه ...... ویقول اسلم الناس الاسود والا بیض لم یفتش احد منهم ولم یختتنوا"۔ (۱)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے کالے بھی اور گورے بھی لیکن میں اسے کسی ایک سے بھی تفتیش نہیں کی گئی اور نہ ان کے ختنے کرائے گئے۔

"عن الحسن قال: اذااسلم الرجل فخشی علی نفسه العنت ان اختتن لم یختتن وتوکل ذبیحته وتقبل صلوته وتجوز شهادته"۔(۲)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں جب آدمی مسلمان ہو جائے اور اس کو ختنہ کرانے سے اپنے اوپر مشقت اور تکلیف کا اندیشہ ہو تو اس کا ختنہ نہ کرایا جائے اور اس کا ذبیحہ کھایا جائے گا اور اس کی نماز قبول ہے اور اس کی شہادت جائز ہے۔

"وروی عن الحسن انه کان یرخص للشیخ الذی اسلم ان لایختتن ولایری به بأساولا بشهادته وذبیحته وحجه وصلاته،قال ابن عبدالبرؒ : وعامة اهل العلم علی هذ"۔(۳)

حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ وہ اس بات کی اجازت دیتے تھے کہ بوڑھا شخص

(۱) المغنی لابن قدامة (۱/۸٤)

(۲) مصنف عبدالرزاق(۱۱/۱۵۷)باب الفطرة والختان رقم الحدیث (۲۰۲٤۹)

(۳) احکام القرآن للقرطبی(۲/۷۰)البقرة : ۱۲٤،

مسلمان ہوا اور اس کا ختنہ نہ کیا جائے، وہ سمجھتے تھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی گواہی اور ذبیحہ اور حج اور نماز میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے اور ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ جمہور علماء اس کے قائل ہیں۔

اگر کوئی ترک ختنہ کی شرط پر اسلام قبول کرلے تو؟

کوئی غیر مسلم مسلمان ہونا چاہتا ہے لیکن یہ شرط لگاتا ہے کہ میں ختنہ نہیں کراؤں گا، اگر وہ صدقِ دل سے مسلمان ہونا چاہتا ہے تو اس کی یہ شرط منظور کر لینی چاہیے، کیونکہ اسلام ختنہ پر موقوف نہیں ہے ہاں اگر قرائن سے معلوم ہو کہ وہ صدقِ دل سے مسلمان ہو رہا یا ختنہ کو خفیف اور حقیر معاملہ سمجھتا ہے تو اسکی شرط منظور نہیں کرنا چاہیے۔

تالیف قلب اور غیر مسلموں کو اسلام کی طرف قائل کرنے کے لیے ترکِ ختنہ

ختنہ کرانے میں کوئی طبی مفسدہ نہیں ہے اور نہ فی نفسہٖ ضرر کا اندیشہ بالخصوص اس زمانے میں علاج و معالجہ کی مفید صورتیں بھی موجود ہیں لیکن اس کے باوجود غیر مسلموں کے لیے ختنہ خوف، خطرے اور دہشت کی علامت ہے، مسلمان تو آئے دن ختنہ کا عمل دیکھتے ہیں اور خود اس مرحلہ سے گزرے ہوتے ہیں لیکن غیر مسلموں کے لیے ختنہ واقعتہً ایک انوکھی چیز ہے لہٰذا اگر کوئی نو مسلم نہ کمزور ہے اور نہ سخت تکلیف میں مبتلا ہو سکتا ہے لیکن طبعی خوف کی وجہ سے ختنہ نہ کرے تو اس کی تالیف قلب کے لیے ترکِ ختنہ کی اجازت ہے، اس کے دوسرے غیر مسلموں کی تالیف قلب بھی ہوگی اور وہ اسلام کی طرف مائل ہوں گے۔

امداد الفتاویٰ میں عربی میں ایک فتویٰ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''ایک ضعیف عیسائی مسلمان ہو گیا اور اس نے درخواست کی کہ اگر مجھے ختنہ معاف کر دیا جائے تو میرے دو بیٹے ہیں وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے حضرت حکیم الامتؒ نے

ترکِ ختنہ کا فتویٰ دیا ہے اور اس کی دو وجوہ لکھی ہیں: (۱) عیسائی کا ضعف (۲) تالیفِ قلب''۔

فرماتے ہیں:

"والثانی تالفه وتالف اولاده علی الاسلام كما شرط بنو ثقيف ان لا يجاهدوا و اجازه رسول الله ﷺ وصرح العلماء فی شرح حديث بريرة بتحمل ادنی الضررين لدر اشدهما......" الخ

خود وہ عیسائی تو ضعیف تھا لیکن بیٹوں میں ختنہ کی طاقت تھی صرف ان کی تالیف کے لیے ترکِ ختنہ کی اجازت دی ہے اور اس کے دو دلائل پیش فرمائے۔

(۱) بنو ثقیف نے اس شرط پر اسلام قبول کیا تھا کہ وہ جہاد نہیں کریں گے آپ ﷺ نے تالیف قلب کے لیے ان کی شرط قبول فرمائی۔

(۲) حدیث بریرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرر اشد اد ضرر اخف جمع ہو جائیں تو اشد کے ازالہ کے لیے اخف کا تحمل کر لیا جاتا ہے یہاں بھی دو ضرر ہیں ۔(۱) کفر وشرک (۲) ترکِ ختنہ

کفر اشد ضرر ہے لہٰذا اس کے ازالہ کے لیے ترکِ ختنہ گوارا کر لیا گیا۔(۱)

نومسلم اگر نہ نام بدلے اور نہ ختنہ کرائے تو اس کا حکم

اسلام کا صحیح ہونا ختنہ اور نام بدلنے پر موقوف نہیں ہے، ایمان کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی توحید، الوہیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور تمام ضروریاتِ دین کو صدقِ دل سے ماننے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے لہٰذا اگر کوئی نومسلم ان سب باتوں کا اقرار کر چکا لیکن اس نے اپنا نام نہیں بدلا یا ختنہ نہیں کرایا تو محض ترکِ ختنہ یا نام نہ بدلنے کی وجہ سے اس کو کافر نہیں کہا جائے گا وہ مسلمان ہی شمار ہوگا، دل کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اس کا

(۱) امداد الفتاوی (۲۳۹/٤)

حساب آخرت میں ہوگا۔(۱)

دعوتِ ختنہ کی شرعی حیثیت مع شرائط جواز

ختنہ کے موقع پر دعوت کرنے اور لوگوں کو بلانے کی نہ کوئی فضیلت ثابت ہے اور نہ یہ عمل سنت یا مستحب ہے، البتہ فی نفسہٖ چند شرائط کے ساتھ جائز اور مباح ہے، وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) دعوتِ ختنہ کو ضروری اور سنت نہ سمجھا جائے اور جو نہ کرے اس پر طعن نہ کی جائے۔

(۲) اسے فضیلت اور اجر و ثواب والا عمل تصور نہ کیا جائے۔

(۳) اس کا التزام نہ کیا جائے۔

(۴) دعوتِ ختنہ کا عرف اور اس کی عادتِ غالبہ نہ ہو۔

(۵) ریا و نمود اور تشہیر و تعریف مقصود نہ ہو۔

(۶) اپنی وسعت اور گنجائش کے مطابق دعوت کی جائے، وسعت سے زیادہ نہ ہو۔

(۷) اس کے لئے قرض نہ لیا جائے۔

(۸) کسی جانور کا ذبح کرنا ضروری نہ سمجھا جائے۔

(۹) مجلس دعوت میں موسیقی، گانے اور آلاتِ لہو و لعب کا استعمال نہ ہو۔

(۱۰) مجلس دعوت میں مرد و زن کا اختلاط اور بے پردگی نہ ہو۔

(۱۱) وہاں کسی قسم کا خلاف شرع کام نہ ہو۔

دلائلِ جواز

یہ وضاحت پہلے آچکی کہ حدیث سے دعوتِ ختنہ کا ثبوت نہیں ملتا لیکن ممانعت کی تصریح بھی موجود نہیں ہے، اس لئے ''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ'' کے تحت دعوتِ ختنہ فی نفسہٖ

(۱) ماخذہ: عزیز الفتاویٰ ص: ۷۶۷، کتاب الحظر والاباحۃ

جائز ہے، صحابۂ کرام اور سلف صالحین سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

بعض صحابۂ کرام کا عمل: حضرت عمرؓ کا عمل

(۱)عن ابن سیرین قال: نبئت ان عمرؓ کان اذا سمع صوتا انکرہ وسأل عنه فان قیل: عرس اوختان اقرہ.(۱)

محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمرؓ جب کسی دعوت اور تقریب کے موقعہ پر دف وغیرہ کی آواز سنتے تو اس پر نکیر فرماتے اور اس بارے پوچھتے، پس اگر کہا جاتا کہ شادی یا ختنہ کی تقریب ہے تو اس کو برقرار رکھتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل

(۲) عن نافع قال: کان ابن عمرؓ یطعم علی ختان الصبیان۔(۲)

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بچوں کے ختنہ کے موقع پر لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

(۳)عن عمر بن حمزة قال: اخبرنی سالم بن عبدالله قال: ختننی ابی اناونعیم بن عبدالله فذبح علینا کبشاولقد رأیتنا نجذل به علی الغلمان(۳)

عبداللہ بن عمرؓ کے پوتے عمر بن حمزہؒ فرماتے ہیں مجھے میرے چچا سالم بن عبداللہ بن عمر نے بتایا کہ میرے والد نے میرا اور نعیم بن عبداللہ کا ختنہ کرایا تو ہمارے ختنہ کے موقعہ پر مینڈھا ذبح کیا اور مجھے وہ وقت یاد ہے کہ ہم گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبة(۹/ ۱۴۳) کتاب النکاح، ماقالوا فی اللهو فی ضرب الدف فی العرس رقم الحدیث: ۱۶۶۵۹،

(۲) مصنف ابن ابی شیبة(۹/ ۳۴۱) کتاب النکاح، من کان یقول: یطعم فی العرس والختان، رقم الحدیث: ۱۷۴۵۱،

(۳) مصنف ابن ابی شیبة(۹/ ۳۴۱) کتاب النکاح، من کان یقول: یطعم فی العرس والختان، رقم الحدیث: ۱۷۴۵۵،

بچوں کی طرف پھینکتے تھے۔

عن عمر بن حمزة قال اخبرنی سالم قال: ختنی ابن عمر اناونعیماً فذبح علینا کبشا فلقد رأیتنا وانالنجذل به علی الصبیان ان ذبح عنا کبشا۔ (ضعیف الاسناد،موقوف)(۱)

حضرت سالم کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے میرا اور نعیم کا ختنہ کرایا تو ہم پر مینڈھا ذبح کیا اور مجھے یاد ہے کہ ہم بچوں پر فخر کرتے اور خوش ہوتے تھے کہ ہماری طرف سے مینڈھا ذبح کیا ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ کا عمل

(٤)عن عکرمة عن ابن عباسؓ انه حین ختن بنیه فدعا اللاعبین فاعطاهم اربعة دراهم او قال : ثلاثة۔(۲)

عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جس وقت اپنے بیٹوں کو ختنہ کرایا تو (تقریب منعقد کی اور) کھیل کود پیش کرنے والوں کو بلایا اور ان کو چار یا تین درہم عطا کئے۔

(٥)عن ابی هریرةؓ قال: الولیمة حق وسنة فلم یجب فقدعصی الله ورسوله والخرس والاعذار والتوکیر انت فیه بالخیار قال: قلت: انی والله لا ادری ما الخرس والاعذار والتوکیر قال: الخرس الولادة والاعذار الختان والتوکیر الرجل یبنی الدار، وینزل فی القوم فیجعل الطعام فیدعوهم فهم بالخیار ان شأووا اجابوا وان شاؤ واقعدوا، لم یرو هذا الحدیث عن اسماعیل بن امیة الایحی بن عثمان التیمی تفرد به الصلط بن مسعود۔(۳)

(۱) الادب المفرد(ص: ۳۳۳)باب الدعوة فی الختان، رقم الحدیث: ۱۲۸۲،

(۲) ایضا ،کتاب النکاح، ماقالوافی اللهووفی ضرب الدف فی العرس، رقم: ١٦٦٦٧،

(۳) المعجم الاوسط(٤/١٩٣)باب من اسمه علی.

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ولیمہ حق اور سنت ہے اور جو ولیمہ کی دعوت قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور خرس اور اعذار اور توکیر میں تمہیں اختیار ہے شاگرد نے پوچھا خرس اور اعذار اور توکیر کو میں نہیں جانتا، آپ نے فرمایا خرس ولادت کی دعوت کو اور اعذار ختنہ کی دعوت کو کہا جاتا ہے اور توکے رنیا گھر بنانے پر آدمی منتقل ہوتا ہے اور وہاں دعوت کرتا ہے اسے کہا جاتا ہے ان کے بارے میں لوگوں کو اختیار ہے چاہیں تو دعوت قبول کریں یا چھوڑ دیں۔

(٦) جو دعوتیں مشروع ہیں خواہ مباح ہوں یا سنت فقہاء کرام اور شارحین حدیث نے انہیں مع ناموں کے تفصیل سے لکھا ہے، یہ تقریباً کل بیس دعوتیں بنتی ہیں جن کی تفصیل ہماری کتاب ''مسائل ولیمہ'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ان میں ایک دعوتِ ختنہ بھی ہے جسے الاعذار، العزیرۃ اور العذ رۃ کہا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دعوتِ ختنہ فی نفسہٖ جائز ہے۔

ردالمحتار میں ہے:۔

ان الـولائـم عشـرة مـع واحـد
مـن عـدهـا فـقـد عـزفـی اقـرانـه
فـالـخـرس عـنـد نـفـاسهـا وعـقيقة
لـلـطـفـل والاعـذار عـنـد ختـانـه
ولـحـفـظ قـرآن و آداب لـقـد
قـالـوا الـحـذاق لـحـذقـه وبـيـانـه
ثـم الـمـلاك لـعـقـده ووليـمة
فـی عـرسـه فـاحـرص علی اعلانـه
وكـذلك مـاذُبة بـلا سـبـب يـری
و و كيـرة لبـنـائـه لـمكـانـه

ونـــقيـــعة لـــقـــدومــــه ووضـــحية

لـــمـــصيبة وتـــكـــون مـــن جيـــرانــــه

ولاول الشهــــــرالاصـــم عتيـــرـــة

بـــذبيـــحة جـــاء ت لـــرفـعية شـأنــه(۱)

(۱) ولیمے ایک کے ساتھ دس (گیارہ) ہیں، جوان کو شمار کرے تو اپنے دوستوں میں معزز ہو۔

(۲) پس عورت کے نفاس کے وقت خرس ہے، اور بچے کے لئے عقیقہ اور اس کے ختنہ کے وقت اعذار ہے۔

(۳) اور قرآن کریم اور اس کے آداب یاد کرنے کے وقت کی دعوت کو لوگوں نے الحذاق کہا ہے اس کے ماہر ہونے اور بیان کی وجہ سے۔

(۴) پھر اس کے عقد کے وقت ملاک ہے اور شادی میں ولیمہ ہے اس کے اعلان پر حرص کر۔

(۵) اور اس طرح مادبہ ہے جو بغیر کسی سبب کے ہے اور اس کے مکان بناتے وقت وکیرہ ہے۔

(۶) اور اس کے آنے کے وقت نقیعہ ہے اور مصیبت کے وقت وضیحہ ہے اور یہ پڑوسیوں کی طرف سے ہوتی ہے۔

(۷) اور اصم مہینے کے شروع میں ذبیحہ کا نام عتیرہ ہے جو اس کی رفعتِ شان کے لئے آیا ہے۔

(۷) کسی بھی خوشی کے موقعہ پر دعوت کرنا مشروع ہے، اور ختنہ بھی خوشی کا موقع ہے کیونکہ ایک اہم سنت اور شعار اسلام کی ادائیگی کا وقت ہے لہذا اس موقعہ پر دعوت کی گنجائش ہے۔

---

(۱) ردالمحتار(٦ / ١٦) كتاب الاجارة،

احسن الفتاویٰ میں دعوتِ ختنہ کو ضابطہ ''الدعوۃ فی السرور'' میں داخل ہونے کی تختی سے تردید کی ہے لیکن ختنہ کو سرور اور خوشی کا موقع کہا جا سکتا ہے، صحابۂ کرامؓ کے گزشتہ آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے نیز آگے ایک مسئلہ آرہا ہے کہ ختنہ کے موقع پر تقریب اور خوشی منانا اور کھیل کود پیش کرنا درست ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ ختنہ خوشی اور سرور کا موقعہ ہے۔(۱)

(۸) تقریباً تمام کتاب فقہ، کتاب ادب القاضی میں فقہاء کرامؒ نے قاضی کے متعلق یہ بحث چھیڑی ہے کہ وہ کس دعوت میں شریک ہو سکتا ہے اور کس میں نہیں؟ اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قاضی دعوت عامہ میں شریک ہو سکتا ہے اور دعوتِ خاصہ میں نہیں، اور فقہاء کرام نے دعوتِ ولیمہ اور دعوتِ ختنہ کو عامہ قرار دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ختنہ کی دعوت فی نفسہ مشروع ہے۔

درمختار میں ہے:

"ويرد اجابة دعوة خاصة وهى اللتى لا يتخذها صاحبها لولا حضور القاضى ولومن محرم ومعتاد وفى الشامية : (قوله وهى الخ) هذا هوالمصحح فى تفسيرها وقيل العامة دعوة العرس والختان وماسوا هما خاصة".(۲)

(۹) امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں باب باندھا ہے: باب الدعوۃ فی الختان اس کے تحت فضل اللہ الصمد میں ہے:

"الدعوة فى الختان يقال له الاعذار والعرب كان عندهم للختان قدر وله وليمة خاصة واقر الاسلام ذلك"۔(۳)

(۱۰) ان ام علقمة اخبرته ان بنات اخى عائشةؓ ختن فقيل لعائشة: الا ندعولهن من يلهيهن؟ قالت: بلى، فارسلت الى عدى فاتاهن فمرت

(۱) احسن الفتاویٰ (۱۵۵/۸)

(۲) الدرالمختار (۳۷٤/٥) كتاب القضاء،

(۳) فضل الله الصمد (٦٤٥/٢)

عـائشةؓ في البيت فرائته يتغنى ويحرك رأسه طرباو كان ذاشعر كثير ،فقالت عائشةؓ .أُف شيطان اخرجوه اخرجوه ،اسناده حسن"۔(۱)

ام علقمہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی چند بھتیجوں کا ختنہ کیا گیا تو حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم ان کے ختنہ کے موقع پر کوئی ایسا شخص نہ بلائیں جوان کے سامنے کھیل کود کرے اوران کو مشغول کر دے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیوں نہیں؟ تو میں نے عدی کو پیغام بھیجا وہ آیا، اتنے میں حضرت عائشہؓ اس کمرے کے پاس سے گزری تو دیکھا کہ عدی گانا گا رہا ہے اور جھوم جھوم کر اپنے سر کو حرکت دے رہا ہے جب کہ وہ بڑے بڑے بالوں والا تھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اُف یہ شیطان ہے اسے نکالو، اسے نکالو۔

حضرت عائشہؓ کے اس عمل میں اگرچہ دعوت اور کھانے کی تصریح نہیں لیکن اس سے اتنی بات مجموعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ ختنہ کے بعد محفل اور تقریب منعقد ہوئی، جب اس کا جواز ثابت ہو گیا تو کھانا کھلانے کا جواز بھی ثابت ہو جائے گا۔

عبارات فقہیہ

عالمگیری میں ہے:

"لاينبغي التخلف عن اجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان ونحوهما"۔(۲)

البتہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے ہندیہ کی مذکورہ عبارت کو غسل صحت کے بعد بطور شکر دعوت کرنے پر محمول کیا ہے۔(۳)

۲) مغنی میں ہے:

(۱) الادب المفرد ص: ۳۳۳ ، ۵۹۹ باب اللهو في الختان رقم الحديث : ۱۲۸۳،

(۲) الفتاوىٰ الهندية (۳۴۳/۵) كتاب الكراهية

(۳) امدادالمفتين ص:۲۰۲ كتاب السنة والبدعة

"فاما الدعوة فی حق فاعلها فلیست لهافضیلة تختص بها لعدم ورود الشرع بها ولکن هی بمنزلة الدعوة بغیر سبب حادث فاذا قصدفاعلها شکر نعمة الله علیه واطعام اخوانه وبذل طعامه فله اجزذلك "۔(۱)

(۳)وقددعی احمدؒالی ختان فاجاب واکل۔(۲)

(۴)اشعۃ اللمعات میں ہے:

"درمجمع البحار گفته که ضیافت برهشت نوع است،ولیمه برائے عرس، و خرس بضم خای مجمعه برائے ولادت واعذار برائے ختان ووکیره برائے بنا ونقیعه برائے قدوم مسافر......" الخ(۳)

۵)فضل اللہ الصمد میں ہے:

" الولیمة فی الاعذارای الختان الحق"۔(٤)

کفایت المفتی جدید میں ہے:

''ختنے کی تقریب میں دعوت دینا اور بستی کے لوگوں کو کھانا کھلانا لازم نہیں ہے، اگر کسی کو وسعت ہو اور وہ اپنی خوشی سے دے دے تو اسے اختیار ہے''۔(۵)

نیز فرماتے ہیں:

ختنہ کی تقریب میں شریک ہونا اور کھانے میں شریک ہونا فی حد ذاتہ جائز ہے بشرطیکہ ریا و شہرت کے لئے یہ کام نہ ہو اور قرض ادھار لے کر یہ کام نہ کیا جائے، اور کوئی ناجائز کام مثلاً گانا بجانا نہ ہو۔(٦)

---

(۱) المغنی لابن قدامة(۱۰/۷)

(۲) المغنی لابن قدامة(۱۰/۷)

(۳) اشعة اللمعات(۱۳۹/۳)باب الولیمة،

(٤) فضل الله الصمد(٦٤٦/٢)

(۵) کفایت المفتی جدید(۲/ ۳٤٤)کتاب الختان والخفاض،

(٦) کفایت المفتی جدید،کتاب الختان والخفاض،(٣٤٧/٢)

نیز فرماتے ہیں:

''اس لئے فی حد ذاتہ اباحت ہے، ہاں آج کل مصالح اسلامیہ اس کے مقتضی ہیں کہ ایسی دعوتیں جس قدر کم ہوں بہتر ہے''۔(۱)

فتاویٰ حقانیہ میں ہے:

''شادی، بیاہ، ختنے اور دیگر خوشیوں کے مواقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو شرکت کی دعوت دینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں البتہ اس کو لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے''(۲)

قول فیصل

دعوتِ ختنہ کے بارے میں ابن قدامہؒ کی بات قولِ فیصل کا درجہ رکھتی ہے وہ المغنی میں فرماتے ہیں:

"فاما الدعوة فی حق فاعلهافليست لهافضيلة تختص بها لعدم ورود الشرع بها ولكن هی بمنزلة الدعوة بغير سبب حادث فاذا قصدفاعلها شكر نعمة الله عليه واطعام اخوانه وبذل طعامه فله اجز ذلك "۔(۳)

خلاصہ یہ کہ دعوتِ ختنہ کی کوئی خاص فضیلت نہیں اور نہ قرآن وسنت میں اس کا ثبوت موجود ہے البتہ دعوتِ ختنہ کو بلاسبب دعوت میں شامل کیا جاسکتا ہے لہٰذا اگر اس سے مقصود شکر نعمت خداوندی اور اپنے بھائیوں کو کھلانا پلانا اور تطییب قلب مقصود ہو تو درست ہے۔

ایک شبہ واعتراض

مذکورہ تحقیق پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کو ختنہ کی دعوت میں بلایا گیا تو انہوں نے یہ فرمایا کہ شرکت سے انکار کر دیا کہ عہد نبوی میں اس طرح دعوت

(۱) کفایت المفتی جدید، کتاب الختان والخفاض(۲/ ۳٤۸)

(۲) فتاویٰ حقانیہ(۲/ ۷۲)

(۳) المغنی(۷/ ۱۰)

نہیں ہوتی تھی۔

(۱)حدثناعبدالله حدثنی ابی،حدثنامحمدبن سلمة الحرانی عن ابن اسحاق یعنی محمدا عن عبیدالله او عبدالله بن طلحة بن کریز عن الحسن قال:ودعی عثمان بن ابی العاصؓ الی ختان فابی ان یجیب فقیل له فقال:اناکنالانأتی الختان علی عهد رسول الله ﷺولا ندعی له۔(۱)

واضح رہے کہ حضرت عثمان ابن العاصؓ کی احادیث مسند احمد (۲۸۹/۵) مسند المدنیین میں بھی موجود ہیں، یہ روایت وہاں موجود نہیں، مسند الشامیین میں ہے۔

(۲)قال ابو یعلیٰ حدثنا حبان بن بشرابو عبدالرحمن،حدثنامحمدبن مسلمة عن محمد بن اسحاق عن عبدالله بن طلحة عن الحسن البصري قال:ودعی عثمان بن أبی العاصؓ الی ختان فابی ان یجیب فقیل له فی ذلك فقال:اناکناعلی عهد رسول الله ﷺلا نأتی الختان ولا ندعی له۔

قال المحشی محمد حسن اسماعیل:عزاه ابویری لابی یعلی واحمدبن حنبل بسندضعیف لتدلیس ابن اسحاق۔(۲)

(۳)...... عن الحسن عن عثمان بن ابی العاصؓ انه دعی الی طعام فلما جاء قال:ماهذا؟قالواختان جاریة فقام ولم یاکل وقال:هذاشیء مادعیناله فی عهد رسول الله ﷺ۔قال المحشی:عزاه البوصیری لابی یعلیٰ عن جبارة بن المفلس وضعیف.

جوابات اس روایت کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں:

(۱) یہ روایت محمد بن اسحاقؒ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، جس کا حوالہ المطالب العالیہ میں آچکا ہے اور مسند احمد کی سند میں بھی محمد بن اسحاق موجود ہیں۔اور طبرانی میں

(۱) مسنداحمدبن حنبل(٦/ ٢٧٠)مسندالشامیین،رقم الحدیث: ۱۷۹۲۸،

(۲) المطالب العالیة(٤/ ٤٨٧) کتاب الولیمة،باب من ترك الاجابة لغیر ولیمة العرس رقم: ١١٦٦٩ ـ مختصر اتحاف الخیرة(١٥٦/٥)ولیس علی شرط الکتاب.

اسے دو اسناد سے نقل کیا ہے ایک مسند احمد کی ہے اور دوسری میں حمزہ العطار ہیں جن کو ابن ابی حاتم کے علاوہ سب نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) یہ واقعہ لڑکے کے ختنہ کا نہیں بلکہ لڑکی کے ختنے کا ہے اور لڑکی کے ختنہ میں اصل اخفاء ہے، تشہیر بہتر نہیں ہے۔ المطالب العالیۃ کی مذکورہ دوسری روایت میں تصریح ہے کہ یہ لڑکی کے ختنہ کی دعوت تھی۔ نیز ابوالشیخ کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوت لڑکی کے ختنہ کی تھی۔

" وماأخرجه احمد عن الحسن ...... واخرجه ابوالشيخ من رواية فبين انه كان ختان جارية وقدنقل الشيخ ابوعبدالله بن الحاج فى المدخل ان السنة اظهار ختان الذكرواخفاء ختان الانثى"۔(۱)

(۳) اس روایت میں ختنہ کی طرف بلانے کا ذکر ہے، دعوتِ ختنہ یعنی ختنہ کے موقعہ پر جو کھانا دیا جاتا ہے اس کا ذکر نہیں ہے، روایت کا حاصل یہ ہوا کہ حضرت عثمان بن العاص کو مجلسِ ختنہ میں شرکت کی دعوت دی گئی اور ظاہر ہے کہ مجلس ختنہ میں شرکت نہ کرنا ہی اصل ہے، ختنہ کے وقت صرف خاتن موجود ہونا چاہیے اور صرف بچے کو پکڑنے والے حضرات، اس سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے تا کہ کشفِ عورت کم سے کم ہو۔

(۴) اس روایت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ عہد نبوی میں دعوتِ ختان کا عام معمول نہ تھا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دعوتِ ختنہ جائز ہی نہیں ہے، اس جواب کا قرینہ یہ ہے کہ اس روایت میں کنا کو فعل مضارع پر داخل کیا ہے جو کہ استمرار اور معمول ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

کفایت المفتی میں ہے:

"ولیمۃ الختان لم یکن یدعی لھا کا مفہوم اسی قدر ہے کہ یہ معمول نہ تھا، ولیمہ کا لفظ اس کو شامل ہے، اس لئے فی حد ذاتہ اباحت ہے"۔(۲)

(۱) فتح البارى(۱۰/۴۲۱) كتاب اللباس، باب قص الشارب، وكذا فى اوجز المسالك (۱۴/ ۲۴۴)وحاشية بذل المجهود(۵/۳۳۹) كتاب الادب.

(۲) كفايت المفتى(۲/۳۴۸) كتاب الختان والخفاض

تنبیہ:

مسند احمد کی روایت میں ولیمہ الختان کے الفاظ موجود نہیں ہے، ولیمہ الختان کے الفاظ سوال کے جواب میں لکھے گئے ہیں جو کہ سائل کا تسامح ہے، اس لئے تیسرا جواب اپنی جگہ درست ہے۔

(۵) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ جس کا ختنہ کیا جا رہا تھا وہ بالغ یا قریب البلوغ ہو جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں قریب البلوغ کا ختنہ ہوتا تھا، وہ بالغ تھا اس لئے اس میں شرکت مناسب نہ تھی۔

اوجز المسالک میں ہے:

"ویحتمل انکار عثمان لمافی البخاری عن ابن عباسؓ وقدسئل مثل من انت حین قبض النبی ﷺ قال: انا یومئذ مختون قال : و کانوا لایختنون الرجل حتی یدرك فاذاكان الختان عندال دراك فكيف يجمع له الناس؟"۔(۱)

اگر دعوتِ ختنہ کی مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو دعوت ختنہ جائز نہیں ہے پھر بدعت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے یا خلاف شرع امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے؟ اس بارے یہ تفصیل ہے کہ اگر اسے ضروری اور سنت سمجھا جائے اور اسے کارِ ثواب تصور کر کے اس کا التزام کیا جائے تو بدعت ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اور اگر اسے سنت یا ضروری نہ سمجھا جائے اور نہ التزام کیا جائے لیکن دوسری بعض یا کل شرائط مفقود ہوں تو ناجائز ہونے کی وجوہ دوسری ہوں گی، بدعت ہونا نہ ہوگی۔

☆ اس وقت ہمارے ہاں دعوتِ ختنہ کا رواج نہ ہونے کے برابر ہے، لوگ نہ اسے ضروری سمجھتے ہیں اور نہ سنت، اور نہ ہی اس کا التزام موجود ہے لہٰذا اگر کوئی دعوتِ ختنہ

(۱) اوجزالمسالك(۱٤/۲٤٤) كذا فی حاشية بذل المجهود (٥/۳۳۹)

کردے تو اسے اول وہلہ میں بدعت کہنا درست نہیں ہے۔

البتہ بعض علاقوں یا کسی زمانے میں اس کا رواج رہا ہے اس لئے بہت سے علماء کرام نے دعوتِ ختنہ کو بدعت لکھا ہے۔(۱)

لیکن ان فتاویٰ میں دعوتِ ختنہ کو مطلقاً بدعت نہیں کہا گیا ہے بلکہ اس کے التزام، سنت اور ضروری سمجھنے کی وجہ سے بدعت اور مذکورہ شرائط کے مفقود ہونے کیوجہ سے ناجائز کہا گیا ہے۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

(۱) فتاویٰ عثمانی میں ہے:

''سنت سمجھ کر جمع کرنا یا اس کی سنتوں کی طرح پابندی کرنا اور نہ کرنے والے کو برا سمجھنا بدعت اور واجب الترک ہے''۔(۲)

(۲) بہشتی زیور حصہ ششم میں عنوان ہے ''ختنہ کی رسموں کا بیان'' اس کے تحت لکھتے ہیں:

''اس میں بھی خرافات رسمیں لوگوں نے نکالی ہیں جو بالکل خلافِ عقل اور لغو ہیں ......'' الخ۔(۳)

(۳) اسی طرح امداد المفتین میں بھی سوال میں ذکر کردہ رسوم اور غلط خیالات کی بناء پر دعوتِ ختنہ کو بدعت کہا ہے۔

سوال: بعض جگہ دستور ہے کہ لڑکوں کی ختنہ کرنے کے بعد جب ساتواں دن ہوتا ہے تو لوگوں کی دعوت کی جاتی ہے اور لوگ کپڑے وغیرہ ساتھ لا کر دعوت میں شرکت کرتے ہیں بعض اوقات افلاس کی وجہ سے لوگوں کو مجبور ہو کر لڑکے کو حد بلوغ تک پہنچا دینا ہوتا ہے اور بغیر اس رسم کے سنت مذکورہ کا ادا کرنا عار سمجھا جاتا ہے، اس قسم کی دعوت

---

(۱) خیر الفتاوی(۱/۵٥٤)وامداد المفتین(ص:۲۰۱)وفتاویٰ عثمانی (۱/۱۰۲) و بهشتی زیور حصه ششم(ص:١٤)غنية الطالبين(ص:٤٦)احسن الفتاوی (۸/۱۵۵) و فتاویٰ محمودیه (۱۹/٤٦٤)

(۲) فتاویٰ عثمانی(۱/۱۰٦)

(۳) بهشتی زیور حصه ششم(ص: ١٤)

میں شرکت ناجائز ہوگی یا نہیں؟ اور روپیہ و کپڑے دینے والے مرتکب گناہ صغیرہ ہیں یا بدعت؟

الجواب: اس قسم کی رسموں کی پابندی کرنے والا مرتکب گناہ صغیرہ نہیں بلکہ کبیرہ کے مرتکب اور سخت گناہگار ہیں کیونکہ اس میں بہت سے گناہوں کا مجموعہ جمع ہوگیا ہے۔

(۱) دعوت کے لئے ساتویں روز کی اس طرح تعیین کرنا کہ اس کے سوا کو برا سمجھیں یہ تعیین بدعت ہے کیونکہ اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں

" كما صرح به الطيبي في شرح المشكوٰة تحت حديث ابن مسعودؓ في التزام الانصراف عن اليمين بعد الصلوٰة مالضه: فيه ان من اصر على مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقداصاب منه الشيطان فكيف من اصر على بدعة اومنكر انتهى".

(۲) ختنہ کے وقت لوگوں کو دعوت دینا یہ خود ہی بدعت ہے......

(۳) اس دعوت کو اتنا ضروری سمجھنا کہ ختنہ کو بلوغ تک ملتوی کیا جاوے، یہ جداگانہ گناہ ہے کیونکہ امر مندوب پر اگر اصرار بدرجہ وجوب کیا جاوے تو یہ بھی مکروہ اور ناجائز ہوجاتا ہے، یہ کام تو مندوب و مستحب بھی نہیں غایت یہ ہے کہ مباح ہو۔

(۴) لڑکے کو بلوغ تک پہنچا دینا اور ختنہ نہ کرنا ایک مستقل گناہ ہے، کیونکہ اس وقت اس کے ستر کو بلا ضرورت دیکھنا گناہ ہے۔ الخ

کفایت المفتی میں ختنہ کے بارے میں ہے:

"اس لئے فی حد ذاتہ اباحت ہے ہاں آج کل کے مصالح اسلامیہ اس کے مقتضی ہیں کہ ایسی دعوتیں جس قدر کم ہوں بہتر ہے"۔ (۱)

اس بارے دوسرے پہلو پر غور کی ضرورت ہے، حضرت مفتی صاحبؒ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ وسائل کی کمی کی وجہ سے ختنہ کی دعوت سے بچنا بہتر ہے لیکن ہمارے یہاں مغربی

(۱) کفایت المفتی (۳۴۸/۲)

رسوم کی بہتات ہے، سالگرہ برسی اور دوسرے دن ضرور منائے جاتے ہیں۔ان کے خلافِ شرع اور اسراف وتبذیر پر مبنی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس سے بہتر یہ ہے کہ جن دعوتوں کی شریعت میں گنجائش ہے اور سلف سے منجملہ ان کا ثبوت ملتا ہے، ایسی دعوتوں کو ترجیح دی جائے۔

بعد از ختنہ دعوتِ شکر

کسی بچے کا ختنہ ہو اور ختنہ کامیاب ہو جائے اور بچہ تندرست ہو جائے تو ایسی صورت میں دعوتِ شکر کرنا فی نفسہٖ جائز ہے البتہ نہ ضروری ہے اور نہ سنت ومستحب۔لہٰذا اس کی وہی شرائط ہیں جو دعوتِ ختنہ کی ہیں۔

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

''ختنہ سے فراغت کے بعد اگر بطورِ شکر یہ ادائے سنت دعوت کر دے خواہ عقیقہ کے ساتھ یا بغیر عقیقہ کے درست ہے، ضروری تصور کرنا غلط ہے''۔(۱)

بعض حضرات نے حضرت ابن عمرؓ کے عمل کو بھی بعد از ختنہ دعوت شکر پر محمول کیا ہے لیکن حضرت مولانا مفتی رشید احمدؒ احسن الفتاویٰ میں فرماتے ہیں:

''فعل ابن عمرؓ واقوال فقہاءؒ کی یہ تاویل قرین قیاس نہیں کہ اس سے دعوت بوقتِ اندمالِ زخم مراد ہے جو بوجہ حصول صحت موقع اظہار شکر وسرور ہے''۔(۲)

غسل صحت کے بعد دعوتِ تشکر

دعوتِ ختنہ کی جو شرائط ذکر کی گئی ہیں ان شرائط کے ساتھ غسل صحت کے بعد دعوتِ تشکر بھی جائز ہے۔

---

(۱) فتاوی محمودیہ(۱۹/ ٤٦٤)وکذا فی امدادا لمفتین(ص: ۲۰۲)

(۲) احسن الفتاوی(۸/ ۱۵۸)

امداد المفتین میں ہے:

البتہ غسلِ صحت کے بعد اگر کوئی بطور شکرانہ حدودِ شرعیہ اور اپنی گنجائش کی رعایت رکھ کر کچھ احباب واقرباء کو کھانا کھلا دے تو جائز ہے اور اس کا کھانا بھی جائز ہے

”وھو مراد ما فی العالمگیریة من الکراهیة لا ینبغی التخلف من اجابة الدعوة العامة کدعوة العرس والختان ونحوهما“۔(۱)

دعوتِ عقیقہ کے ساتھ دعوتِ ختنہ

عقیقہ بالاتفاق سنت اور اس کی دعوت مشروع ہے جب کہ دعوتِ ختنہ سنت ومستحب نہیں، صرف جائز ہے نیز عقیقہ ساتویں دن کرنا سنت ہے اور ختنہ بھی ساتویں دن کیا جاسکتا ہے بلکہ بعض اعتبارات سے ساتویں دین کو ترجیح حاصل ہے لہٰذا اگر ساتویں دن عقیقہ کیا جائے اور اس کے ساتھ بچے کا ختنہ کر کے عقیقہ کی دعوت میں ختنہ کی دعوت بھی ضمناً وتبعاً کرلی جائے تو درست ہے۔(۲)

دعوتِ ختنہ میں ساتویں دن کا اہتمام

دعوتِ ختنہ ساتویں دن کرنا جائز ہے لیکن اس کا اہتمام کرنا صحیح نہیں ہے۔

امداد المفتین میں ہے:

دعوت کے لئے ساتویں روز کی اس طرح تعیین کرنا کہ اس کے سوا کو برا سمجھیں یہ تعیین بدعت ہے کیونکہ اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں

”کما صرح به الطیبی فی شرح المشکوٰة تحت حدیث ابن مسعودؓ فی التزام الانصراف عن الیمین بعد الصلوٰة مالفظه: فیه ان من اصر علی

(۱) امداد المفتین(ص: ۲۰۲) کتاب السنة والبدعة ۔ عالمگیری. ص: ۲۲۲، ج: ٤.

(۲) ماخذه: فتاویٰ محمودیه (۱۹/٤٦٤)

مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقداصاب منه الشيطان فكيف من اصر على بدعة اومنكر انتهى"۔(۱)

جس دعوتِ ختنہ میں رسوم اور خلافِ شرع امور ہوں اس میں شرکت جائز نہیں ہے

دعوتِ ختنہ اور اس میں شرکت ویسے بھی امر شرعی اور سنت نہیں لہٰذا اگر اس میں خلافِ شرع باتیں اور غلط رسوم ورواجات ہوں تو اس میں شرکت کرنا صحیح نہیں ہے۔(۲)

امداد المفتین میں ہے:

"جو دعوت اس قسم کی رسوم ونا جائز امور پر مشتمل ہو، اگر یہ منکرات دعوت کھانے والوں کے سامنے دسترخوان پر ہیں تو کسی کو کھانا اور جانا جائز نہیں اور اگر کھانے سے جدا کسی اور جگہ یہ منکرات ہوں تو اس دعوت میں شریک ہو جانا جائز ہے بشرطیکہ یہ شخص قوم کا مقتدا نہ ہو...... بہرحال ایسی دعوتوں میں اولیٰ یہی ہے کہ شریک نہ ہوں"۔(۳)

دعوتِ ختنہ قبول کرنا ضروری نہیں ہے

دعوتِ ولیمہ قبول کرنا سنت ہے احادیث میں اس کی بڑی تاکید آتی ہے لیکن دعوتِ ختنہ قبول کرنا سنت اور ضروری نہیں ہے کیونکہ دعوت ختنہ خود مسنون عمل نہیں صرف جائز ہے۔

ختنہ کی دعوت نہ کرنے والے سے مقاطعہ اور بائیکاٹ کرنا جائز نہیں ہے

ختنہ کی دعوت کرنا اور اس میں لوگوں کو مدعو کرنا ضروری نہیں ہے بعض لوگ اسے

---

(۱) امدادالمفتين(ص:۲۰۱)

(۲) ماخذه: فتاوىٰ رشيديه ص: ۱٤۹ كتاب البدعات

(۳) امداد المفتين(ص: ۲۰۲)

ضروری سمجھتے ہیں، اور دعوت نہ کرنے والے سے ناراض ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اس کے ساتھ مقاطعہ اور بائیکاٹ کر لیتے ہیں، اس کے ساتھ لین دین اور غمی اور خوشی میں شریک نہیں ہوتے، اس کی دعوتِ ولیمہ وعقیقہ میں بھی شرکت نہیں کرتے، اس کی قربانی کا گوشت بھی قبول نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بائیکاٹ کا حکم دیتے ہیں یہ سب ناجائز اور حرام ہے، ایسے لوگ شریعت سے ناواقف ہیں، انہیں نرمی سے سمجھانا چاہیے(۱)

دعوتِ ختنہ کا کھانا قبول کرنے کا حکم

جہاں دعوتِ ختنہ کا رواج اور عرف نہ ہو وہاں اگر کوئی ختنہ کے موقع پر گھر میں کھانا بھیج دے تو اس کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ جہاں ختنہ کی دعوت کا معمول اور رواج ہو وہاں دعوت کا کھانا قبول کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

"اگر گھر پر کھانا بھیج دے تو خوف فتنہ کا نہ ہو تو نہ لیوے، اور اگر نہ لینے کے اندر فساد ہو تو دفع فساد کے سبب سے لے لینا چاہیے"۔(۲)

ختنہ کے موقع پر مسجد، امام یا مؤذن کو کچھ دیا جائے تو اسے قبول کرنے کا حکم:

بعض جگہ ختنہ کے طور پر مسجد، امام مسجد، مؤذن یا خادم کو ختنہ کی دعوت میں سے کچھ دیا جاتا ہے اور بعض اوقات اناج وغیرہ کی مد میں کچھ دیا جاتا ہے، شرعاً اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اسے ضروری سمجھا جاتا ہو تو رسم قبیح ہونے کی وجہ سے اسے قبول نہ کیا جائے، کیونکہ لوگ عرف ورواج کی وجہ سے دیتے ہیں، بعض اوقات طیب خاطر سے نہیں دیتے شرم وحیاء کی وجہ سے دیتے ہیں نیز اس سے رسم کو تقویب ملتی ہے لہٰذا اسے قبول کرنا درست نہیں ہے۔

(۱) ماخذہ : كفايت المفتى (٢/٣٤٤)

(۲) فتاویٰ رشیدیہ(ص: ١٤٩) كتاب البدعات

لیکن اگر کسی جگہ اس کا رسم ورواج نہ ہو ویسے کوئی شخص بخوشی دیدے تو اس کا لینا درست ہے، اگر وہ چیز مسجد کو دی جائے تو مسجد کی ملکیت شمار ہوگی اور اگر امام، موذن یا خادم کو دی جائے تو اس کی ملکیت شمار ہوگی۔(۱)

مختون بچے کے گلے میں پھول یا پیسوں کا ہار ڈالنا اور سہرا باندھنا

ختنہ کئے جانے والے بچے کو سہرہ بندھوانا، گلے میں ہار ڈالنا خواہ پھولوں کا ہو یا پیسوں کا، درست نہیں ہے۔اس میں بہت سی قباحتیں ہیں اس لئے اس سے احتراز ضروری ہے چند قباحتیں یہ ہیں:

(۱) گلے میں ہار ڈالنا یا سہرہ بندھوانا محض رسم ورواج ہے قرآن وسنت اور سلف صالحین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(۲) یہ محض رسم بھی نہیں بلکہ ہندوؤں کی رسم اور ان کا خاص طریقہ ہے، وہ خوشی کے موقعہ پر سہر باندھتے اور ہار ڈالتے ہیں لہٰذا اس میں ہندوؤں کے ساتھ مشابہت بھی ہے،

(۳) اس میں فضول خرچی اور اسراف ہے۔

(۴) اس کا رواج ہو جانے کی وجہ سے بچے کے رشتہ دار، اعزہ واقارب اور پڑوس کے لوگ ہار ڈالیں گے، اس طرح ہر شخص دوسرے سے اچھا لانے کی کوشش کرتا ہے اور اس کا مقصد محض ریا نمود اور شہرت ہوتا ہے۔

(۵) بہت سوں کے پاس اس کی گنجائش نہیں ہوتی لیکن بدنامی سے بچنے کے لئے ڈالتے ہیں جو کہ طیب خاطر سے نہیں ہوتا۔

(۶) بعض اوقات اس کے لئے قرض لینا پڑتا ہے۔

(۷) دوسرے کے بچے کو محض تبرعاً ہار نہیں ڈالا جاتا بلکہ تبادلہ مقصود ہوتا ہے کیونکہ جب دینے والے کے ہاں بچے کا ختنہ ہوتا ہے تو وہ بھی اس کے بدلے میں ہار ڈالتے ہیں۔

---

(۱) ماخذہ :فتاویٰ محمودیہ(۱۱/۲٤۰)و(۱۹/٤٦٥)

(۸) یہ غیر اسلامی فعل اور غیر شرعی عمل ہے۔

خیر الفتاویٰ میں ہے:

''سہرا باندھنا خالص ہندوں کی رسم ہے، اس لئے یہ غیر اسلامی فعل ہے، اس سے احتراز ازحد ضروری ہے، کیونکہ حدیث میں آتا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم اور تشبہ بالکفار ممنوع ہے''۔(۱)

خیر الفتاویٰ میں ہے:

''نوٹوں وغیرہ کا ہار پہنانا محض ایک رسم ہے، اس سے احتراز ضروری ہے، سلف صالحین میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے''۔(۲)

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

''حاجی صاحب کو پھول ہار کرتے ہیں یہ سوائے فضول خرچی کے کچھ نہیں''۔(۳)

امدادالسائلین میں سہرا بندھوانے وغیرہ رسوم کے بارے ہے، یہ سب رسمیں ناجائز ہیں ان سے خود بھی باز رہیں دوسروں کو بھی نرمی اور ہمدردی سے رکنے کی تلقین کریں، ان رسموں کی دینی، معاشی اور معاشرتی خرابیاں ذہن نشین کرائیں اور جہاں یہ رسمیں ہوتی ہوں، وہاں شریک نہ ہوں۔(۴)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

''شادی یا ختنہ کی خوشی کے موقع پر......ہار گلے میں نہ ڈالیں، سہرا بھی نہ باندھیں''۔(۵)

نیز فرماتے ہیں:

''پھولوں کا ہار ڈالنا سلف صالحین سے کہیں ثابت نہیں، مشرکین اپنے بتوں پر پھول

---

(۱) خیر الفتاویٰ(٤/٥٨٤) کتاب النکاح

(۲) خیر الفتاویٰ(٤/٥٨٤)

(۳) فتاویٰ رحیمیہ(٨/١٤٢) کتاب الحج

(٤) امدادالسائلین(١/١٨٥) کتاب الایمان والعقائد

(٥) فتاویٰ محمودیہ(١١/٢٤٠)

چڑھاتے ہیں اور مبتدعین ان کی حرص میں قبور اور مزارات پر چڑھاتے ہیں''۔(۱)

بہشتی زیور حصہ ششم میں ہے:

''پھر سہرا باندھنا یہ دوسری خلاف شرع بات ہوئی کیونکہ یہ کافروں کی رسم ہے''۔(۲)

غیر مسلم سے ختنہ کرانا

غیر مسلم سے ختنہ کرانا فی نفسہٖ جائز ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(۳)

غیر مسلم ماہر ڈاکٹر، سکھ یا ہندو سے ختنہ کرانا

کسی بھی غیر مسلم ماہر ڈاکٹر سے ختنہ کرانا درست ہے۔

کفایت المفتی میں ہے:

''واقف کار غیر مسلم ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے''۔(۴)

نازک بچے کو ختنہ کے وقت بھنگ کھلانا:

اگر بچہ زیادہ نازک اور غضب ناک ہو، ویسے ختنہ کرانے میں ڈر رہا ہو تو مذکورہ عذر شرعی کی بناء پر ختنہ کرنے والا شیرینی وغیرہ میں بقدرِ ضرورت کچھ بھنگ کھلا دے تاکہ بچے کو احساس ہی نہ ہو یا کم ہو تو شرعاً ایسا کرنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس بھنگ میں شراب وغیرہ نجس چیز شامل نہ ہو۔(۵)

شامی میں ہے:

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ (۴۵۶/۱۰)

(۲) بھشتی زیور حصہ ششم (ص: ۲۶)

(۳) جامع الفتاویٰ (۲۶۷/۹)

(٤) کفایت المفتی (۳٤۹/۲) کتاب الختان والخفاض

(۵) ماخذہ: فتاویٰ رحیمیہ (۱۳۵/۱۰) کتاب الحظر والاباحة

قدمنا فی الحظر والاباحة،عن التاتارخانیه انه لابأس بشرب مایذهب بالعقل لقطع نحوآكلة، اقول: ینبغی تقییده بغیرالخمر،وظاهر ه انه لا یتقید بنحوبنج من غیرالمائع ......اه(۱)

بچہ کو بوقت ختنہ سن کرنا

آج کل مریض کوسُن اور بیہوش کرنے کے لئے بازار میں جو ادویہ دستیاب ہیں شرعاً بوقتِ ضرورت ان کے استعمال میں مضائقہ نہیں ہے، ختنہ کراتے وقت بھی تکلیف ومشقت ہوتی ہے لہٰذا بوقتِ ختنہ بچے کو بے ہوش کرنا یا محل ختنہ کوسُن کرنا بھی جائز ہے بلکہ اگراس کا کوئی طبی نقصان نہ ہوتوسُن کرلینا چاہیے۔

تین بچے ختنہ کے بعد اتفاقاً فوت ہوگئے تو چوتھے بچے کی ختنہ کا حکم

ختنہ شعاراسلام اور سنتِ انبیاء ہے، موجبِ ہلاکت اور جالب نقصان ہرگزنہیں ہے لہٰذا اگرکسی کی غفلت، کوتاہی، موسم یاعمر کی رعایت نہ کرنے یاعلاج ومعالجہ کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے کوئی بچہ یا بچے ختنہ کے نتیجہ میں ہلاک ہوگئے تو بھی دوسرے بچوں کا ختنہ ضروری ہے، معاف نہیں ہے۔

عزیزالفتاویٰ میں ہے:

''ایک شخص نے ایک لڑکے کی ختنہ قبل از بلوغ حسب دستور کی اور وہ لڑکا ختنہ کے بعد ہی دوروز میں بعارضہ تپ شدید فوت ہوگیا، کچھ عرصہ کے بعد دوسرے لڑکے کی ختنہ کی اور وہ لڑکا بھی اسی طور سے دوتین روزتپ شدید لاحق ہوکر قضاء کرگیا، کچھ زمانہ گزرا تھا کہ تیسرے لڑکے کی ختنہ کی گئی وہ بھی دوتین دن تک سخت بخار میں مبتلا ہوکر گزرگیا، اب نوبت چوتھے لڑکے کی آتی ہے مگر والدین کو تجربہ سابقہ سے گمان غالب ہوتا ہے کہ

(۱) الشامیة(٦/٤٦١)اخر کتاب الاشربة،

جس طرح پیشتر اس کاروائی سے متواتر تین بچوں کو فوت ہو جانے کا صدمہ اُٹھانا پڑا، شاید اب کی دفعہ بھی ختنہ کی خوشی کے ساتھ ہی بچہ کی موت کا غم دیکھنا نہ پڑے، اس لئے موجودہ لڑکے کی ختنہ میں والدین کو تامل ہوتا ہے، آیا شرعاً ایسی حالت میں ترکِ ختنہ یا تاخیر درست ہے یا نہیں؟

جواب: پس صورتِ مسئولہ میں ترکِ ختنہ جائز نہیں ہے لیکن تاخیر بلوغ تک درست ہے۔ اچھے موسم میں اور جبکہ وہ لڑکا متحمل اس کا ہو سکے ہوشیار شخص سے ختنہ کرائی جائے"۔(۱)

ختنہ کی کھال دفنا دی جائے

ختنہ کی کھال کا شرعاً کوئی مصرف نہیں ہے، شرعاً حکم یہ ہے کہ اسے احترام سے دفنا یا جائے۔(۲)

ختنہ کی کھال کی خرید و فروخت

ختنہ کی کھال خواہ کتنی قیمتی اور نفیس ہو اور کتنی ہی کار آمد ہو شرعاً اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، اور اس سے کمایا گیا پیشہ شرعاً حرام ہے، یونکہ ختنہ کی کھال جزءِ انسان ہے اور جزءِ انسان کی خرید و فروخت حرام ہے۔

فتاوی رملی میں ہے:

"سأل هل يحرم صرف الجلدة المقطوعة للختان ام لا؟ فاجاب بانه يحرم صرفها واحتراقها ولهذا يحرم استعمالها فليسن دفنها"۔(۳)

---

(۱) عزیز الفتاویٰ (ص: ۷۷۰) کتاب الحظر والاباحة

(۲) فتاویٰ الرملی (۲۲۱/۵)

(۳) فتاویٰ الرملی (۲۲۱/۵)

کھال کا پیونداور سرجری کے لئے استعمال منع ہے

ختنہ کی کھال کسی بھی مقصد کے لئے استعمال میں لانا صرف کرنا اور لگانا جائز نہیں ہے۔ اس وقت جدید میڈیکل سائنس ترقی کر چکی ہے اور کئی ناکارہ اشیاء کو کارآمد بنایا جاتا ہے، ختنہ کی کھال بھی آج کل سرجری اور کھال کی پیوند کاری میں استعمال ہونے لگی ہے لیکن یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

درمختار میں ہے:

"وآدمی فلایدبغ لکرامته ولو دبغ طهروان حرم استعماله حتی لوطحن عظمه فی دقیق لم یوکل فی الاصح احتراما وفی الشامیة (قوله وان حرم استعماله) ای استعمال جلدة اواستعمال الآدمی بمعنی اجزائه الخ.(۱)

ختنہ بنک قائم کرنا درست نہیں

چونکہ ختنہ کی کھال کسی مقصد کے لئے استعمال نہیں ہوسکتی لہذا ختنہ کی کھال کی خرید و فروخت، اسے جمع کرنا، اس مقصد کے لئے بنک قائم کرنا اور اس میں ختنہ کی کھال محفوظ کرنا صحیح نہیں ہے۔

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

''سوال: ایک عجیب وغریب بنک قائم کرنے کی تجویز کی گئی ہے جس کو 'ختنہ بنک' کہا جائے گا، دنیا بھر میں روزانہ لاکھوں بچوں کے ختنے کاٹے جاتے ہیں، اوراعلیٰ قسم کی کھال کاٹ کر ضائع کردی جاتی ہے، آئندہ اس نفیس کھال کو بھی بنک میں جمع کر کے پلاسٹک سرجری یا کھال پیوند لگانے کے کام میں لگایا جائے گا، اب علماء کرام کو ایک نیا فتویٰ دینا ہوگا کہ ختنے کی کھال کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ پھر یہ مسلمان بچہ کی کھال

---

(۱) الدرالمختار(۱/۲۰٤)ماخذه: ایضاً فتاویٰ محمودیه(۳۳۹/۱۸)

کافر کے جسم پر اور کافر بچہ کی ختنہ کی کھال مسلمان کے جسم پر لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟
کافی عرصہ ہوا پاکستان میں ایک سرجن نے ایک بچہ کا ختنہ کر کے اس کھال کا پیوند اس کے چہرے پر لگا دیا تھا، ڈاکٹر کی اس حرکت پر یا جرأت پر اس وقت وہاں کے علماء کرام نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا؟

الجواب: انسان اشرف المخلوقات ہے اور بجمیع اجزاء قابلِ احترام ہے، ختنہ کی کھال بھی اس کا جزء ہے، اس کی خرید و فروخت جائز نہیں۔(۱)

مسلمان بچے کے ختنہ کی کھال کافر کے جسم میں اور کافر کی کھال مسلمان کے جسم میں لگانا جائز نہیں

مذکورہ اصول کی رو سے ختنہ کی کھال ویسے بھی سرجری اور جسم کی پیوند کاری میں استعمال کرنا جائز نہیں، اس سے واضح ہو گیا کہ مسلمان کے ختنہ کی کھال کافر کے جسم میں اور کافر کے ختنہ کی کھال مسلمان کے جسم میں پیوند کرنا بطریق اولیٰ جائز نہیں ہے۔ کافر کی کھال مسلمان کو لگانے میں اثرِ بد کے منتقل ہونے کا خطرہ بھی ہے۔(۲)

ختنہ پر اُجرت لینا

آجکل پرائیویٹ ہسپتالوں میں اُجرت لے کر ختنہ کیا جاتا ہے، اسی طرح سرکاری ہسپتالوں میں بھی کچھ فیس لی جاتی ہے اور بعض علاقوں میں ختنہ کا عمل بطور پیشہ و تجارت کیا جاتا ہے، بعض دیہاتوں میں نائی اور حجام ختنہ کراتے ہیں اور اس کی اُجرت لیتے ہیں، شرعاً چونکہ ختنہ مشروع عمل ہے لہٰذا اس کی اُجرت لینا یا بطور پیشہ اسے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ (۳۳۹/۱۸) باب التداوی والمعالجہ

(۲) ماخذہ : فتاویٰ محمودیہ (۳۳۹/۱۸)

اس عمل کو برا سمجھنا

بعض لوگ ختنہ کا عمل کرنے والے، اس کے عمل، اور پیشہ کو برا سمجھتے ہیں اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، یہ غلط بات ہے، ختنہ کا عمل بھی ایک ضرورت ہے، اگر کوئی بھی یہ عمل نہ کرے تو شعائر اسلام کا ترک لازم آئے گا، عہد نبوی میں بعض حضرات وخواتین یہ عمل بطور پیشہ کرتی تھیں، جیسے اُم عطیہ انصاریہؓ، نبی ﷺ نے اس عمل کو برا سمجھا اور نہ اس سے منع کیا بلکہ ختنہ کے بارے ان کو ضروری ہدایات دیں، نبی ﷺ نے گویا اس عمل پر تقریر فرمائی اور تقریر بھی حجت اور دلیل ہے۔

ختنہ کی اُجرت بچے کے ماموں کے ذمہ ہے؟

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ ختنہ کے موقع پر بچے کے ماموں کو بلایا جاتا ہے اور ختنہ کی اُجرت ماموں ادا کرتا ہے۔ شرعاً اُجرت ماموں کے ذمہ نہیں لہٰذا اُجرت ختنہ ماموں کے ذمہ لگانا جائز نہیں ہے۔

ختنہ میں تقریب منعقد کرنا اور کھیل کود اور خوشی منانا

بوقتِ ختنہ خوشی منانا، اسی طرح شرعی حدود کے اندر کھیل کود بھی جائز ہے، مجلسِ مشاعرہ قائم کرنا اور اس میں شرکت کے لئے کسی کو بلانا بھی فی نفسہ جائز ہے لیکن اس موقع پر گانے گانا، موسیقی کی مجلس سجانا، مرد وعورت کا اختلاط وغیرہ ناجائز ہے۔

الادب المفرد میں ہے:

(۱) ان ام علقمة اخبرته ان بنات اخى عائشةؓ ختن فقيل لعائشة: الاندعولهن من يلهيهن؟ فالت: بلى، فارسلت الى عدى فاتاهن فمرت عائشةؓ فى البيت فرأته يتغنى و يحرك رأسه طربا وكان ذا شعر كثير،

فقالت عائشةؓ .أف شيطان اخرجوه اخرجوه ،اسناده حسن۔(۱)

ام علقمہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی چند بھتیجوں کا ختنہ کیا گیا تو حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم ان کے ختنہ کے موقع پر کوئی ایسا شخص نہ بلائیں جو ان کے سامنے کھیل کود کرے اور ان کو مشغول کر دے ؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیوں نہیں؟ تو میں نے عدی کو پیغام بھیجا وہ آیا، اتنے میں حضرت عائشہؓ اس کمرے کے پاس سے گزری تو دیکھا کہ عدی گانا گار ہا ہے اور جھوم جھوم کر اپنے سر کو حرکت دے رہا ہے جب کہ وہ بڑے بڑے بالوں والا تھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اُف یہ شیطان ہے اسے نکالو، اسے نکالو۔

اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) ختنہ کے موقع پر مختون بچے کو مشغول کرنے یا متعلقین کی خوشی کے لئے کھیل کود پیش کرنا جائز ہے۔

(۲) اس موقع پر گانا، موسیقی اور خلافِ شرع کام کرنا جائز نہیں ہے، ایسا کرنے والا شیطان ہے۔

(۲) عن ابن سيرينؒ قال: نبئت ان عمرؓ كان اذا سمع صوتا انكره وسأل عنه فان قيل: عرس اوختان اقره۔(۲)

محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمرؓ جب (کسی دعوت اور تقریب کے موقعہ پر دف وغیرہ کی) آواز سنتے تو اس پر نکیر فرماتے اور اس بارے پوچھتے، اگر کہا جاتا کہ شادی یا ختنہ کی تقریب ہے تو اس کو برقرار رکھتے۔

(۳) عن عمر بن حمزه قال: اخبرنى سالم بن عبدالله قال: ختنى ابى انا و نعيم بن عبدالله فذبح علينا كبشا ولقد رأيتنا نجدل به على الصبيان(۳)

---

(۱) الادب المفرد ص: ۳۳۳، ۵۹۹ باب اللهو فى الختان رقم الحديث : ۱۲۸۳،

(۲) مصنف ابن ابی شيبة(۹/ ۱۴۳) رقم الحديث(۱٦٦۵۹)

(۳) مصنف ابن ابی شيبة(۹/ ۱۴۳)رقم الحديث: ۱۷۴۵۵،

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ بن عمرؓ نے میرا اور نعیم بن عبداللہ کا ختنہ کرایا تو ہمارے ختنہ کی خوشی میں مینڈھا ذبح کیا اور مجھے وہ منظر یاد ہے کہ ہم گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے بنا کر بچوں کی طرف پھینکتے تھے۔

(٤)عن عكرمة عن ابن عباسؓ انه حين ختن بنيه فدعا اللا عبين فاعطاهم اربعة دراهم او قال: ثلاثة.

عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ نے جس وقت اپنے بیٹوں کا ختنہ کرایا تو کھیل کود پیش کرنے والوں کو بلایا اور ان کو چار یا تین درہم دیئے۔

ختنہ شدہ بچوں کو بہلانے کے لئے کھیل کود یا تقریب کا اہتمام کرنا

جن بچوں کا ختنہ کیا جاتا ہے وہ گھبراہٹ کے شکار ہوجاتے ہیں نیز انہیں تکلیف اور درد بھی ہوتا ہے اس بات کے پیشِ نظر بچوں کے سامنے جائز کھیل کود پیش کرنا، تقریب منعقد کرنا تاکہ لوگوں کا مختصر اجتماع ہو اور بچوں کا دل بہل سکے، شرعاً جائز ہے بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی خلاف شرع بات نہ ہو، گزشتہ مسئلہ میں بعض صحابۂ کرام کا جو عمل نقل کیا گیا ہے، اس سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

ختنہ کئے جانے والے بچہ کو عمدہ لباس پہنانا

جس بچے کا ختنہ کیا جارہا ہے اسے عمدہ، نفیس، یا حسب استطاعت قیمتی لباس اور کپڑے پہنانے کی شرعاً اجازت ہے، منع نہیں ہے البتہ اسے نہ ضروری سمجھا جائے اور نہ اس بارے اسراف وتبذیر سے کام لیا جائے۔(۲)

---

(۱) و فيها ايضاً كتاب النكاح ،ماقالوا فى اللهو و فى ضرب الدف فى العرس، رقم الحديث: ١٦٦٦٧،

(۲) فتاویٰ محمودیہ(۱۱/۲٤٠) كتاب النكاح،باب ما يتعلق بالرسوم عندالزفاف۔

بچے کی کمر میں پٹکہ ڈالنا

ختنہ کئے جانے والے بچہ کو سہرا باندھنا، اسی طرح اس کی کمر میں پٹکہ ڈالنا بھی درست نہیں ہے، یہ محض رسم ورواج ہے، نیز سہرا اور پٹکہ باندھنا ہندوانہ رسم ہے، اس لئے اس میں تشبہ بالکفار بھی ہے۔(۱)

نقاب ڈالنا

بعض جگہ ختنہ کئے جانے والے بچے کے چہرے پر نقاب ڈالا جاتا ہے، اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے، محض رسم ہے۔(۲)

بچے کو سونگھنے کے لئے پھول دینا

بعض علاقوں میں بچے کے گلے یا سر میں قدرتی پھولوں کا ہار بنا کر ڈالا جاتا ہے، شریعت کی رو سے یہ بھی رسم محض ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے البتہ بچے کو سونگھنے کے لئے پھول دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۳)

ختنہ کی اُجرت کس کے ذمہ ہے؟

ختنہ کی اُجرت کے بارے یہ تفصیل ہے کہ اگر بچے کی ملکیت میں ذاتی مال موجود ہو تو اسی سے ختنہ کی اُجرت ادا کی جائے گی اور اگر بچے کی ملکیت میں مال موجود نہ ہو تو والد کے ذمہ ہے اور اگر والد نہ ہو اور بچے کی ملکیت میں بھی کچھ نہیں ہے تو بچے کے جو

---

(۱) ماخذہ: فتاویٰ محمودیہ (۱۱/۲٤۰)

(۲) ایضاً

(۳) ایضاً

شرعی ورثاء ہیں ختنہ کی اُجرت ان کے ذمہ ہے اور ان کو وراثت میں سے جتنا حصہ ملتا ہے اس کے تناسب سے اُجرت ادا کریں گے، غلام کے ختنہ کی اُجرت مولیٰ کے ذمہ ہے۔(۱)

خاتن یا نائی کو بطور اُجرت مرغ اور اناج دینے کا حکم

بعض دیہاتوں میں دیکھا گیا ہے کہ نائی اور خاتن کو بطورِ اُجرت مرغ اور کچھ اناج دیا جاتا ہے شرعاً اسے اُجرت بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اناج اور مرغ کی تعیین کردی ہو۔

بچے کو اناج کے ٹوکرے پر بٹھا کر ختنہ کروانا رسم ہے

بعض جگہ دستور ہے کہ جتنا اناج نائی کو دینا ہوتا ہے وہ ٹوکرے میں ڈال دیا جاتا ہے، بچے کو اس کے اوپر بٹھا کر ختنہ کروایا جاتا ہے، ختنہ سے فراغت کے بعد وہی اناج نائی لے جاتا ہے، بچے کو اناج والے ٹوکرے پر بٹھانا غلط اور قبیح رسم ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

ختنہ کے لئے رشتہ داروں کو بلانا

ختنہ کے موقع پر عزیز و اقارب کا فی نفسہٖ بلانا جائز ہے لیکن اس کا التزام کیا جائے اور نہ ضروری یا سنت سمجھا جائے۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری، کتاب الاستیذان، میں باب قائم کیا ہے باب الختان بعد الکبر ونتف الابط۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری مع فتح الباری، ختنہ کی کتاب الاستیذان سے کیا مناسبت ہے؟

علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ختنہ میں عموماً لوگ گھروں میں جمع ہوتے ہیں اور باہر سے آنے والے کو گھر میں داخلہ کے لئے اجازت لینی پڑتی ہے، اس مناسبت سے امام

(۱) رد المحتار (۷۵۱/۶) مسائل شتی

بخاریؒ نے ختنہ کی بعض احادیث کتاب الاستیذان میں نقل کی ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ختنہ کے لئے اجتماع فی نفسہ جائز ہے۔

فتح الباری میں ہے:

"قال الكرماني: وجه مناسبة هذه الترجمة بكتاب الاستيذان ان الختان يستدعى الاجتماع فى المنازل غالباً"۔(۱)

عمدۃ القاری میں ہے:

"وقال الكرماني: وجه ذكر هذا الباب فى كتاب الاستيذان هوان الختان لايحصل الافى الدوروالمنازل الخاصة ولا يدخل فيها الابالاستيذان"(۲)

ختنہ کا اعلان بہتر ہے یا اخفاء؟

اعلان تو نہ مرد کے ختنہ میں بہتر ہے اور نہ عورت کے، البتہ اخفاء میں یہ تفصیل ہے کہ عورت کے ختنہ میں اخفاء مقصود ہے لہٰذا اس کا اہتمام کیا جائے لیکن مرد کے ختنہ میں اخفاء کے اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔(۳)

ختنہ فنڈ میں شرکت

شرعاً ختنہ کے اخراجات نہ ہونے کے برابر ہیں، خود عملِ ختنہ کی اُجرت معمولی ہوتی ہے اور دعوت وغیرہ صرف جائز ہے، اس کا اہتمام والتزام صحیح نہیں ہے، دعوت کے لئے فنڈ جمع کرنا، کمیٹی ڈالنا التزام واہتمام کی دلیل ہے لہٰذا درست نہیں۔

کفایت المفتی میں ہے:

''شادی فنڈ یا ختنہ فنڈ میں شرکت درست نہیں''۔(۴)

---

(۱) فتح الباری(۱۱/۱۰٤)　　(۲) عمدة القاری(۱۵/۳۰٤)

(۳) ماخذه: امداد الفتاوی (٤/۲۳۹)　　(٤) كفايت المفتی(۹/۲۵۲)

حضراتِ حسنینؓ کا ختنہ

(۱)عن جابرؓ قال: عق رسول الله ﷺ عن الحسن و الحسینؓ وختنهما لسبعة ایام۔(۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسینؓ کی طرف سے عقیقہ کیا اور ساتویں دن ان کے ختنہ کا حکم دیا۔

(۲)وروی عن فاطمةؓ انها کانت تختن ولدها یوم السابع۔(۲)

حضرت فاطمہؓ کے بارے روایت میں ہے کہ وہ ساتویں دن اپنی اولاد کا ختنہ کرانے کا حکم دیتی تھیں۔

حسنین اور محسنؓ کا ختنہ

احادیث میں حضرت حسن و حسینؓ کے علاوہ حضرت علیؓ کے تیسرے بیٹے محسنؓ کے ختنہ کا ذکر بھی ملتا ہے، حضرت محسنؓ حضرت فاطمہؓ سے حضرت علیؓ کے بیٹے تھے اور بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔

(علیؓ) قال: اما حسن وحسین ومحسن فانما سماهم النبی ﷺ وعق عنهم وحلق رؤسهم وتصدق بزنتها وامر بهم فسروا واختتنوا.لکبیر بلین و فی اعذب الموارد فی تخریج احادیث جمع الفوائدتحته:وفیه عطیة العوفی وهوضعیف وقدوثق ۔(۳)

---

(۱) السنن الکبری للبیهقی(۸/۳۲۴)کتاب الاشربة والحد فیها باب السلطان یکره علی الاختتان اوالصبی اوالولی وسیدالملوك یامران به وماورد فی الختان

(۲) جامع احکام القرآن للقرطبیؒ(۲/۶۹)تحت آیة:۱۲۴،سورة البقرة

(۳) جمع الفوائدمن جامع الاصول ومجمع الزوائد(۲/۵۵۸)باب العقیقة والفرع و العتیرة، ،رقم الحدیث: ۳۹۹۶ کذافی مجمع الزوائد(۴/۵۹).

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن، حسین اور محسنؓ تینوں کا نام نبی علیہ ﷺ نے رکھا اوران کی طرف سے عقیقہ کیااوران کے سروں کے بال منڈوائے اور بالوں کے وزن کے برابر صدقہ کیااوران کے بارے حکم دیاتوان کولے جا کران کا ختنہ کرایا گیا۔

ابن المنذرؒ کا قول اوراس کی تحقیق

ختنہ کے بارے میں ابن المنذرؒ کا قول ہے:

”لیس فی باب الختان خبرحتی یرجع الیه ولا سنة تتبع والاشیاء علی الاباحة“۔(۱)

یعنی ختنہ کے باب میں کوئی ایسی حدیث نہیں جس کی طرف رجوع کیا جاسکےاور نہ سنت ہے جس کا اتباع کیا جاسکےاوراشیاء میں اصل اباحت ہے۔

گویا کہ ان کے ہاں ختنہ اس لئے مشروع ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ابن المنذرؒ کا یہ قول بہت سے شارحین حدیث نے نقل کیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ قول وقتِ ختنہ اور بچے کی عمر کے باب میں نقل کیا ہے،اگر ابن المنذرؒ کا یہی مقصد ہے کہ وقتِ ختنہ کے بارے کوئی تحدید وتوقیت ثابت نہیں ہے تو یہ بات درست ہے اور بعض حضرات نے یہ قول نفسِ ختنہ کے بارے نقل کیا ہے اگر ابن المنذرؒ کا مقصد یہ ہے کہ ختنہ کے بارے رجعت کے قابل حدیث اور قابل اتباع سنت موجود نہیں ہے تو یہ بات محل نظر ہے،ختنہ کے بارے وارد احادیث پر کلام ضرور ہے لیکن مجموعی طور پر یہ احادیث درجہ حسن سے کم نہیں ہیں،علماء اُمت اور فقہاء ملت ان سے استدلال کرتے آرہے ہیں۔

فتنہ اکبری اور ختنہ پر پابندی

ہندوستان کا فتنہ اکبری مشہور فتنہ ہے،جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہاں دوسرے

(۱) اوجز المسالك(۱٤/۲٤۱).

شعائرِ اسلام کو ملیامیٹ کرنے کی کوشش کی تھی ان میں ختنہ بھی شامل تھا اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے اس کے خلاف جو جہاد کیا تھا اس کا ایک سبب یہ بھی تھا۔

مولانا منظور احمد نعمانیؒ اپنی کتاب ''تذکرہ مجدد الف ثانی'' میں ملا عبدالقادر بدیوانی کی کتاب ''منتخب التواریخ'' سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ختنہ پیش از دوازدہ سالگی نہ کنند، بعدازاں اختیار دارہ خواہ کند یانہ کند"۔(۱)

یعنی اکبر نے جن امور پر پابندی لگائی تھی ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ بارہ سال سے پہلے ختنہ نہیں کرسکیں گے، اس کے بعد اختیار ہے ختنہ کریں یا نہ کریں۔

ظاہر ہے کہ بارہ سال کے بعد ختنہ خطرناک ہوتا ہے، اور کوئی بھی نہیں کرتا ہوگا۔

غیر مختون کا دوہا ہوا دودھ

غیر مختون اگر کسی جانور کا دودھ دوہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، ایسا دودھ کھانا، استعمال کرنا اور اس کی خرید وفروخت بلا کراہت جائز ہے۔

"عبدالرزاق عن معمر قال: قلت لقتادةؒ: حلب الاقلف شاة اوبقرة قال: لابأس به، قال قتادة: وان ذبحت المرأة التی لم تحض فلابأس بذ بیحتها"۔(۲)

حضرت معمر فرماتے ہیں میں نے قتادہؒ سے پوچھا کہ غیر مختون بکری یا گائے کا دودھ دوہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج کی بات نہیں اور قتادہ نے فرمایا کہ اگر نابالغ بچی جانور ذبح کردے تو اس کے ذبیحہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۱) "تذکرہ مجددالف ثانی" ص: ۷۰۔ "منتخب التواریخ" ص: ۳۷۲

(۲) مصنف عبدالرزاق (۴/۴۸۴) کتاب المناسك، باب ذبیحة الاقلف والسبی و الاخرس والزنجی، رقم الحدیث: ۸۵۶۳

خواب میں ختنہ کی تعبیر

ختنہ چونکہ سنت، اچھا عمل اور اسلام کے شعار میں سے ہے، اس لئے خواب میں ختنہ دیکھنے کی تعبیر اچھی اور بہتر ہے، بعض صورتوں میں جو بہتر نہیں اس کی وجہ نفسِ ختنہ نہیں بلکہ دیکھنے والے کا عمل ظن اور اس کا خیال ہے، علماء تعبیر نے ختنہ کی جو تعبیر بیان فرمائی ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱)......خواب میں ختنہ کرنا، کرانا اور ختنہ کا عمل دیکھنا اس بات کی نشانی ہے کہ وہ شخص نجاستوں اور غلاظتوں سے پاک وطاہر ہوگا۔

۲)......خواب میں ختنہ کرنا سرور اور خوشی کی دلیل ہے۔

۳)......خواب میں ختنہ کرنا سنت کو بجالانا اور اس بات پر ثابت قدم رہنا ہے۔

۴)......گناہوں سے توبہ کی توفیق نصیب ہوگی اور گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔

۵)......فرزند نصیب ہوگا۔

۶)......نیک اور صالح عمل کی توفیق ملے گی۔

۷)......اچھی شہرت اور ذکر خیر ملے گا۔

۸)......آرام وراحت ملے گی۔

۹)......اگر کسی نے طلاق رجعی یا بائن دی ہو اور وہ خواب میں ختنہ دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ بیوی سے رجوع یا تجدید نکاح کرے گا۔

۱۰)......اگر کنوارا جوان خواب میں ختنہ دیکھے تو اس کی شادی ہوگی۔

۱۱)......کنواری لڑکی خواب میں ختنہ دیکھے تو اس کی شادی ہوگی یا اسے حیض آئے گا

۱۲)......اگر خواب میں ختنہ کے دوران موضع ختنہ پر نظر جمائی ہے تو اس کو غم اور تکلیف پہنچے گی۔

۱۳)......خواب میں دیکھا کہ اس نے ختنہ نہیں کیا یعنی غیر مختون ہے تو یہ اس بات کی

علامت ہے کہ وہ احکامِ اسلام اور سنت سے روگردانی کرنے والا ہے اگرچہ اس کو مال زیادہ ملے گا بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مال کی خاطر اسلام کو بھی ترک کردے۔

۱۴)......بعض اوقات خواب میں ختنہ کی تعبیر عورت، یا والدین سے جدائی بھی ہوتی ہے۔(۱)

خاتن کی تعبیر

ختنہ کرنے والے کو خاتن کہا جاتا ہے، خواب میں خاتن کو دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پوشیدہ امور اور عیوب پر اطلاع دیں گے۔(۲)

آدابِ ختنہ

۱)......ختنہ بچپن میں کیا جائے، اس کے کئی فوائد ہیں، تفصیل وقتِ ختنہ کے بیان میں ملاحظہ کی جائے۔

۲)......اچھے موسم کا انتخاب کیا جائے جس میں زخم جلدی ٹھیک ہوتا ہو، بعض موسم زخم کے ٹھیک ہونے کے لئے موزوں اور بعض غیر موزوں ہوتے ہیں، اس بارے ماہرین سے پوچھ لیا جائے۔

۳)......اچھے ماہر، تجربہ کار، ختنہ کا علم رکھنے والے نیز احکام شرعیہ کے جاننے والے خاتن کا انتخاب کیا جائے تاکہ انتظامی اور شرعی دونوں لحاظ سے ختنہ میں کمی کوتاہی نہ رہے۔

۴)......خاتن کو چاہئے کہ پہلی بار ہی ختنہ کی ساری زائد کھال علیحدہ کر کے کاٹ ڈالے، تھوڑی تھوڑی کاٹنے میں تکلیف ڈبل بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

۵)......مختون بچے کا بہت خیال رکھا جائے، خوب دیکھ بھال کی جائے۔

---

(۱) ماخذہ: تعبیر الرؤیا ص: ۱۸۰، وتعطیر الانام فی تعبیر المنام ص: ۲۵۹،

(۲) تعطیر الانام ص: ۱۷۲

۶)......اس کو مناسب جگہ رکھا جائے۔

۷)......علاج و معالجہ کی تمام سہولیات کا خیال رکھا جائے۔

۸)......اچھی اور قوی خوراک دی جائے بالخصوص ایسی خوراک جو زخم کو درست کرنے میں معاون ہو۔

۹)...... بچے کو کھیل کود اور جائز تفریحی امور میں مشغول رکھا جائے۔

۱۰)......ختنہ کے وقت اور اس کے بعد دوسرے چھوٹے بچے سامنے نہ ہوں ایک تو اس لئے کہ بچے گھبرا جائیں گے، دوسرے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض بچے بعد میں مختون بچے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنائیں، ختنہ کے موقع پر بچے کا پیشاب و پاخانہ بھی نکل جاتا ہے۔

ختنہ کے موقع پر مسجد میں کچھ دینا

بعض علاقوں میں ختنہ کے موقع پر مختلف اشیاء مسجد میں دی جاتی ہیں، مثلاً لوٹے میں اناج وغیرہ بھر کر دینا، شرعاً ایسا کرنا ضروری نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی اسے ضروری سمجھ کر دیتا ہے تو اس سے نہ لینا چاہیے، ہاں اگر ضروری نہ سمجھے اور نہ اس کا عرف اور رواج ہو ویسے کوئی شخص خوشی سے کچھ دیدے تو جائز ہے۔(۱)

اناج وغیرہ کس کا حق ہے؟

اگر کوئی ضروری اور سنت سمجھ کر نہ دے تو اس سے اناج وغیرہ قبول کرنا جائز ہے پھر اگر وہ مسجد کو دیتا ہے تو مسجد کا حق ہے اسے مسجد کے اخراجات میں خرچ کیا جائے گا اور اگر مسجد کے خطیب امام یا مؤذن کو دیتا ہے تو اس کا حق ہے۔(۲)

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ(۱۹/۴٦۵) خصال الفطرۃ۔ وفتاویٰ محمودیہ (۱۱/۲٤۰)

(۲) ایضاً

ختنہ کے ساتویں دن دعوت کا اہتمام اور چند رسومات و بدعات

بعض جگہ دستور ہے کہ لڑکوں کا ختنہ کرنے کے بعد ساتویں دن لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور جو لوگ دعوت میں شریک ہوتے ہیں وہ اپنے ساتھ کپڑے روپیہ اناج فروٹ وغیرہ ساتھ لا کر دعوت میں شرکت کرتے ہیں، اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے، ساتھ کچھ نہ لانے والوں کو بُری نظر سے دیکھا جاتا ہے، اور لڑکے والے ختنہ کے بعد ساتویں دن دعوت کو ضروری سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات مذکورہ دعوت کے لئے اخراجات نہیں ہوتے تو بچے کا ختنہ ہی بلوغ تک موقوف کر دیا جاتا ہے، اس قسم کی رسموں کی پابندی کرنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب اور سخت گناہگار ہیں، ایسی دعوت بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے

۱)......اس میں دعوت کیلئے ساتویں دن کی تعیین کی جاتی ہے جو کہ بدعت سیئہ ہے۔

۲)......ختنہ کے وقت لوگوں کی دعوت دینے کا اہتمام کرنا بھی بدعت ہے۔

۳)......اس دعوت کو اتنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ ختنہ کو بلوغ تک ملتوی کر دیا جاتا ہے، یہ ایک مستقل اور علیحدہ گناہ ہے کیونکہ امر مندوب پر درجہ وجوب کا اصرار کرنا مکروہ اور ناجائز ہے اور ختنہ میں دعوت کرنا مندوب بھی نہیں بلکہ مباح ہے، اس پر اتنا اصرار کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

۴)......بلا وجہ بچے کا ختنہ بلوغ تک مؤخر کرنا بھی ناپسندیدہ عمل ہے اس میں بالغ کے ستر کو دیکھنا لازم آتا ہے۔(۱)

ختنہ، غسلِ صحت اور ضیافت

مختون بچہ جب صحت یاب ہو جائے تو اسے غسل دینا درست ہے، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے اور یہ غسل شرعی حکم نہیں بلکہ انتظامی ہے اور ضرورت کی وجہ سے دیا

(۱) ماخذہ: امداد المفتین ص: ۲۰۱-۲۰۲

جاتا ہے، کیونکہ ختنہ کے بعد پانی لگنا مضر ہوتا ہے، اس لئے تندرست ہونے پر غسل دیا جاتا ہے تاکہ طہارت حاصل ہو جائے اور اس میں اصل حکم یہ ہے کہ خود گھر والے ہی اسے غسل دے دیں باہر سے کسی کو بلانا اور اہتمام کرنا درست نہیں ہے۔

البتہ غسل کے بعد اگر گنجائش کے مطابق بطورِ شکر کچھ احباب کی ضیافت ہو جائے تو منع بھی نہیں ہے۔

امداد المفتین میں ہے:

''البتہ غسل صحت کے بعد اگر کوئی بطور شکرانہ حدودِ شرعیہ اور اپنی گنجائش کی رعایت رکھ کر کچھ احباب واقرباء کو کھانا کھلا دے تو جائز ہے اور اس کا کھانا بھی جائز ہے''۔(۱)

بہشتی زیور، حصہ ششم میں ہے:

''جب اچھا ہو جائے غسل کرا دیں، اگر گنجائش ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت و نمود اور طعن و بدنامی کا بھی خیال نہ ہو تو دو چار یار دوست یا دو چار غریبوں کو جو میسر ہو کھلائے اللہ اللہ خیر صلاح لیکن بار بار ایسا بھی نہ کرے ورنہ پھر وہی رسم پڑ جائے گی۔ البتہ غسل صحت کے موقع پر راگ باجہ رقص وسرود جائز نہیں ہے، اس سے بچنا ضروری ہے''۔(۲)

لوگوں کو آدمی یا خط بھیج کر بلانا

ختنہ کی خرافات، اور خلافِ عقل اور لغو رسومات میں سے یہ بھی ہے کہ ختنہ کے موقع پر آدمی بھیج کر یا خط اور کارڈ ارسال کر کے لوگوں کو بلایا اور جمع کیا جاتا ہے، اس کا بڑا اہتمام کیا جاتا ہے، یہ صحیح نہیں ہے، خلافِ سنت ہے۔(۳)

---

(۱) امداد المفتین ص: ۲۰۲

(۲) بہشتی زیور، حصہ ششم ص: ۱۵

(۳) ایضاً

کٹورے میں نیوتہ ڈالنے کی رسم

بعض علاقوں میں بوقتِ ختنہ کٹورے میں نیوتہ ڈالنے کی رسم ہے، یہ بھی کئی مفاسد اور خرابیوں کا مجموعہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔(۱)

ننھیال والوں کا کپڑے اور نقدی لانا

ختنہ کی ایک رسم یہ ہے کہ بچے کے ننھیال سے کچھ نقد اور کپڑے لائے جاتے ہیں جس کو عرفِ عام میں بھات کہتے ہیں، جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے ہندو باپ مرجانے پر اس کے مال میں لڑکیوں کو کچھ حصہ نہیں دیتے تھے جاہل مسلمانوں نے بھی ان کو دیکھا دیکھی یہی وتیرہ اختیار کرلیا اور اگر ان کی دیکھا دیکھی نہ ہو خود مسلمانوں نے یہ رسم نکالی ہو تب بھی بری رسم ہے، بیٹی کو شریعت نے حق دیا ہے اس کا دبالینا اور پھر مختلف مواقع اور تقاریب میں اسے کچھ دے کر جان چھڑالینا کہاں کا انصاف ہے؟ پھر اس کی ایسی پابندی کہ ننھیال والوں کو سود پر قرض لینا پڑے تو لیں لیکن یہ رسم ضروری پوری کریں۔(۲)

ختنہ کے وقت گھوڑی چڑھانا اور دیگر رسومات وخرافات

ختنہ کے وقت بچے کو گھوڑی چڑھانا، جامع مسجد کو سلام کرانا، گشت کرانا، باجا اور روشنی لے جانا، مہمانداری کرنا، ڈومینوں کا ناچ گانا کرانا سب غیر شرعی افعال ورسوم ہیں اور جامع مسجد کو سلام کرانا لایعنی فعل ہے۔(۳)

---

(۱) ایضاً

(۲) ایضاً

(۳) کفایت المفتی (۸٤/۹) کتاب الحظر والاباحۃ

ختنہ اور جدید میڈیکل سائنس

تالیف

مولانا مفتی ریاض محمد بگرامی
فاضل جامعہ امدادیہ فیصل آباد
متخصص فی الفقہ جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
رئیس دارالافتاء دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی

فہرست

تمہید

''مسائل ختنہ'' میں ہم نے ختنہ کی شرعی، اسلامی اور دینی حکمتوں اور مصالح اور طب قدیم کی رو سے ختنہ کے فوائد پر روشنی ڈالی ہے، طب حادث یعنی جدید میڈیکل سائنس بھی ختنہ کے ان تمام فوائد طبیہ اور دینی حکمتوں کو تسلیم کرتا ہے البتہ ختنہ کی بعض دینی حکمتیں وحی سے معلوم ہوتی ہیں ان کا طب سے نہ تعلق ہے اور نہ طب سے ان کا ثبوت مل سکتا ہے اس لئے طب نہ اُن کا اثبات کرسکتا ہے اور نہ نفی کرتا ہے، مزید برآں طب اور میڈیکل سائنس نے اس زمانہ میں جو ترقی کی ہے اس کی نظیر سابقہ ادوار میں ملنا مشکل ہے، اسی طرح آئے دن نئی بیماریوں کا معرضِ وجود میں آنا بھی سب کو معلوم ہے، ان دونوں باتوں کے مدنظر جب ختنہ پر غور کیا جاتا ہے تو اس کے جدید طبی فوائد سامنے آتے ہیں، بہت سے غیر مسلموں نے دل کھول کر ختنہ کی افادیت کا اقرار کیا ہے اگرچہ بہت سے غیر مسلم ڈاکٹر تعصب کی وجہ سے اظہارِ حقیقت سے کتراتے بھی رہے ہیں۔

اس میں نہ کوئی شبہ کی بات ہے اور نہ کوئی متعصب اس کا انکار کرسکتا ہے کہ دینِ اسلام نے مسلمانوں کو کامل و مکمل نظافت اور طہارت کا حکم دیا ہے اگرچہ عملی طور پر مسلمانوں میں اس بارے کوتاہی سرزد ہوسکتی ہے لیکن اصل معاملہ دین اور عقیدہ کا ہے معیار کسی کا ذاتی عمل اور فعل نہیں ہے، چونکہ اصل دین میں طہارت و نظافت کی بڑی تاکید ہے، اس لئے یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا معیار طہارت و نظافت دیگر اقوام سے بہت اچھا اور سب سے بلند تر ہے، اس نظامِ طہارت میں جس طرح دوسری سنن نبویہ استنجاء، مسواک، صفائی، غسل وغیرہ کا دخل ہے، اسی طرح عظیم اور مبارک سنت اور امر فطرت ''ختنہ'' کا بھی دخل

ہے، دوسری سنتوں پر بار بار عمل کی نوبت آتی ہے، ان کا تکرار کرنا پڑتا ہے لیکن ختنہ ایسی عظیم سنت ہے جو زندگی میں صرف ایک بار ادا کردی جاتی ہے اور طہارت و نظافت پر اس کے اثرات زندگی بھر مرتب ہوتے رہتے ہیں۔

''مسائل ختنہ'' میں ہم نے اپنی بساط کے مطابق ختنہ کی چودہ حکمتیں لکھی ہیں:

۱۔تعدیل الشہوۃ ۲۔تقلیل اللذۃ ۳۔تقارب انزال
۴۔عبودیت کی علامت ۵۔میسم ابراہیمی ۶۔زیب وزینت
۷۔طہارت، نظافت اور پاکیزگی ۸۔تمیز مسلم ۹۔سہل ایصال الماء
۱۰۔استبراء بول ونقاء بول ۱۱۔حصول صحت ونبات لحم ۱۲۔راحت قلب
۱۳۔استنجاء میں سہولت ۱۴۔ازالۃ الاذی۔

یہ وہ حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جو ہم جیسے ناہنجار اور لاعلم کو معلوم ہوسکیں، اس کے علاوہ بھی ختنہ کی بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن سے پردہ اُٹھنا باقی ہے پھر آئندہ جدید طب اور میڈیکل سائنس کی رو سے ختنہ کے جو فوائد تحریر ہوں گے وہ جدید طب نے مذکورہ چودہ شرعی حکمتوں میں سے چھٹی حکمت یعنی نظافت وطہارت پر تحقیق، ریسرچ، تجربات و مشاہدات کر کے اخذ کئے ہیں اور آئندہ بھی اخذ ہوتے رہیں گے، باقی حکمتوں کے بارے جدید طب ہنوز خاموش ہے، اس بارے کوئی زیادہ بحث وتمحیص اور تحقیق نہیں ہوسکی، اس کے نتیجہ میں جو فوائد اخذ ہوں گے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

ختنہ کی چھٹی حکمت نظافت وطہارت ہے، ختنہ کرانے سے عضو مخصوص کی صحیح اور تام طہارت و نظافت ہوتی ہے اور آئندہ بھی طہارت میں آسانی رہتی ہے اور اس کے متعدد فوائد ہیں اگر ختنہ نہ کیا جائے تو اس کے بڑے نقصانات اور مفاسد ہیں، غیر مختون کے عضو کے گھونگٹ نما چمڑے میں پیشاب کے قطرات ڈھیلہ کے استعمال کے باوجود بھی اٹکے رہ جاتے ہیں جس سے یورک ایسڈ کی تیزابیت (Acidity) کی وجہ سے ایک مرطوب قسم کی رطوبت پیدا ہوتی ہے، جس کو جدید میڈیکل سائنس کی اصطلاح میں سمگما (Smigma)

کہا جاتا ہے، سمگما دراصل ایک کثیف مادہ ہے جس کے حشفہ کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے غدود ہوتے ہیں، یہی سمگما تمام نقصانات ومفاسد اور متعدد غدود ہوتے ہیں یہ مادہ بڑا نازک اور حساس ہوتا ہے اور گندہ مادوں کی وجہ سے اس پر مسلسل خراش پڑتی رہتی ہے۔ یہی سمگما تمام نقصانات ومفاسد اور متعدد امراض اور بیماریوں کا پیش خیمہ ہے، اس میں جراثیم بہ آسانی پرورش پا سکتے ہیں اور یہ مادہ مختلف جراثیم کے لئے Media من بھاتی غذا بن جاتی ہے۔ اسی بات کے پیش نظر ماہرین طب اور ڈاکٹر عضو تناسل کو صاف ستھرا رکھنے اور اس کی طہارت ونظافت پر بڑا زور دیتے اور تاکید کرتے ہیں، پاک ومطہر دینِ فطرت نے اول تو ختنہ کا مؤکد حکم دے کر جراثیم کی اس آماجگاہ کو ہی ختم کر دیا ہے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

پھر دینِ فطرت میں مختون آدمی کو استنجاء کا حکم دیا گیا ہے بالخصوص ترغیب یہ دی ہے کہ استنجاء پانی اور ڈھیلہ دونوں سے کیا جائے یعنی پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد پہلے عضو کو سوت کر ڈھیلے پر پیشاب جذب کر لیا جائے پھر پانی سے بھی دھو لیا جائے۔

اس طرح مختون مسلمان متعدد بیماریوں سے خود بھی محفوظ ہوتا ہے اور بیوی بھی کیونکہ ختنہ میں ذکر کے سر (Glams Penis) کے اوپر چڑھا ہوا قلفہ یعنی کھال کا گھونگھٹ کاٹ دیا جاتا ہے جب کہ غیر مختون آدمی خود بھی متعدد بیماریوں میں مبتلا رہتا ہے اور جنسی عمل کی وجہ سے اس کی شریک حیات بھی کئی امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

اب تک کی تحقیق کے مطابق ایک مختون آدمی اور اس کی بیوی جن خطرناک امراض سے بچ سکتے ہیں اور غیر مختون آدمی اور اس کی بیوی جن میں مبتلا ہو سکتے ہیں وہ امراض مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ضیق الغلفہ	۲۔پیرافائی موسس	۳۔ذکر کے سر کا ورم
۴۔ذکر کا کینسر	۵۔رحم کی گردن کا کینسر	۶۔ایڈز
۷۔پیشاب کی نالی کی سوزش اور جلن	۸۔سرعتِ انزال	۹۔کینسر

۱۰۔سرطان سے بچاؤ	۱۱۔خراشِ مسلسل	۱۲۔سوزاک
۱۳۔آلہ تناسل پر چھالے	۱۴۔آتشک	۱۵۔کینڈی ڈیاسس
۱۶۔ریموسز	۱۷۔پیرا ریموسز	۱۸۔عدم قرارِ حمل

(۱)......ضیق الغلفہ:(Phimosis)

اس میں کلغہ رگھونگھٹ بہت چھوٹا ہوتا ہے اور ذکر کے سر سے پیچھے نہیں ہٹتا، ایسا پیدائشی بھی ہوتا ہے اور بعد میں کسی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے مثلاً سوزش، زخم، چوٹ اور سوجن وغیرہ کے نتیجے میں۔اس سے کلغہ کا سوراخ تنگ ہوجاتا ہے جس سے پیشاب کرنے میں دقت ہوتی ہے۔ضیق الغلفہ میں صحیح صفائی نہیں ہوپاتی جس کے باعث انفیکشن کا اکثر امکان رہتا ہے جو خطرناک بیماریاں بھی پیدا کردیتا ہے،بعض اوقات کینسر بھی پیدا ہوجاتا ہے،مختون آدمی کواس صورت حال کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

(۲)......پیرافائی موسس:(Paraphimosis)

تنگ یا چھوٹا کلغہ رگھونگھٹ جب ذکر کے سرے(glans Penis) سے پیچھے ہٹ جاتا ہے تو دوبارہ ذکر کے سر پر نہیں آتا بلکہ تنگ ہونے کے باعث آلہ تناسل کو جکڑ دیتا ہے، اس سے گندے خون کی دل کی طرف واپسی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے جو ذکر کے سر کی سوجن کا باعث بنتی ہے،اس سے کلغہ مزید تنگ ہوجاتا ہے اور تکلیف پیدا کرتا ہے،سخت درد ہوتا ہے اور ایسے مریض کے لئے ختنہ ناگزیر ہوجاتا ہے،مختون آدمی ایسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتا۔

(۳)......ذکر کے سر کا ورم

اس میں کلغہ کی تھیلی میں انفیکشن کے باعث ذکر کے سر کا ورم بھی ہوجاتا ہے۔کلغہ کی

تھیلی مناسب صفائی نہ ہونے کے باعث کلغہ کے اندر رطوبتیں جمع ہوجاتی ہیں جن سے مختلف خوردبینی جرثومے (Micro-Organism) پیدا ہوتے ہیں جو انفیکشن کا باعث بنتے ہیں، شدید قسم کی بدبو اور کلغہ کے نیچے سے کریم کی طرح کا مائع نکلتا ہے۔

(۴)......ذکر کا کینسر

رطوبت (Smegma) جو کینسر کا باعث بنتی ہے کلغہ کے اندرونی حصے میں پائی جاتی ہے، مختون مردوں میں کلغہ کاٹ دیا جاتا ہے، اس لئے یہ رطوبت نہیں ہوتی لہٰذا کینسر بھی نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

(۵)......رحم کی گردن کا کینسر

اب تک کی ریسرچ رپورٹوں کے مطابق خواتین میں رحم کی گردن (Cervix) کے کینسر کی ایک اہم وجہ کلغہ کے اندرونی حصے میں (Smegma) رطوبت ہے......مختون مردوں میں نہ کلغہ ہوتا ہے اور نہ Smegma۔ چند سال قبل، دہلی اور سری نگر کے تحقیقاتی اداروں نے صحت و صفائی سے متعلق ایک رپورٹ جاری کی تھی جس میں تسلیم کیا گیا تھا کہ اسلام نے مسلمانوں کو صفائی کے جو احکام دیئے ہیں ان کے باعث دونوں شہروں میں کوئی ایک مسلمان عورت بھی رحم کے کینسر کی مریض نہیں پائی گئی جب کہ ہندو عورتوں میں یہ مرض عام دیکھا گیا، شمالی بھارت میں ''دھرم شیلہ کینسر فاؤنڈیشن اینڈ ریسرچ سینٹر'' کی سیکرٹری ڈاکٹر ایس کھنہ کے حوالے سے ٹائمز انڈیا نے ۲۷ جون ۱۹۹۴ء کو شائع کی گئی رپورٹ میں بتایا کہ بھارت میں ۱۸ لاکھ خواتین کینسر کی مریض ہیں، ان میں سے ۴۰ فیصد سے زیادہ خواتین رحم کے کینسر میں مبتلا ہیں۔ رپورٹ میں رحم کے کینسر کی جو بڑی وجوہات بتائی گئی ہیں ان میں صفائی کا خیال نہ رکھنا، مردوں کا ختنے نہ کرانا اور زیادہ مردوں سے تعلقات ہونا شامل تھیں۔

اسلام میں صفائی نصف ایمان اور جنسی زندگی کا جزء لاینفک ہے، یعنی غسل فرض ہے، ختنہ سنت رسول اور مسلمان ہونے کی اہم ترین علامت اور زیادہ مردوں سے تعلقات یعنی بدکاری حرام ہے اور اس کے مرتکب مرد وزن کے لئے سخت سزا ہے۔ غیر مختون مردوں میں جنسی عضو کی صفائی بہتر طور پر نہیں ہو پاتی، کلفہ کی تھیلی میں بیکٹیریا اور دوسرے خورد بینی جرثومے آسانی سے پناہ حاصل کر لیتے ہیں۔ وہاں کا درجہ حرارت اور نمی ان کی نشو ونما میں اہم کردار ادا کرتی ہے، جنسی عمل کے دوران بیکٹیریا اور دوسرے خورد بینی جرثومے عورت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں صفائی کا عمل مسلسل رہتا ہے، پیشاب و پاخانہ کے بعد استنجا لازمی ہے، حیض ونفاس اور جنسی عمل کے بعد غسل فرض ہے۔

مغرب کے بارے میں یہی پڑھا تھا کہ وہاں خواتین کو صرف بچے کی پیدائش کے بعد جنسی اعضاء کی صفائی کا کہا جاتا ہے، اس لئے مغربی خواتین کی ایک بڑی تعداد Cystitis میں مبتلا رہتی ہے، پانچ سے چار عورتیں عمر کے کسی نہ کسی حصے میں اس بیماری کا ضرور شکار ہوتی ہیں، 80 فیصد میں یہ مرض پیشاب یا پھر جنسی عمل کے بعد جنسی اعضاء کی صفائی نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

(۶)......ایڈز

اقوام متحدہ کے ایڈز پروگرام کے سربراہ بیلجیئم کے پروفیسر پیٹر پیاٹ Peterpiot کی تحقیق کے مطابق ختنہ ایڈز کے پھیلاؤ کے روکنے کے لئے مددگار ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ مختون مردوں میں کلفہ نہ ہونے کے باعث ایڈز کے وائرس (HIV) کو نمی والا گرم مددگار ماحول نہیں ملتا۔ فرانسیسی جریدے du MedecinQuotidien میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق (HIV) پیشاب کی نالی کے ذریعے منتقل نہیں ہوتا بلکہ کلفہ کی جھلی کے ذریعہ ہوتا ہے اور کلفہ HIV کی نشو ونما کے لئے آئیڈیل قسم کی نمی اور گرمی اور ماحول فراہم کرتا ہے۔ افریقہ ایڈز ریسرچ پروگرام کے سلسلے میں کی گئی تحقیق کے مطابق

ختنہ نہ کرانے والوں کو ایڈز کا خطرہ مختون مردوں کی نسبت 5 1 گناہ زیادہ ہوتا ہے۔

کریسنٹ انٹرنیشنل کے شمارے 16 تا 30 ستمبر 1995ء میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق مِنی ٹوبا (Manitoba) کینیڈا میں ایڈز ریسرچ کرنے والے ماہرین نے تصدیق کی ہے کہ مرد کا ختنہ ایڈز کے خلاف ایک نہایت مؤثر قدم ہے۔ ختنے کو اگر پوری دنیا میں رواج دیا جائے تو اس سے ایڈز کے پھیلاؤ کی راہ میں ایک بڑی دیوار کھڑی ہوسکتی ہے۔ یہ بات فرینک پلمر (Frank Plummer) اور ڈاکٹر لون رونالڈ نے کہی ہے۔ ڈاکٹر فرینک پلمر ایڈز ریسرچ عالمی پروگرام کے Pioneer ہیں جب کہ ڈاکٹر لون رونالڈ یونیورسٹی آف مِنی ٹوبا میں شعبہ مائیکروبیالوجی کے سربراہ ہیں، دونوں محققین نے تسلیم کیا کہ مغرب میں ختنہ مخالف لابی شاید ریسرچ کے نتائج قبول نہ کرے۔ ڈاکٹر رونالڈ کی تحقیق کے مطابق غیر مختون لڑکوں میں مثانے اور گردے کا انفیکشن کا خطرہ بھی ۱۵ گناہ زیادہ ہوتا ہے اور کلغہ ہر قسم کے جراثیم اور وائرس کے لئے ایک بہترین Incubator اور جنسی بیماریاں پھیلانے کا ایک بڑا ذریعہ بھی۔

قیصر فاؤنڈیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ ان آک لینڈ کیلی فورنیا سے وابستہ امریکی نژاد سرجن ڈاکٹر ایڈگر سچوئن (Edgar Schoen) کا کہنا ہے کہ ختنے کو عالمی سطح پر رواج دینا چاہیے کیونکہ اس کے بہت فائدے ہیں اور انسان بے شمار پیچیدگیوں اور آپریشنوں سے بچ جاتا ہے۔ اپنی رپورٹ میں انہوں نے لکھا ہے کہ ختنہ پیشاب کی نالی کے انفیکشن، ذکر کے کینسر اور جنسی بیماریوں STDs سے بچاتا ہے۔ ڈاکٹر سچوئن کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ذکر کے کینسر کے 16000 مریضوں میں سے ایک بھی مختون نہیں۔ یہ صورت حال صرف امریکہ تک محدود نہیں، پوری دنیا میں مختون مردوں میں ذکر کا کینسر نہ ہونے کے برابر ہے۔

ختنے کے ایڈز سے بچاؤ میں کیا اہمیت ہے؟ اس بارے میں موناش Monash یونیورسٹی کی فیکلٹی آف میڈیسن کے پروفیسر Robert Szabo اور آسٹریلیا کی ملبورن

Melbourne یونیورسٹی کے گائناکولوجی ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسر روجروی شارٹ Roger V Short کاایک ریسرچ پیپر بھارت کے جریدے ''ریڈینس'' میں شائع ہوا ہے،اس ریسرچ پیپر کی تلخیص ذیل میں دی جا رہی ہے۔

انسانی جسم میں بیماریوں کے پھیلاؤ اور وجوہات سے متعلق چالیس مطالعاتی رپورٹوں کی شہادت یہ ہے کہ ختنہ HIV انفیکشن سے بچاؤ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، مختون مردوں میں HIV انفیکشن کے امکانات 2 تا 8 گناہ کم ہوتے ہیں۔مزید برآں ختنہ سے دیگر جنسی بیماریوں سے بھی بچاتا ہے۔

جو افراد کسی جنسی بیماری سے متاثر ہوتے ہیں ان میں HIV انفیکشن کے امکانات 2 تا 5 گنا زیادہ ہوتے ہیں،اس طرح ختنے کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔یوگنڈا میں ایڈز پر کی گئی ریسرچ کی جو رپورٹ حال ہی میں سامنے آئی ہے وہ بھی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ ختنے کا HIV انفیکشن سے بچاؤ میں انتہائی اہم کردار ہے۔ایڈز ریسرچ کے اس پروگرام میں خواتین HIV پازیٹو تھیں جب کہ مرد HIV سے محفوظ یعنی نیگیٹو تھے۔تیس ماہ کے دوران میں 50 مختون مردوں میں سے کسی کو بھی کوئی انفیکشن نہ لگا جب کہ 137 غیر مختون مردوں میں 40 مرد HIV سے متاثر ہوئے۔

HIV سے متاثرہ مردوں کی اکثریت ذکر کے ذریعے متاثر ہوئی۔یہ فیصلہ کن شہادت ہے کہ غیر مختون مردوں کو مختون مردوں کی نسبت HIV سے متاثر ہونے کا کہیں زیادہ خطرہ ہے۔ کلفہ کے اندرونی سطح پر Langerhans Cells پائے جاتے ہیں جن پر HIV کا خیر مقدم/وصول کرنے والے مالیکیولز لگے ہوتے ہیں،انہی خلیوں کے ذریعے ابتدائی طور پر HIV غیر مختون مردوں کے ذکر میں داخل ہوتا ہے،دنیا بھر میں 75 فیصد تا 85 فیصد HIV انفیکشن جنسی افعال کے ذریعے پھیلتا ہے۔زیادہ تر افراد میں پرائمری HIV انفیکشن جنسی اعضاء اور مقعد کی جھلی کے میکروفیجز (Macrophages) Langerhans Cells اور Dendritic Cells کے Receptors CD4 and CCR5 کے ذریعے

پھیلتا ہے۔جب ایڈز کا وائرس یعنی HIV شرمگاہ میں داخل ہوتا ہے تو یہ شرمگاہ کی جھلی پر Langerhans Cells کو ٹارگٹ بناتا ہے۔ اس کے بعد قریبی CD4 Lymhocytes کے ساتھ چمٹ کر گوشت کے اندر گہرائی میں چلا جاتا ہے۔ دو دن کے بعد یہ وائرس Internal LLic Lymph nods میں پہنچ جاتا ہے اور اس کے بعد مین لمف سسٹم میں داخل ہو کر جسم کے پورے دفاعی نظام کو جکڑ لیتا ہے۔ مرد میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کلغہ کے اندرونی سطح سے یہ پیشاب کی نالی میں جاتا ہے اور وہاں سے لمف سسٹم میں۔

ذکر اور کلغہ کی بیرونی سطح عام کھال کی طرح Keratinised ہوتی ہے اور ایڈز وائرس HIV اس کے ذریعے اندر داخل نہیں ہوسکتا یعنی HIV انفیکشن کے خلاف یہ ایک مضبوط حفاظتی رکاوٹ ہوتی ہے جبکہ کلغہ کے اندرونی سطح Keratinised نہیں ہوتی اور اس میں Langerhans Cellls کی بھرمار ہوتی ہے یعنی HIV کے لئے نہایت موزوں۔ جنسی عمل کے دوران کلغہ کے پیچھے کی طرف کھینچ جاتا ہے اور کلغہ کی اندرونی سطح مکمل ننگی ہو جاتی ہے اور شرمگاہ کی رطوبتیں اس کے ساتھ چمٹ جاتی ہیں۔ اگر خاتون HIV سے متاثرہ ہے تو رطوبتوں کے ذریعے HIV میں کلغہ میں پہنچ جائے گا اور اگر مرد HIV متاثرہ ہے تو کلغہ کے اندرونی سطح سے HIV کی عورت کی شرمگاہ کی اندرونی سطح پر موجود Langerhans Cells کے ذریعے عورت میں داخل ہو جائے گا۔ بعض افراد کا کہنا ہے کہ ذکر کے سر (Glans) کی کھال Keratinised نہیں ہوتی مگر ہم نے 7 مختون اور 6 غیر مختون مردوں میں ذکر کے سر کی کھال کا جو مشاہدہ کیا تو وہ دونوں میں Keratinised پائی گئی۔ مزید برآں غیر مختون مردوں میں کلغہ کو ذکر کے ساتھ نیچے کی طرف گوشت کا جو حصہ جوڑتا ہے Frenulum اس میں خون بہت زیادہ ہوتا ہے اور وہ انتہائی نازک ہوتا ہے۔ جنسی عمل کے دوران اس کے زخمی ہونے کا امکان بہت زیادہ ہوتا ہے جس سے جنسی بیماریوں کے انفیکشن کا بھی امکان بڑھ جاتا ہے اور اسی طرح HIV کے ایک دوسرے کی طرف منتقل ہونے کا امکان بھی بڑھتا ہے مگر مختون مردوں میں ایسی کوئی خطرے والی بات نہیں ہوتی کیونکہ فرینولم کا بچا ہوا حصہ بھی Keratinised ہو چکا ہوتا ہے۔

اندازہ ہے کہ دنیا بھر میں HIV سے متاثرہ افراد کی 5 کروڑ تعداد میں نصف مردوں کی ہے جن کی اکثریت ذکر کے ذریعے متاثر ہوئی ہے، اس لئے ایڈز سے بچاؤ کے لئے دیگر حفاظتی انتظامات کے ساتھ ختنے کو بھی اہمیت دی جانی چاہیے۔ یہ اس لئے بھی زیادہ اہم ہے کہ اس میں کوئی خاص خرچہ نہیں۔

قارئین محترم! آپ نے پڑھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ﷺ کے ذریعے ختنہ کا جو حکم دیا تھا وہ بنی نوع انسان کے لئے کس قدر مفید ہے مگر کیا کیا جائے کہ اللہ کو ماننے والے بھی اور نہ ماننے والے بھی اس حکم پر عمل نہیں کر رہے۔ وہ ایڈز اور کینسر سے بچنے کے لئے قیمتی طریقوں کو ترجیح دیتے ہیں مگر پھر بھی نہیں بچ پاتے۔ آج مسلمانوں میں ایڈز نہ ہونے کے برابر ہے اور اس کی بڑی وجہ مردوں کا مختون ہونا ہے۔ مسلمانوں میں ایڈز کے جو مریض پائے جاتے ہیں انہیں یہ ایڈز اہل مغرب سے ملی ہے یعنی غلط انتقال خون یا پھر جنسی بے اعتدالی سے۔

1989ء میں شائع ہونے والے امریکن سائنس میگزین کے ایک مقالہ کا عنوان تھا ”ختنہ ایڈز کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے“ یہ مقالہ افریقہ اور مریکہ میں لئے گئے تین جائزوں پر مشتمل تھا، اس میں اس نقطہ پر خصوصی زور دیا گیا تھا کہ بیشتر غیر مختون حضرات ہی اس وباء کا شکار ہوتے ہیں۔(۱)

☆ برٹش میڈیکل سنٹر میں ایک تحقیقی مقالہ شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جس شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو وہ اگر ایسی عورت سے جنسی اختلاط کرے جسے ایچ آئی وی ایڈز کا انفیکشن ہو چکا ہو تو اس مرد کے لئے ایچ آئی وی انفیکشن یعنی ایڈز کا خطرہ ان مردوں کی بنسبت آٹھ گناہ ہو جاتا ہے جن کے ختنے ہو چکے ہیں۔

☆ ملبورن یونیورسٹی میں ایڈز کے ایک ماہر ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ایڈز سے بچاؤ کے لئے ختنے کے بارے سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے، اس ماہر کے خیال میں مردانہ عضو تناسل کے آگے سرے والی کھال کی اندرونی سطح میں ایسے خلیے ہوتے ہیں جو ایڈز کے وائرس سے

(۱) ”ویکلی سروے رپورٹ“ مطبوعہ امریکہ 1989ء

بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں لیکن مختون لوگ سنتِ ابراہیمی یعنی ختنہ کی وجہ سے اس انفیکشن سے بڑی حد تک محفوظ رہتے ہیں تاہم ہم جنسی کے مرتکب افراد مختون بھی ہوں ایڈز کی چھوت سے محفوظ نہیں رہتے۔

☆ ایڈز کے سلسلے میں افریقہ سے یہ خوش آئند خبر ملی ہے کہ یوگنڈا کے زیر مطالعہ ۴۰۰ مرد ایڈز میں مبتلا خواتین سے قربت کے باوجود ختنہ کی وجہ سے محفوظ پائے گئے، اس کی وجہ یہ بتائی جارہی ہے کہ جن لوگوں پر یہ عمل جراحی (ختنہ) نہیں ہوتا ان کے گھونگھٹ کی کھال میں ایڈز کا وائرس جا چھپتا ہے اور وہاں موجود خراش وغیرہ کے راستے خون میں داخل ہو جاتا ہے جب کہ ختنہ کرانے والوں میں خراش وزخم نہ ہونے کی وجہ سے اس وائرس کو داخل ہونے کا راستہ نہیں ملتا۔

شگاگو میں واقع ایلی نوئیر یونیورسٹی کے اسکالر ڈاکٹر روبرٹ بایلی نے طبی تحقیق کے دوران انکشاف کیا ہے کہ ایڈز کا مرض ان ممالک میں زیادہ ہے جہاں لوگ ختنہ نہیں کراتے اور جہاں جہاں ختنہ کا رواج ہے وہاں ایڈز کے خطرات بہت کم ہیں ڈاکٹر روبرٹ نے ایشیا اور افریقہ میں بڑھتی ہوئی ایڈز کی وباء کے پیش نظر مشورہ دیا ہے کہ وہاں کے لوگوں کا ختنہ کرالینا چاہیے۔ کیونکہ ختنہ ایڈز کی بیماری کا مؤثر انسداد ہے، میں نے انٹرنیٹ پر ڈاکٹر روبرٹ بایلی سے رابطہ کر کے ان کی تجویز کو سراہتے ہوئے کہا ”ہمارے خیال میں یورپ کو بھی اس تجویز پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور اس ظاہری طہارت کے عمل سے گذرنے کے ساتھ ساتھ باطنی طہارت کے لئے دامنِ اسلام سے وابستگی اختیار کرلینا چاہیے جو جسمانی وروحانی امراض کا شافی علاج ہے۔(۱)

(۷)...... پیشاب کی نالی کی سوزش اور جلن

غیر مختون انسان کی زائد کھال میں گندگی جمع ہوتی ہے جس کی وجہ سے پیشاب کی نالی

(۱) نورِ بصیرت، اخبار عالم

میں سوزش اور جلن پیدا ہوتی ہے جب کہ ختنہ شدہ افراد اس سے محفوظ رہتے ہیں۔

پروفیسر وائس ویل کی پورٹ

پروفیسر وائس ویل واشنگٹن کے فوجی ہسپتال میں شعبہ امراض اطفال کے صدر ہیں۔ ''امریکن فیملی فزیشن'' (American Family Physician) کے مارچ ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۵ء میں ختنہ کی رسم کا سخت ترین دشمن تھا اور ختنہ کا تناسب کم کرنے کے لئے اس وقت جو کوششیں ہو رہی تھیں میں ان میں پیش پیش تھا لیکن ۱۹۸۰ء کی دہائی کے اوائل میں کئے گئے سروے سے جب پتہ چلا کہ غیر مختون بچوں کے اندر پیشاب کی نالی کی سوزش کا مرض نسبتاً زیادہ پایا جاتا ہے یہ رپورٹ بھی میرے نظریات کو نہ بدل سکی اور میں ختنہ کا بدستور مخالف ہی رہا، ختنہ کو معمولاتِ زندگی میں شامل کرنے کی تجویز پیش کرنا تو دور کی بات ہے میں بغرضِ علاج بھی اس پر عمل کرنے کے حق میں نہ تھا، لیکن جب ختنہ کے حق میں تحقیقاتی رپورٹوں کے انبار لگنا شروع ہو گئے تو میں نے بھی انتہائی باریک بینی سے ان رپورٹس کا مطالعہ شروع کر دیا، بالآخر میرے نظریات دم توڑ گئے اور مجھے بھی ختنہ کو معمولاتِ زندگی میں شامل کئے جانے کا حامی بننا پڑا، میں بھی اب بچوں کے ختنہ کے فوائد کی پرزور تائید کرنے لگا۔(۱)

امریکہ نے فوجیوں کے ختنے کروا ڈالے

۱۹۹۰ء کے میگزین ''نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن'' (New Englang Journal of Medicine) کے مطابق دوسری جنگ عظیم اور کوریا و ویتنام کی جنگوں کے دوران امریکی فوج کے اکثر جوان حشفہ (عضو تناسل کی سپاری) کی سوزش اور متعدد جنسی امراض کا شکار ہو گئے تو ختنہ کے عمل نے ان امراض کے سدباب میں اہم رول ادا کیا، یعنی جو بھی

---

(۱) امریکن فیملی فزیشن واشنگٹن، مارچ ۱۹۹۰ء

جوان ان امراض کا شکار ہو کر ڈاکٹر کے پاس آتا اسے پکڑ کر فوراً ختنہ کر دیا جاتا۔(۱)

محققین کی ٹیم کا اندازہ

محققین کی ایک ٹیم کے اندازے کے مطابق اگر امریکہ میں ختنہ کا عمل جاری نہ ہوا ہوتا تو وہاں بیس ہزار لوگوں کو حویضہ اور گردوں کی سوزش کی حالت ابتر ہوئی، نیز پروفیسر ویل کے ایک بیان کے مطابق غیر مختون بچوں میں پیشاب کی نالی کی سوزش کی شرح بہت زیادہ پائی گئی ہے، اسی طرح ''۱۹۸۹ء'' کے سروے کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ مختون بچوں کی بہ نسبت غیر مختون بچوں میں پیشاب کی نالی کی سوزش کا ۳۹ گناہ زیادہ احتمال ہے۔(۲)

برطانیہ والوں کی سفارش

برطانیہ کے مشہور میگزین ''لانسٹ'' کے ۱۹۸۹ء کے شمارے میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں کافی شدومد کے ساتھ ختنہ کے اسرار و رموز پر بحث کی گئی اور اس نکتہ پر زور دیا گیا کہ ''اگر بچوں میں ختنہ شروع کر دیا جائے تو پیشاب کی نالی کی سوزش کا مسئلہ ۹۰ فیصد تک کم کیا جا سکتا ہے۔(۳)

(۸)......سرعتِ انزال:(Pretejaculatiol)

غیر مختون افراد سرعتِ انزال کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں، سرعتِ انزال کے متعدد اسباب ہیں ان میں سے ایک عضو مخصوص کی ذکاوتِ حس بھی ہے۔(۴)

---

(۱) نیوانگلینڈ جرنل آف میڈیسن ، مطبوعہ انگلینڈ ۱۹۹۰ء

(۲) سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس" ج: دوم

(۳) "لانسٹ" میگزین ، شمارہ : ۱۹۹۸ ، برطانیہ

(٤) ملاحظہ ہو۔کتاب الصحت،ص: ۲۳۷ ،از اقبال احمد قریشی۔

اور ''مسائل ختنہ'' میں ختنہ کی شرعی حکمتوں میں تیسری حکمت ''تقارب انزال'' کے تحت یہ بات آچکی ہے کہ غیر مختون آدمی کا عضو بہت حساس ہوتا ہے سرعتِ انزال کی علامت ڈاکٹرز اطباء اور طبی ماہرین نے یہ لکھی ہے کہ جماع کی مدت دو سے چار منٹ تک ہوتی ہے، اگر اس سے قبل انزال ہو جائے تو یہ سرعتِ انزال کی بیماری ہے جس سے دوسرے فریق کو جنسی تسکین حاصل نہیں ہوتی اور پوری زندگی اجیرن اور بوجھل بن جاتی ہے ختنہ کرانے سے سرعتِ انزال کا مرض جاتا رہتا ہے کیونکہ عضو میں خشونت آجاتی ہے اور ذکاوتِ حس میں کمی آجاتی ہے۔

ڈاکٹر میرج اسٹوپی کا مشورہ

ڈاکٹر میرج اسٹوپی (DR.Merrig Stopee) کا کہنا یہ ہے کہ سرعتِ انزال کے مریضوں کو حشفہ کا زائد چمڑہ کٹوا دینا (ختنہ کروا دینا) چاہیے، اس سے سرعتِ انزال پر قابو پایا جا سکتا ہے۔(۱)

(۹)......کینسر

مختون افراد عضو مخصوص کے کینسر سے محفوظ رہتے ہیں جب کہ غیر مختون افراد کے ذکر کے کینسر میں مبتلا ہونے کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔

ڈاکٹر شیون کی رپورٹ

۱۹۹۰ء کے میگزین اور نیو انگلینڈ جنرل آف میڈیسن (New England of Medicine) میں امراضِ اطفال کے مشہور معالج ڈاکٹر شیون کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ غیر مختون شخص ذکر کے کینسر میں مبتلا ہو سکتا ہے لہٰذا وہ عضو

(۱) نفسیات شباب، ص: ۵۶۳، از ڈاکٹر میرج اسٹوپی

مخصوص کے کینسر کے پیش نظر جنسی اعضاء کی صفائی ستھرائی پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ پوشیدہ اعضاء کی خاطر خواہ صفائی ستھرائی یقیناً ایک مشکل مسئلہ ہے، دنیا کے پسماندہ ممالک میں ہی نہیں بلکہ امریکہ جیسے بڑے اور چھوٹے ترقی یافتہ ممالک میں بھی جنسی اعضاء کی نظامت کا معاملہ غیر اطمینان بخش ہے۔

ڈاکٹر شیون مزید کہتے ہیں کہ برطانیہ کے غیر مختون بچوں کا سکول کا سروے کیا گیا تو پتہ چلا کہ ان میں ۷۰ فیصد بچوں کے جنسی اعضاء کی صفائی کی حالت غیر تسلی بخش ہے، ڈنمارک کے اندر ایک جائزے سے معلوم ہوا کہ چھ سال کے غیر مختون ۶۳ فیصد بچوں کا قلفہ گندگی کی وجہ سے چپکا ہوا ہے، یہ بیان ختنہ کے اسرار و رموز کی تحقیق کرنے والی ایک بڑی کمیٹی کے صدر کا ہے۔(۱)

انڈین کونسل آف میڈیکل ریسرچ نئی دہلی کی رپورٹ

کینسر کے اندراج سے متعلق انڈین کونسل آف میڈیکل ریسرچ نئی دہلی کی ۱۹۸۲ء کی رپورٹ جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کینسر کے ۸۷۱ مسلم مریضوں کے امتحان سے ظاہر ہوا کہ ان میں کوئی فرد آلہ تناسل کے کینسر میں مبتلا نہ تھا جب کہ دوسری طرف بنگلور میں (۳،۲) فیصد ہندو مدراس میں (۴،۶) فیصد ہندو اور چندی گڑھ میں (۲،۳) فیصد سکھ مرد آلہ تناسل کے کینسر میں مبتلا پائے گئے ہیں۔

مذہبی فرقوں میں ان کے طرز تمدن کی وجہ امراضِ رحم اور پستانوں کا کینسر وقوع پذیر ہونے کے نمایاں فرقوں کے طرز زندگی اور عادات وغیرہ کے تحقیقی مطالعہ پر مفید معلومات فراہم ہونے کی اُمید ہے۔ ماہرین جنسیات کی رائے ہے کہ بلالحاظ مذہب ''ختنہ'' کا رواج عام ہو جائے تو اس عضو کے عام امراض مثلاً سوزاک کا آتشک خصوصاً سرطان جیسے لاعلاج مرض تک سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔(۲)

(۱) نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن، از ڈاکٹر شیون، مطبوعہ انگلینڈ ۱۹۹۰ء

(۲) اسلام اور جدید میڈیکل سائنس (۱۹۷/۱)

ختنہ اور کینسر کے بارے میں مصری ڈاکٹر کی تحقیق

ایک مصری ڈاکٹر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ختنہ کرنے والا پچاس فیصد کینسر کی بیماری سے محفوظ ہوجاتا ہے بشرطیکہ وہ کوئی دوسرا ایسا کام نہ کرے جو کینسر کا سبب ہو اور جو غیر مختون ہیں وہ اس گندگی کی وجہ سے زیادہ تر کینسر کے اندر مبتلا ہوتے ہیں۔(۱)

عورتوں کے رحم کا کینسر، ایک رپورٹ

طبی رسالہ ''تمہارا معالج'' شمارہ ۱ے، جلد: ۱۵، ص:۱۰۰۴، میں یہ رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ اعداد وشمار کا تناسب بتاتا ہے کہ رحم کا کینسر مسلمان عورتوں کی نسبت غیر مسلم خواتین میں کہیں زیادہ ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان مردوں کا ختنہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے مرد بھی کینسر سے محفوظ ہوتے ہیں اور ان کی عورتیں بھی، جب کہ غیر مسلم مردوں کا ختنہ نہیں ہوتا وہ خود بھی کینسر میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کا کینسر عورتوں کی طرف بھی متعدی ہوجاتا ہے، غیر مسلم عورتوں کے مقابلہ میں مسلم عورتوں میں کینسر کی شرح کم ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ مسلمان عورتیں ختنہ کرتی ہیں اور غیر مسلم نہیں کرتیں، کیونکہ اب مسلمان عورتوں کا ختنہ بھی اکثر ممالک میں متروک ہوچکا ہے۔

(۱۰)......سرطان سے بچاؤ

سرطان ایک انتہائی تکلیف دہ اور مہلک پھوڑا ہے، غیر مختون افراد عموماً سرطان میں مبتلا ہوجاتے ہیں، مختون افراد سرطان سے اکثر محفوظ رہتے ہیں، اور اس کی وجہ ان کا مختون ہونا ہے اس طرح ختنہ مرد اور عورت دونوں کو سرطان سے نجات دلاتا ہے۔

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنسی تحقیقات (۳/ ۲۷۵)

حکیم میں قدرت اللہ قادری لکھتے ہیں:

"بعض ایشیائی ممالک خصوصاً ہندوستان میں مردانہ عضو کا سرطان کثرت سے پایا جاتا ہے جس کی عام وجہ اس عضو کی عدم صفائی اور لا پرواہی ہے، پست معیار زندگی، جہالت اور علم کی کمی نے لوگوں کو اس عضو کی صفائی سے غافل کر رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ مغربی اور متمدن ممالک کے مقابلہ میں غیر متمدن اور کم تعلیم یافتہ ممالک میں ان امراض کی کثرت پائی جاتی ہے"۔(۱)

۱۹۰۰ء کی ابتداء میں ڈاکٹر این۔ وائن برگ ماؤنٹ سینائی ہسپتال میں مریضوں کے ریکارڈ کا مطالعہ کر رہا تھا تو اس کے مشاہدہ میں یہ بات آئی کہ یہودی عورتیں اس عام سرطان سے نسبتاً محفوظ ہیں، یہ ایک عجیب دریافت تھی، یہاں ایک گروپ تھا جو سرطان کی عفریت سے دوسری عورتوں کے مقابلہ میں محفوظ تھا۔

اس دریافت کے بعد نیو یارک کے بلیو ہسپتال میں ایک ڈاکٹر کپلان اور ان کے رفقاء نے ریکارڈ کا مطالعہ کیا انہوں نے دیکھا کہ بہت ہی کم یہودی عورتیں عنق الرحم (رحم کی گردن) کے سرطان میں مبتلا ہوئی ہیں اس بات پر بڑا تعجب ہوا۔

۱۹۴۹ء میں میو کلینک کے ماہرین امراض نسوانی نے معلوم کیا کہ عنقی سرطان کی ۵۶۸ مریضوں میں ایک بھی یہودی نہ تھی، حالانکہ میو ہسپتال میں ۷ فیصد یہودی داخل تھے، قیاس یہ چاہتا ہے کہ ۵۶۸ میں سے ۷ فیصد یعنی تقریباً ۴۰ یہودی عورتوں کو رحم کے سرطان میں مبتلا ہونا چاہئے تھا لیکن اس کے بجائے ایک یہودی عورت بھی اس موذی مرض کا شکار نہیں ہوئی۔ ۱۹۵۴ میں بہت وسیع مطالعہ کیا گیا جو ۱۴۰ تا ۸۶ عورتوں پر مشتمل تھا، اس مطالعہ کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ عنق الرحم کا سرطان غیر یہودی عورتوں میں یہودی عورتوں سے ساڑھے آٹھ گناہ زیادہ ہوتا ہے۔

آخر کیا بات ہے کہ یہودی عورتوں کو عنق الرحم کا سرطان دوسری عورتوں کے مقابلہ میں

(۱) اسلام اور جدید میڈیکل سائنس (۱ر۱۹۵)

اس قدر کم لاحق ہوتا ہے،اب میڈیکل ریسرچ کے کارپرداز اس بات پر سب کے سب متفق ہیں کہ نمایاں فرق کی وجہ صرف یہ ہوسکتی ہے کہ یہودی مرد مختون ہوتے ہیں یعنی بچپن ہی میں یہودی لڑکوں کا ختنہ کرادیا جاتا ہے جس کی وجہ سے میاں بیوی دونوں سرطان سمیت متعدد امراض سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔

حالیہ متعدد تحقیقات سے اس امر کی تصدیق ہوچکی ہے کہ رحم کے سرطان کا نسل، غذا یا علاقائی حالات اور ماحول سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ صرف مردوں کے ختنہ سے ہے،

دوسری اطمینان بخش تحقیقات ہندوستان میں کی گئیں اگرچہ وہاں کے لوگ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے تھے اور ایک ہی قسم کی غذا استعمال کرتے تھے اور ایک سی آب و ہوا اور یکساں ماحول میں زندگی بسر کرتے تھے لیکن دو مذہبی گروپوں میں تقسیم تھے ایک گروہ اسلام کے ماننے والوں یعنی مسلمانوں کا ہے اور وہ ختنہ کو حضرت ابراہیم ﷺ کی پیروی میں لازم اور ضروری سمجھتے تھے دوسرے ہندوؤں کا گروہ تھا جو ختنہ کے قائل نہیں ہیں، تحقیق سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں عنق الرحم کا سرطان دوسرے گروہ کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

ٹاٹا کینسر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی کی رپورٹ

ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ بمبئی (ہندوستان) کے ڈائریکٹر ڈاکٹر گھنگھولکر کی ایک رپورٹ اپریل ۱۹۶۵ء کو ''راہنمائے دکن'' میں شائع ہوئی، یہ عضو تناسل کے سرطان کے متعلق ڈاکٹر گھنگھولکر کی سالانہ رپورٹ تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ گذشتہ سال سرطان کے کل ۸۸ مریض آئے جس میں ۸۶ غیر مسلم اور صرف ۲ مسلمان تھے، تحقیق کے نتیجے میں ڈاکٹر محقق نے اعتراف کیا کہ مسلمانوں میں ختنہ کے رواج نے اس عضو کے سرطان کی تعداد میں انتہائی کمی کردی ہے۔(۱)

---

(۱) رہنمائے دکن مطبوعہ، حیدر آباد، دکن یکم اپریل، ۱۹۶۵ء

(۱۱)......خراش مسلسل (Constent Irritaiton)

(۱۲)......سوزاک (Gonorrhorea)

(۱۳)......آتشک (Siphlls)

مادہ سمگما گندگی اور صفائی نہ ہونے کی وجہ سے خراش کا ذریعہ بنتا ہے اور جب عضو پر مسلسل خراش آتا ہے تو اس سے سرطان سوزاک اور آتشک جیسی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر حکیم قدرت اللہ قادری لکھتے ہیں:

''اکثر سائنسدانوں کا خیال ہے کہ یہ مادہ (اسمگما) اپنی گندگی اور دقتِ صفائی کی وجہ سے جراثیم کی آماجگاہ بنتا رہتا ہے، یہ نازک اور حساس پوست ہے جو گندہ مادوں کی وجہ مسلسل خراش کی وجہ سے خطرناک امراض حتی کہ سرطان (Cancer) پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے چونکہ سرطان کا سب سے بڑا سبب کسی مقام کا خراش مسلسل (Constent Lrreitaiton) ہوا کرتا ہے، اس کے علاوہ عضو کی دیگر عام متعدی بیماریوں مثلاً سوزاک (Gonorrhored) آتشک (Siphlls) جو اکثر جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں غیر ختنہ شدہ میں مقامی عدمِ صفائی اوران امراض کے عضو کی چنٹوں میں اس زائد چمڑے کے اندرونی حصہ میں چمٹ کر رہ جانے کی وجہ سے مزید پیچیدگیاں اور علاج کی دشواری کا موجب ہوتا ہے۔اس لئے ختنہ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ امراض خبیثہ کو عضو کے ساتھ وابستہ رہنے کا موقع نہیں ملتا''۔(۱)

غیر مختون اشخاص کے قلفہ (عضو تناسل کے سرے پر بڑھی ہوئی جلد) کے نیچے جراثیم جمع ہوجاتے ہیں جو بہت جلد سوزاک (Gonorrhored) آتشک (Siphlls) اور مسلسل خراش جیسے خطرناک امراض کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں۔(۲)

(۱) اسلام اور جدید میڈیکل سائنس (۱/۱۹۵)

(۲) آداب صحت اور پاکیزگی:

آسٹریلیا کے ایک تازہ ترین سروے کے مطابق غیر مختون حضرات میں چار قسم کے جنسی امراض عموماً پائے جاتے ہیں:

۱......آلہ تناسل پر چھالے (Gentel Herpes)

۲......کینڈی ڈیاسس (Candidiiasis)

۳......سوزاک (Gonorrhored)

۴......آتشک (Siphlls)(۱)

☆ ختنہ کرنے سے انسان بہت سے امراض سے محفوظ رہتا ہے، بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ بچہ کا ختنہ نہ کرنے کی وجہ سے بچے کی کھال کے اندرونی جانب پیشاب پسینے سے میل کچیل جم کر سوزش ہو جاتی ہے جس سے بچے کو پیشاب کرنے میں تکلیف محسوس ہوتی ہے، ختنہ نہ کرنے سے جو میل اکٹھی ہو جایا کرتی ہے اس سے خارش اور خارش سے احتلام کی شکایت ہو جاتی ہے اور علاوہ ازیں ختنہ نہ کرنے والے لوگوں کو آلہ تناسل کے سرطان کی بیماری زیادہ تر ہوا کرتی ہے اور مرد سے بیوی کو بھی لگ سکتی ہے۔

(۱۴)......آلہ تناسل پر چھالے (Gentel Herpes)

(۱۵)......کینڈی ڈیاسس (Candidiiasis)

ختنہ کرانے کا فائدہ یہ ہے کہ مختون شخص آلہ تناسل پر چھالے ہونے اور کینڈی ڈیاسس سے محفوظ ہو جاتا ہے جب کہ غیر مختون شخص کے ان امراض میں مبتلا ہونے کی امکانات زیادہ ہیں اس بارے ماہرین طب کی تحقیق اور رپورٹ آچکی ہے۔

(۱۶)......ایموسز (۱۷)......پیراایموسز

ختنہ شدہ افراد ریموسز اور پیراریموسز جیسی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں، جب کہ

---

(۱) سنتِ نبوی اور جدید سائنس جلد اوّل

غیر مختون لوگوں کے ان امراض میں مبتلا ہونے کا خدشہ زیادہ رہتا ہے چنانچہ جن اقوام میں ختنہ کا رواج نہیں ہے ان میں یہ بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں، ان بیماریوں میں عضو کے اگلے حصے کی فالتو جلد انفیکشن کی وجہ سے چھر جاتی ہے، اس طرح پیشاب کا اخراج بند ہو جاتا ہے اور اس طرح مختلف بیماریوں کے لاحق ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۸) عدم استقرارِ حمل

غیر مختون ہونا بعض اوقات قرارِ حمل سے بھی مانع ہوتا ہے۔ ڈاکٹر قطب الدین صاحب سول سرجن حیدر آباد دکن اپنی کتاب فلسفہ طبی میں لکھتے ہیں:

''زائد پوست (Fore Skin) کی موجودگی میں عضو خاص کے پورے داخل ہونے میں دشواری کے سبب، کامل اور دیرپا لذت سے محرومی رہتی ہے جس سے فریق ثانی کو بھی تکلیف اور تشفی نہ ہونے کے سبب کم رغبتی اور بعض وقت عدم استقرار حمل (بوجہ عدم رسائی عنق الرحم) کا سامنا کرنا پڑتا ہے''۔(۱)

ختنہ کے میڈیکل فوائد

۱)......سپاری کے اوپر کی کھال کاٹنے سے انسان ضرررساں چکنے مادے سے محفوظ ہو جاتا ہے اور ان ناپسندیدہ رطوبات سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے جن سے انسانی طبیعت نفرت کرتی ہے اور گندگی کے جمع ہونے اور اس جگہ کے بدبودار ہونے سے بچ جاتا ہے۔

۲)......اس کھال کے کاٹنے سے انسان اس خطرے سے بچ جاتا ہے کہ سپاری عضو کے پھیلاؤ کے وقت اندر ہی محبوس اور بند رہے۔

۳)......ختنہ کی وجہ سے سرطان کے مرض سے کافی حد تک بچاؤ ہو جاتا ہے اور تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ایسے لوگوں کو سرطان زیادہ ہوتا ہے جن کی سپاری کے اوپر والی کھال

(۱) بحوالہ "فلسفہ قطبی" مؤلفہ: ڈاکٹر قطب الدین سیول سرجن عثمانیہ

تنگ ہوتی ہے۔

۴)...... بچے کا ختنہ اگر جلدی کر دیا جائے تو اس کے ذریعے بچوں کو بستر پر پیشاب کرنے کی بیماری سے ایک حد تک بچایا جا سکتا ہے۔

۵)...... جوان لوگوں میں جلق (مشت زنی) کی جو عادت پڑ جاتی ہے اس کا ایک حد تک تدراک ختنے سے ہو جاتا ہے۔

۶)...... ختنہ جنسی تعلق کے لئے مفید ہے۔

۷)...... ختنہ مدتِ جماع میں درازی کا سبب ہے، مشہور محقق ''فلنجری'' نے تحقیق کے دوران ختنہ کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ختنہ کا اصلی مقصد غالب رائے کے مطابق مدتِ جماع کی درازی ہے کیونکہ انتہائی لذت تک رسائی جس قدر ختنہ کئے گئے اعضاء میں محسوس ہوتی ہے غیر مختون عضو میں اس کا ادراک کم ہوتا ہے۔(۱)

۸)...... ختنہ احتلام سے بچاؤ کا ذریعہ ہے کیونکہ ختنہ نہ کرانے سے عضو مخصوص میں میل کچیل جمع ہو جاتی ہے جس سے خارش پیدا ہوتی ہے اور خارش سے احتلام کی شکایت بڑھتی ہے۔

۹)...... ختنہ عضو مخصوص میں مختلف قسم کے جراثیم کے ہونے سے مانع ہے۔

۱۰)...... ختنہ بانجھ پن کی بیماری کے رفع کرنے میں مفید ہے۔

مردانہ عضو کی طہارت سے متعلق ایک عجیب انکشاف ڈاکٹر گوالوے نے اپنی کتاب میں کیا ہے، مردانہ بانجھ پن (Sterlity) کے علاج کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

اگر مردانہ عضو کو پانی سے بار بار دھویا جائے تو جونیات منویہ (Spermatiozoar) کی پیدائش میں اضافہ ہو سکتا ہے۔(۲)

۱۱)...... ختنہ کی وجہ سے پیشاب کے قطرے عضو میں جمع نہیں ہوتے۔

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنسی تحقیقات

(۲) اسلام اور جدید میڈیکل سائنس، ص: ۱۹۴، ج:۱

۱۲)......اسی طرح ختنہ کی وجہ سے حشفہ پر گندگی جمع نہیں ہوتی بلکہ آسانی سے دھلتی رہتی ہے۔

۱۳)......ختنہ شدہ انسان پیشاب میں تکلیف محسوس نہیں کرتا، ختنہ کی وجہ سے پیشاب کرنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے جب کہ غیر مختون پیشاب کرنے میں تکلیف محسوس کرتا ہے۔

۱۴)......ختنہ عضو مخصوص کی تقویت کا سبب ہے۔

ڈاکٹر قطب الدین لکھتے ہیں:

عضو مخصوص کی قوتِ تغذیہ (Nutritional Alements) جو زائد گوشت کی پرورش میں صرف ہوتی ہے وہ ختنہ شدہ اشخاص میں عضو کی تقویت کا باعث بن جاتی ہے۔

۱۵)......ختنہ صحت کا باعث ہے، 8 مارچ 1988ء کو کیلیفورنیا کی طبی آرگنائزیشن کے ممبران نے بیک آواز یہ رائے پاس کی کہ بچے کا ختنہ صحت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔(۱)

۱۶)......ختنہ سرعتِ انزال کو کنٹرول کرتا ہے۔

قاموس الفقہ میں ہے:

''ختنہ سے جسم کی نظافت اور صفائی ستھرائی میں مدد ملتی ہے چنانچہ اس سے قضیف کے کینسر سے حفاظت ہوتی ہے، اور ایڈز کی بیماری سے بچاؤ میں بھی اس کو مفید مانا گیا ہے، صحت کیلئے مفید ہے، جنسی اعتبار سے لذت بخش بھی ہے اور اعتدال کا باعث بھی۔(۲)

ڈاکٹر صبر تعبانی اپنی کتاب ''ہماری جنسی زندگی'' میں لکھتے ہیں:

۱......عضو تناسل کی صفائی کے لئے ختنہ کا ہونا ضروری ہے۔ ختنہ کرانا صحت وصفائی کی نہایت اونچی تدبیر ہے، جس انسان کا ختنہ ہوا ہو وہ متعدد اور پیچیدہ امراض اور بیماریوں

(۱) سنتِ نبوی اور جدید سائنس جلد دوم

(۲) قاموس الفقہ(۳۳۰/۳)

کے خطرات سے بچ جاتا ہے۔

۲......ختنہ کے ذریعہ عضوتناسل کی کھال کاٹ کر علیحدہ کر لینے کے بعد روغنی اور چربی والے مواد سے حفاظت ہوتی ہے، جس سے خارش کا اندیشہ ہوتا ہے، نیز سوجن اور بدبو کا ڈر پیدا ہوتا ہے۔

۳......زائد کھال کٹ جانے کے بعد ایستادگی کی حالت میں سپاری سکڑنے کا خطرہ نہیں رہتا۔

۴......ختنہ کئے جانے کے بعد کینسر جیسے موذی مرض کا ڈر نہیں رہتا، تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ عضوتناسل کا کینسر ان قوموں میں کہیں زیادہ ہے جن میں ختنہ کا رواج نہیں ہے، اس کے مقابلہ میں جن قوموں میں ختنہ کا شرعی اور مذہبی طور پر رواج ہے، ان کے اندر یہ مرض کم پایا جاتا ہے۔

۵......جلد ختنہ کرا لینے کی صورت میں بستر پر بچوں کے پیشاب کا امکان بھی کم ہو جاتا ہے، کیونکہ جن بچوں کا ختنہ نہیں اُن کے عضوتناسل میں خارش کی وجہ سے بعض اوقات پیشاب خطا ہو جاتا ہے۔

۶......ختنہ کے بعد بدعادت (مشت زنی) وغیرہ سے بڑی حد تک بچاؤ ہو جاتا ہے، کیونکہ زائد چمڑے کی وجہ سے سپاری کے گرد تناسلی اعصاب میں تحریک ہوتی ہے اور سنِ بلوغ کے قریب بچہ کی عمر ہو جانے کے بعد وہاں کھجلی جیسی کیفیت ہوتی ہے، ایک دو بار کھجلانے کے بعد اگر لذت مل گئی تو یہ ایک کھیل بن جاتا ہے اور جوانی غارت ہو جاتی ہے۔

۷......ختنہ کئے جانے کے بعد بالواسطہ جنسی قوت پر اثر پڑتا ہے چنانچہ ایک سروے کے مطابق ختنہ کئے گئے مردوں کی مباشرت کی مدت دوسروں کے مقابلے میں قدرے دراز ہوتی ہے نیز اس سے مرد کو زیادہ لذت ملتی ہے، اور عورت بھی زیادہ تسلی پاتی اور خوش ہوتی ہے۔(۱)

---

(۱) از نئی زندگی، ص: ۱۱۴، مکتبہ دانیال، لاہور

غیر مختونوں کے مصائب و مشکلات کے بارے
ڈاکٹروں کی آراء اور مشورے

۱)......زائد پوست (Foreskin) کی موجودگی میں عضو خاص کے پورے داخل ہونے میں دشواری کے سبب، کامل اور دیر پا لذت سے محرومی رہتی ہے جس سے فریق ثانی کو بھی تکلیف اور تشفی نہ ہونے کے سبب کم رغبتی اور بعض وقت عدم استقرار حمل (بوجہ عدم رسائی عنق الرحم) کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔(۱)

۲)......مقامی طور پر صفائی و پاکیزگی میں دشواری یا تکلیف اور بالعموم عدم توجہی کے سبب یہ حصہ اکثر دردناک (Tender) ہوا کرتا ہے اور اگر بروقت مسلسل اور فوری توجہ نہ دی جائے تو خراش و بثور، پھوڑے پھنسیوں سے اکثر دو چار ہوتے رہنا پڑتا ہے۔

۳)......مقامی غلفہ کے اندرونی رطوبت جس کو Simgma کہا جاتا ہے یہ پیشاب کے وہ چند قطرات جو اکثر بوقت اخراج اس چمڑے میں داخل ہو جایا کرتے ہیں جس سے یورک ایسڈ کی تہہ حشفہ کے اطراف میں مندمل نہ ہونے والے بثور کی موجودگی کا باعث ہوتے ہیں۔

۴)......نوعمر اور کمسن بچے اپنے غیر ختنہ شدہ حصہ میں یورک ایسڈ جمع ہونے سے مقامی خراش اور گدگداہٹ کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں اور عضو کو بار بار ملتے رہنے کی وجہ سے نو عمری ہی سے لذت آشنا ہو کر ''جلق'' کے عادی ہو جاتے ہیں اور نادانی سے اپنا مادہ حیات برباد کرتے ہیں۔

۵)......غیر ختنہ شدہ لوگوں میں اس مقام کی صحت و صفائی کے لئے خصوصی اور مسلسل توجہ کرنی پڑتی ہے جس کے لئے کچھ نہ کچھ مناسب وقت اور خصوصی توجہ کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ متذکرہ خرابیوں کا ہمیشہ منڈلاتے رہنا لازمی ہے جب کہ عوام کے پاس ان کی روزانہ غیر معمولی بڑھتی ہوئی مصروفیات کی وجہ سے اتنا وقت نہیں رہتا کہ اس عضو کی صحت و صفائی میں اپنا قیمتی وقت پابندی کے ساتھ لگاسکیں، اس لئے عمر بھر میں صرف ایک بار ذرا

---

(۱) بحوالہ "فلسفہ قطبی" مؤلفہ: ڈاکٹر قطب الدین سیول سرجن عثمانیہ

سی ختنہ کی تکلیف آئے دن کے تمام اندیشوں سے بے نیاز کردیتی ہے، کتنی سائنٹیفک، دور اندیش اور فکری تعلیمات ہیں دین اسلام کی۔

۶)......ڈاکٹر میرج اسٹوپی "Dr.Merrig Stopee" کا مشورہ بحوالہ شباب (ص: ۳۶۵) پیش کرتے ہیں "سرعت انزال Pretegaculation کے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ ایسے آدمی کو چاہیے کہ حشفہ کا زائد چمڑا کٹوادے (یعنی ختنہ کروالے)۔

۷)......ڈاکٹر قطب الدین (سیول سرجن) حیدرآباد نے اپنی کتاب "فلسفہ قطبی" میں لکھا ہے کہ غیر ختنہ شدہ اشخاص بہت جلد امراض خبیثہ کا نشانہ بن سکتے ہیں"۔

۸)......عضو خاص کا قوت تغذیہ Nutritional Allments جو زائد گوشت کی پرورش میں صرف ہوتا ہے : ختنہ شدہ اشخاص میں نفس عضو کی "تقویت" کا باعث بن جاتا ہے۔(۱)

۹)......اسمگما (حشفہ) کے اطراف غدود کی رطوبت میں ایک خاص قسم کی ناگوار بو ہوتی ہے اور جو ختنہ نہ ہونے کی صورت میں حشفہ کے اطراف یہ رطوبت جمع ہوتی رہتی ہے اور اس پر ہر بار پیشاب کے قطرات جمع ہوتے رہنے سے یورک ایسڈ کی تیزابیت Acidity پیدا ہوجاتی ہے جو ایک مخرش اور بدبودار مادہ پیدا ہوجاتا ہے۔

۱۰)......اس رطوبت کی ناگوار بو سے جنسی (قربت کے وقت) فریقین میں نفرت اور ناگواری کی ایک کیفیت پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے جس سے اچانک جنسی بے لطفی اور ناگواری پیدا ہوجاتی ہے، تب ہی تو شریعت نے جنسی قربت کے وقت خوشبو لگانے اور وضو اور طہارت کا حکم دیا ہے۔

۱۱)......نسوانی امراض جو غیر مختون مردوں کی وجہ سے متذکرہ رطوبت اسمگما اور عدم طہارت کی وجہ، تیزابی مادوں کی موجودگی کی وجہ سے ان کے جنس مخالف میں بیشتر نازک نسوانی امراض مثلاً سوزش، رحم ورم رحم اور سیلان اور دیگر جراثیمی غدودی متعدی Infection امراض کا ہونا یقینی امور ہیں اور ان میں بانجھ پن عام ہے۔

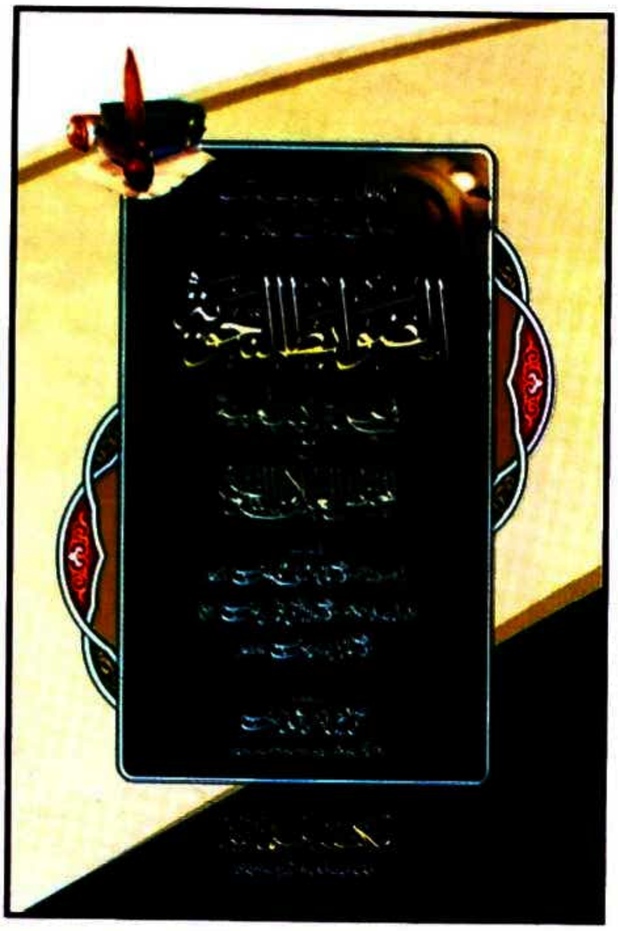
واللہ اعلم ......بندہ ریاض محمد بٹگرامی

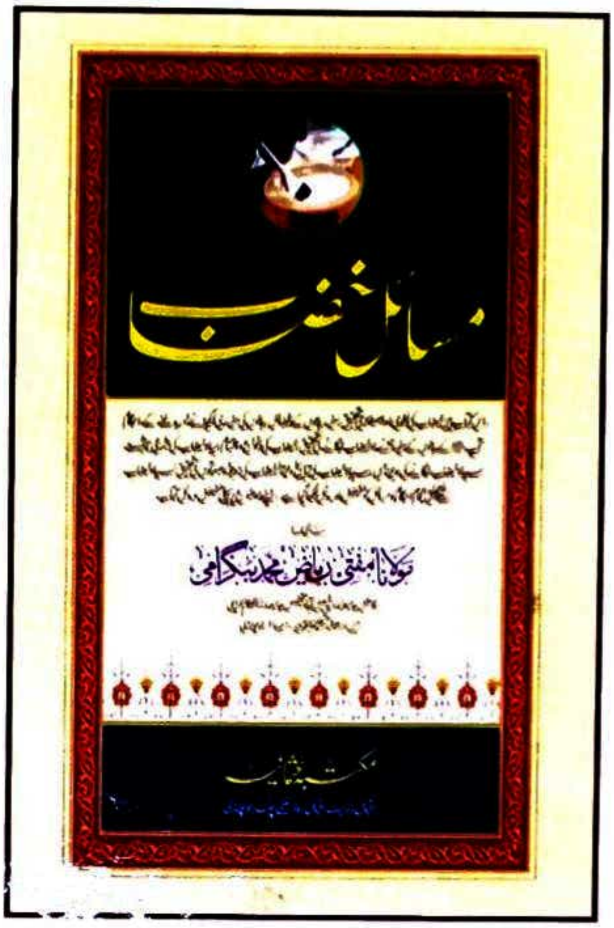
(۱) فلسفہ قطبی ص: ٤٦٢

With Compliments

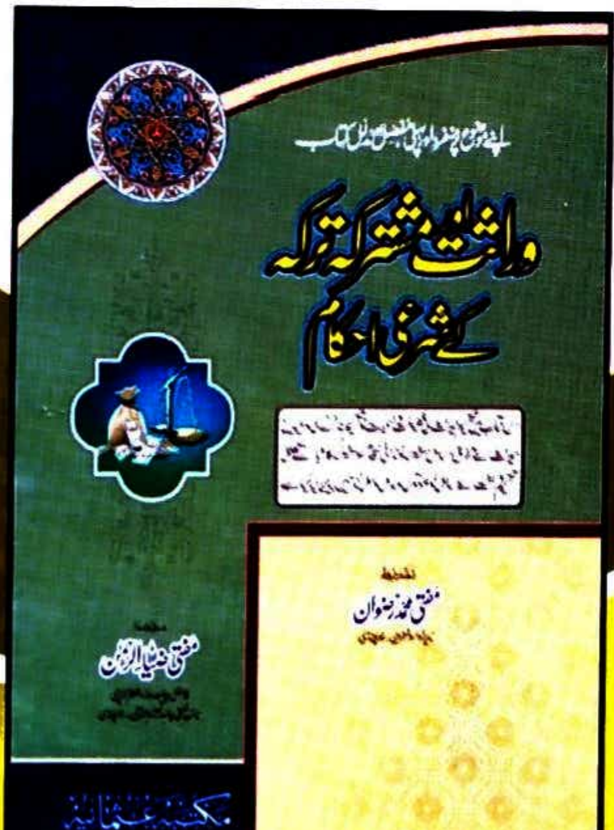
From

To

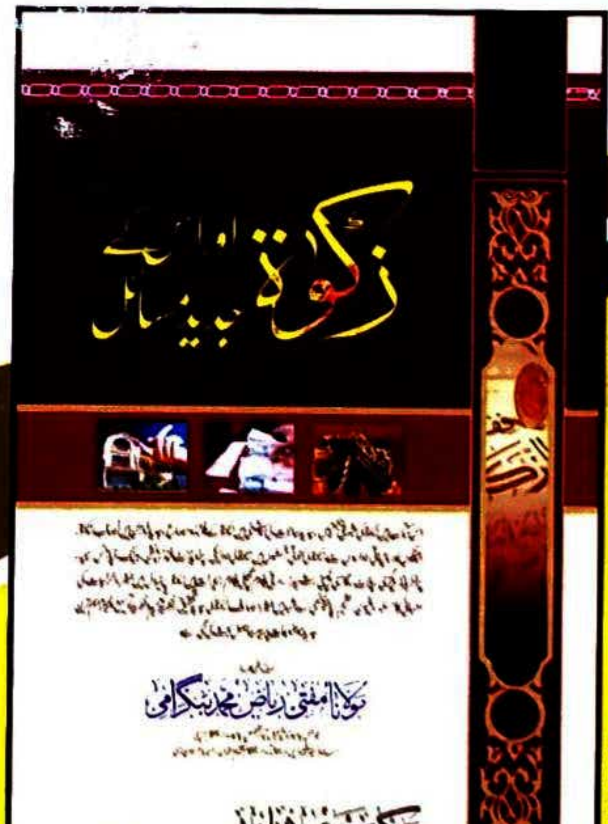




مسائل غسل



وراثت مشترکہ ترکہ
کے شرعی احکام
مکتبہ عثمانیہ



مکتبہ عثمانیہ